بعون خالق ارض وسما و من تمسک قوانین شریعت شفیع یوم جزا

کتاب لاجواب منتخب قوانین و نظائر و موجز اصول شرع و شاستر موسوم بہ

قانون الشفعہ

مولفہ جناب معلی القاب متکی اریکۂ عدل و داد مولوی السید حیدر مہدی صاحب بہادر منصف دام اقبالہ

مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں بحسن اہتمام منشی محمد تیغ بہادر طبع گردید

۱

حسبلاً و محمدلاً
مصلیاً و مسلماً

قانون شفعہ

دیباچہ

شفعہ ایک نازک مسئلہ شرع محمدی کا ہی۔ جسکے اصول سیوا بعض فروع کے کل فرق اسلامیہ مین متحد ہین۔ اور یہ ایسا مسئلہ ہی کہ جسکا نفاذ قانونی عدالتون کے ہاتھہ سے ہوتا ہی۔ ہندؤن کے شاسترمین۔ اس مسئلہ کا وجود نہین ہی مگر ہندوستان مین ہمدگر جائداد غیر منقولہ کی ملکیت مخلوط ہونے سے و نیز عملداری کا طریقہ ایک ہونے سے لامحالہ ہنود کو بھی شرع محمدی سے یہ مسئلہ اخذ کرنا پڑا۔ اور اب قریب قریب تمام ہندوستان مین یہ مسئلہ ایک ہی۔ لیکن بجز شرع محمدی کے ایسا کوئی مجموعہ مرتب نہین ہی کہ جسمین قواعد حکمی بترتیب کے ساتھہ نسبت حق شفعہ کے منضبط ہوئے ہون۔ تاکہ عدالت ہای انصاف۔ اس اصول کے کاربند ہوکر۔ کہ ”انصاف پابندی قانون کی کرتا ہی“۔ اون مقدمات کے فیصل کرنے مین جن مین بحث حق شفعہ کے ہو۔ اون مراتب مناسب پر عمل۔ اور اون قواعد کو اختیار کرین جو شرع محمدی سے ماخوذ ہون کیونکہ اکثر مقدمات ایسی ہوتے ہین جنمین شفعہ کا دعوی بطور قاعدہ خاص شرع محمدی کے نہین ہوتا ہی بلکہ استدعا نفاذ حق شفعہ کے بربناے رواج دیہہ یا قرارداد واجب العرض کے بلالحاظ قومیت یا مذہب متعاقدین کے ہوتی ہے۔ بموجب شرع محمدی کی

خاص غرض حق شفعہ کے یہہ ہی کہ اشخاص اجنب کو بطور حقدار جائداد کے مداخلت حاصل نہو - اور نفاذ اوس حق کا بر بنای اس قیاس کے ہوتا ہی کہ مداخلت شخص غیر کی موجب تکلیف حصہ داران حق شفعہ کے ہوگی - اور حق مذکور در اصل اوس مضرت پر نہین ہوتا ہی جسکا - ایسی تکلیف سے عائد ہونا فرض کیا جاتا ہی - اور از روے اصلیت و نوعیت حق شفعہ کے - ایسا حق جسکا نفاذ محض واسطے حصول اغراض تلون مزاجی یا ضد کے عمل مین آوے - تو ایسا حق باعتبار اپنی ماہیت و نوعیت کے بلحاظ ثبات ہوتا ہی - اور چونکہ وہ استحقاق ذاتی شفعہ کا ہی - اسلیے اوسکی بابتہ - بیع - یا اور کسی قسم کا معاملہ نہین ہوسکتا ہی - اور جو کچھہ قصد شفیع کی طرف سے اوسکی نسبت معاملہ کرنیکا ہو اوس سے قطعاً ظاہر ہونا اس امر کا سمجھا جاتا ہی کہ وہ مضرت جسکی شکایت منجانب شفیع نالش نفاذ حق شفعہ مین کیگئی ہی بے اصل ہی - اور دعوی نیک نیتی کی نظر سے نہ سمجھا جائیگا - تمام ہندوستان مین اصولاً مسئلہ شفعہ کا ایک اثر ہی - البتہ بعض اقطاع ملک مین - بصواب دید ضرورت مختص المقامے بعض اصول محدود کیے گئے ہین جیسا کہ ملک اودہ مین اکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع کی چند دفعات مختصر مین تاتمام اصول شفعہ کے محدود ہوے ہین - اونمین بہی اکثر دفعات ضابطہ وکار روائی سے متعلق ہین - لیکن ایسے مقدمات نفاذ حق شفعہ مرجوعہ عدالت ہای ملک اودہ مین جنمین ایسے واقعات پاے جائین جنکے واسطے اکٹ مذکور مین بالتصریح حکم نپایا جاے اور مشابہ اوس کے فیصلہ ہای کورٹ کا موجود ہو - تو یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ اودہ مین دوسری

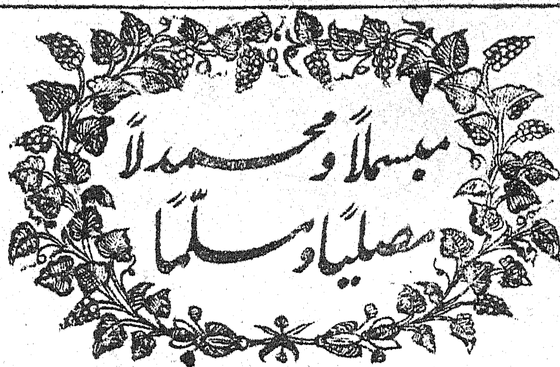
صوبہ کی ہائی کورٹ کے نظائر پر عملدرآمد ہوگا بلکہ وہ نظائر پورے طور سے واجب التعمیل ہین۔ اور وہ فیصلہ خلاف قانون نہین کہا جا سکتا۔ چونکہ طریقہ ترتیب انفصال مقدمات شفعہ کا ایک سلسل ترتیب سے کسی مجموعہ مین یکجا نہین کیا گیا ہی۔ جسکی ضرورت وکلا وغیرہ حکام عدالت کو ہوتی ہی۔ اور متعدد کتب و نظائر و ضوابط مین منتشر طور سے مسائل و احکام کے ڈھونڈھنے کی ضرورت ہوتی ہی جسکے سبب سے ضرورت سے زیادہ وقت صرف ہوتا ہی۔ بنظر اس سہولت و انضباط کے مین نے تمام اصول متعلقہ مسئلہ شفعہ کو وغیرہ ضوابط و ترتیب مقدمات شفعہ کے طریقون کو اور اوسکے متعلق کارروائی آخر تک قبل و بعد کو۔ کتب قوانین و نظائر شرع محمدی سے منتخب کرکے اور انگریزی سے ترجمہ کرکے اردو زبان مین یہہ مجموعہ مرتب کیا اور اوسکو بارہ باب پر بلحاظ سہولت تقسیم کردیا اور نام اوسکا قانون شفعہ رکھا۔ اور تمام ضروری اصول و قواعد کو اس طرح سے یکجا کردیا ہی۔ کہ مقدمہ شفعہ کیواسطے ابتدای رجوع نالش سے تا کارروای اخیر اجرا ڈگری کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نرہے۔ اور کل امور اس مجموعہ مین یکجا مل سکین بلکہ اکثر مقدمات پر اصول عامہ بھی بطور تذکرہ کے اکثر ذکر ہوے ہین۔ چنانچہ ملاحظہ فہرست سے اوسکی صراحت معلوم ہوگی۔ اور واضح رہے کہ نظائر محولہ کا ترجمہ اون اردو کتابون سے نقل ہوا ہی جو مطبع نظائر قانون ہند مین طبع ہوتے ہین تاکہ صحت ترجمہ مین اشتباہ نہو۔ لیکن نمبر جلد و صفحہ کا کتاب انگریزی سے دیا گیا ہی تاکہ حکام انگریزی دان کو مطابقت مین دقت نہو۔ اور جس مقام پر اردو کتاب کا حوالہ ہی وہان پر عام طور پر اردو کا اشارہ کردیا گیا ہی البتہ سہو۔ یا غلطی جو مقتضا فطرت انسانی ہی اوس سے مجبوری ہی امید ہی کہ ناظرین معاف فرماینگے۔ فقط

العبد

سید حیدر مہدی عفی عنہ منصف مسافرخانہ ضلع سلطانپور۔ اودہ

فہرست مضامین
قانون شفعہ
باب اول
انتخاب مضامین

تمت



باب اول

شفعہ

مد ۱

حق شفعہ - معنی - و - تعریف - و - اصطلاح

ضمن ۱ — معنی لغوی

(الف) لفظ شفعہ مشتق ہے لغت مین شفع
سے اصطلاح شرع مین بموجب کتاب اہلِ سُنت
وجماعت کے شفعہ عبارت ہے مالک ہونیسے عقار*
پر - جبراً اوپر مشتری کے بعوض قیمت کے مثل مشتری کے
یعنے جن دامون کو مشتری نے لیا ہے اونہین دامون کو
جبراً اوس سے عقار لے لینا - (نورالہدایہ شرح وقایہ جلد ۴ صفحہ ۴)
(ب) - از روئے لغت شفع بفتح اول و سکون ثانی مقابل ہے

* عقار بفتح اب زمین و زراعت واراضی و ملک و اشجار و قریہ - کذا فی غیاث ص ۳۱۱

لفظ وَتَر کا یعنے جو چیز کہ اصل مین دو ہو۔ اسیوجہ سے
اوس نگاہ کو بھی کہہ سکتے ہین جسمین تار نظر بسبب سیدہے
نجانے کے ایک چیز کو دو دکھاتا ہی۔ نیز۔ سفارش کرنا کسی
کیواسطے دوسرے سے۔ خواہ بنا بر فائدہ ہو خواہ بطریق
عداوت وضرر رسانی شخص دیگر کے ہو۔ شُفعَہ۔ بضم اول و
سکونِ ثانی و تائ مخففہ۔ اوس سفارش کو کہین گے جو کسی دوسرے
شخص کی نسبت اسطرح سے کیجائے۔ جس امر کا وہ طالب
ہی اوسمین کوئی چیز اپنے پاس سے اضافہ کرے۔ ایضًا
کتاب شرایع الاسلام۔ جو بڑی مستند کتاب فقہ شیعو کی
ہے ونیز کتاب مستند فقہ استدلالی مذہب شیعہ مین مذکور
ہی کہ بعض کتب شافعیہ مین اس لفظ کے اشتقاق مین
کلام کیا ہے۔ آیا شفعہ مشتق ہے لفظ شفع سے
بمعنی ملانے کے۔ یا بمعنی زیادتی کے یا بمعنی تقویت کے
یا مشتق ہے لفظ شفاعت سے۔ بہر طور نتیجہ قول اول
کا قریب تر ہے۔ کتاب بحث شفعہ مین لکھا ہے

کہ یہ لفظ ماخوذ ہے زیادتی سے - کیونکہ شریک زیادہ کرلیتا ہی اوس چیز کو جو اوسکو ملتی ہے - پس وہ اصل جائداد گویا شریک کی وِتر تھی - کہ جواب شفیع کی ہو گئی - اور کتاب مسالک مین بنا بر موافقت کتاب تذکرہ اور کتاب جامع المقاصد کے لکھا ہے - کہ لفظ شفعہ ماخوذ ہے قول عرب سے شَفَعتُ کَذَا بِکَذَا [1] اور یہ استعمال اوس وقت مین خاص ہے کہ جب کسی چیز کو کسی چیز مین ملا لین جیسا کہ شفیع اپنے حصّے کو ملا لیتا ہے اپنے شریک کے حصّے سے -

ضمن ۲
تعریف و اصطلاح

(فقہی) - تعریف - لفظ - شفعہ کی شرعی تعریفین کسیقدر الفاظ مین اور بعض نکات و معانی مین مختلف ہین - ابو الصّلاح اور ابن زُہَیر - اور - اِدْرِیس - وغیرہ کے نزدیک شفعہ اوس استحقاق کا نام ہے جو ایک شریک مخصوص کو مشتری پر واسطے حوالہ کردینے شے مبیع کے بقیمت بالمثل کے ہوتا ہی

اور قواعد مین لکھا ہے کہ وہ استحقاق ایک شریک کا ہے واسطے
لینے حصۂ شریک دیگر کے جو بذریعۂ بیع کے منتقل ہوا ہے شرایع
الاسلام مین اسی کے قریب قریب تعریف کی گیی ہے کہ وہ
استحقاق احد الشریکین کا ہے۔ حصۂ شریک دیگر مین۔
بسبب انتقال بیع کے۔ اور کتاب نافع مین لکھا ہے۔
کہ وہ استحقاق حصّہ شریک کا ہے بسبب انتقال بیع کے
اور کتاب الاسعاد مین جو تصنیف بعض علماے شافعیۃ
کی ہے۔ اوسمین لکھا ہے کہ حق شفعہ ایک حق تملیک
قہری ہے۔ جو ثابت ہوتا ہے واسطے شریک کے اوس
شخص پر جو تازہ داخل ہوا ہے بذریعۂ اوس معاوضہ کے
جسکا وہ مالک ہوا ہے۔ اور سوا اسکے اور تعریفین بھی
کی ہین جنکا مفہوم قریب قریب اقوال مذکورہ بالا کے ہے۔
(عام) ۔ میکناٹن صاحب نے اپنی کتاب شرع محمدی
کے باب چہارم مین شفعہ کی یہ تعریف کی ہے کہ شفعہ
ایک اختیار قبضۂ جائداد مبیعہ کا ہے جو دوسرے کے ہاتھ

بمعاوضہ اوس زرثمن کے بیع ہوئی ہو - جو خریدار نے طے کیا اور ادا کیا ہو - ایضاً - دوسری تعریف قانونی یہ ہے کہ شفعہ - ایک حق ہے واسطے حصولِ قبضہ اراضی خرید شدہ کے بمعاوضۂ مساوی (قسم یا حیثیت) قیمت کے جو خریدار نے اوسکی بابت دی ہو (بنگال ڈائجسٹ صفحہ ۴۷۱) -

بموجب انگریزی اصول کے بہت بڑا مفہوم شفعہ کا لحاق جائداد کا ہے - اس مقصد سے کہ شخص اجنبی جسکا اتصال ناپسندیدہ ہے - باز رکھا جائے اور اس اصول کو مساوی قوت ہے خواہ وہ جائداد قابلِ تقسیم ہو یا نہو (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۱ - لیگل کمپینئن جلد ۶ - نمبر ۶ - باب شفعہ صفحہ ۱۶۴) -

مختص المقام - ملک اودھ کا اصول یہ ہے - کہ حق شفعہ - ایک حق حاصل کرنے جائداد غیر منقولہ کا ہے - بہ ترجیح اغیار کے - (دفعہ ۷ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۶ء)

شفیع

نمبر ۲

(عام تعریف) حق شفعہ کا رکھنے والا جسنے اوسکو تقسیم یا منتقل

رکھتا ہو شفیع کہلائیگا۔

عام اصول کے موافق اشخاص ذیل شفیع ہین۔

الف - شریکدار جائداد مبیعہ - یعنی خلیط فی نفس المبیع (شریک نفس بیع)

ب - شریکدار حقوق جائداد مبیعہ (یعنے شریک حقوق مبیعہ)

ج - جوار دار - یعنے ہمسایہ -

واضح رہے - کہ ہر قسم کے اشخاص جو اوپر لکھی ہوئی قسمون مین داخل ہوتے ہین - دعوے حق شفعہ کا قایم کرسکین گے اور کوئی اختلاف قوم یا مذہب کا مانع نہوگا - (میگناٹنس محمڈن لا باب چہارم قاعدہ - ۴ و ۶ -)

(فقہی) - کتاب - شرایع الاسلام مین تحریر ہے کہ ہر مالک حصہ جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا جو استطاعت پیش کرنے ثمن حصہ مبیعہ کی رکھتا ہو شفیع ہے (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵ - فدا علی بنام مظفر علی)

شرع محمدی کتاب اہل سنت - نور الہدایہ شرح وقایہ

جلد چہارم کتاب الشفعہ صفحہ ۳۹ - مین تحریر ہے - کہ جو
ترتیب شفیعون کی اوپر بیان ہوئی ہے یہ بموجب فتوائے
امام اعظم کے ہے - لیکن امام شافعی و امام مالک کے
نزدیک - ہمسایہ کو حق شفعہ نہین ہے - مگر قول امام اعظم کا
متواتر احادیثِ - ابن مالک - ابو رافع ابن حبان و
جابر انصاری و امام احمد سے قوی تر ہے - صاحب
ہدایہ نے بتائید حکمِ رسول یہ ترتیب تحریر کی ہے -
کہ شریک زیادہ حقدار ہے خلیط سے - اور خلیط زیادہ
حقدار ہے شفیع سے - اور شفیع سے مراد شریک فی نفس
المبیع ہے اور خلیط سے مراد فی حق المبیع ہے اور شفیع سے
مراد ہمسایہ ہے - لیکن زیلعی نے کتاب تخریج مین
اور ابن جوزی نے حدیث استحقاق مین ہمسایہ کو غریب
یعنے غیر مشہور قرار دیا ہے - اور اہل التشیع کے نزدیک
بھی یہی قول آخر اصح ہے -

مختص المقام - ملکِ اودھ مین اشخاص ذیل شفیع ہو سکتے ہین

الف جس ملکیت کی حقیت ہو اوسکے حصہ رشکمی (اگر کوئی ہو) کے حصہ دارون کو بہ ترتیب اونکی رشتہ داری کے ساتھہ بائع اور راہن کے۔

ب - کل محال کے حصہ دارون کو بہ ترتیب مذکورہ۔

ج - ہر شخص کو گروہ شرکا مین سے۔

د - اگر حقیت ملکیت اوسنے ہو تو مالک اعلیٰ کو۔

نوٹ - واضح رہے - کہ مد (ج) - کی عبارت کے الفاظ اردو کی کتابون مین مختلف ہین - اکثر اردو کے چھاپون مین گروہ شرکا کا ترجمہ (جماعت دیہی) کیا گیا ہے جس سے اس امر کا اشتباہ پیدا ہوتا ہے - کہ جماعت سے کون گروہ مراد ہے - لیکن جو عبارت اوپر لکھی گئی ہے یہ ترجمہ صحیح عبارت انگریزی (ویلیج کمیونیٹی) کا ہے - جو ترجمہ صحیح دفعہ ۹ - اکٹ ۱۱ ۱۸۶۸ء مندرجہ گزٹ اردو حصہ ۴ - نمبر ۲۱ - مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۶۸ء صفحہ ۳۰۷ - سے نقل کیا گیا ہے۔

تائید - اوپر کی عبارت مین تحت تعریف عام - ہم لکھ آئے ہین - کہ اختلاف قوم کا مانع دعوے شفعہ نہین ہے -
چنانچہ اسکی تائید مین حال کا ایک تازہ فیصلہ عدالت جناب صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودھ کا تحریر کیا جاتا ہے -
ایک مقدمہ مین یہ واقعات بیان ہوئے ہین - کہ ایک دعوے حق شفعہ کا منجانب شفیع مسلمان باشندہ ملک اودھ کے دائر ہوا - یہ امر واقعاتی تسلیم کر لیا گیا - کہ بیع جائداد متنازعہ کی منجانب ایک مسلمان بایع کے بحق ہندو مشتری کے ہوئی - جو بموجب شرائط مندرجہ دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء کے نہتی اسمین یہ بحث کی گئی - کہ امر حجت شدہ سے شرائط شرع محمدی متعلقہ شفعہ کے ترمیم نہین ہوتی جناب صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے یہ تجویز فرمایا کہ ملک اودھ مین مسلمان شفیع - بمقابلہ مسلمان بایع کے دعوے شفعہ کا کر سکتا ہے اگرچہ بایع تعمیل شرائط دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء مین قاصر رہا ہو -

(مقدمہ مظفر حسین شفیع - رسپانڈنٹ - بنام - پرشادی لال وغیرہ مدعا علیہم اپیلانٹ فیصلہ مورخہ ۵ - جولائی ۱۸۷۶ء سلکٹ کیس نمبر ۱۴۹)

عہ ۳

بیع و انتقال

(تعریف)

فقہی - نور الہدایہ شرح وقایہ جلد سوم صفحہ ۲ و ۳ مین بیع کی یہ تعریف کی ہی - بیع - کہتے ہین مال سے مال بدلنے کو اور وہ منعقد ہوتی ہے ایجاب و قبول سے - دونون ماضی کے صیغے ہون - مثلاً پہلے بایع نے کہا ”مین نے بیچا“ بعد اوسکے مشتری نے کہا ”مین نے خریدا“ - تو بایع کا قول ایجاب ہوا اور مشتری کا قول قبول - اگر مشتری نے صیغۂ امر کہا یعنے بیچ میرے ہاتھ - اور بایع نے کہا بیچا تو بیع صحیح نہوگی - جب تک پھر مشتری نہ کہے - خریدا واضح رہے کہ بیع اسطور سے بھی جائز ہو جاتی ہے کہ متعاقدین کچھ نہ کہین یعنے بایع اپنی چیز مشتری کو اوٹھا دیدے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے - تو بیع صحیح ہے - اوسا

یہی صورت معاہدات قانونی مین تکمیل بیع کو کافی قرار دی گئی ہے - شرعًا بیع چار طرح پر ہوتی ہے -

۱ - مرابحہ - ۲ تولیہ - ۳ مساومہ - ۴ وضعیہ - اول مرابحہ - کہتے ہین مال کے بیچنے کو اصل لاگت پر ایک نفع معین کر کے - دوم تولیہ - کہتے ہین صرف لاگت پر بیچنے کو بلا نفع کے - سوم - مساومہ - کہتے ہین اوس بیع کو جسکے ثمن پر بایع اور مشتری رضی ہو جائین - چہارم - وضعیہ - کہتے ہین اصل لاگت سے نقصان پر بیچنے کو - (نور الہدایہ شرح وقایہ باب مرابحہ و تولیہ صفحہ ۲۷ جلد سوم)

واضح رہے کہ اقسام اول و دوم و چہارم معاہدات بیع جائیداد منقولہ سے متعلق پائے جاتے ہین - اور قسم سوم عام ہے - جو معاہدات بیع جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون پر حاوی ہے -

قانونی - بیع ایک انتقال ملکیت کا ہے بمبادلہ زرقیمت کے جو دیا گیا یا وعدہ کیا گیا ہو یا جزاً دیا گیا ہو - اور جزاً وعدہ کیا گیا ہو - (دفعہ ۵۴ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) **بیع** - معاہدہ بیع جائداد غیر منقولہ مادی کا جسکی مالیت سو روپیہ یا اوس سے زائد ہو - بحالت جائداد استحقاق آیندہ یا اور غیر مادی اشیاء کے صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے کیا جائیگا - لیکن بحالت جائداد غیر منقولہ کے جسکی مالیت سو روپیہ سے کم ہو - اوسکا معاہدہ بیع خواہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے یا بذریعہ دینے قبضے کے ہوگا - دیا جانا جائداد غیر منقولہ مادی کا اوسوقت اثر رکھتا ہے - جبکہ بایع خریدار کو یا جسکو خریدار حکم دے اوسکو قبضہ جائداد کا دیا جائے **معاہدہ بیع** - ہر ایک معاہدہ بیع جائداد غیر منقولہ کا ایک ایسا معاہدہ ہے - کہ بیع اوس جائداد کی واقع ہوتی ہے اور اون شرائط کے جو فیمابین متعاقدین کے طے ہوئے ہیں کیونکہ تنہا معاہدہ بیع کا کرنیسی - کوئی استحقاق یا ذمہ داری جائداد

مذکور ہیں قائم نہیں ہوجاتی ہے۔ (دفعہ ۵۴۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

گورنمنٹ نے بذریعۂ اشتہار۔ نمبر ۱۰۱۹۔ مورخہ ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء مندرجہ گزٹ انگریزی مورخہ ۱۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء۔ بغرض انسداد فریب و پابندی طریقۂ رجسٹری دستاویزات کے یہ حکم نافذ فرمایا ہے کہ جائداد غیر منقولہ بابتی گو وہ کیسی ہی کم قیمت کی ہو سوا بذریعۂ دستاویز رجسٹری شدہ کے بیع نکیجائیگی۔ (دفعہ ۱۷ و ۱۸۔ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء)

(انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۵۹۷)

نوٹ۔ منجانب مولف۔ واضح رہے کہ بعد نفاذ ایکٹ انتقالات نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے جب اوسکو قوت قانون کی حاصل ہو چکی ہے کوئی معاملہ بیع جائداد غیر منقولہ کا نکیا جائیگا الا بذریعۂ دستاویز تحریری اور رجسٹری شدہ کے یہ امر صحیح ہے۔ کہ بحالت استحقاق قبضہ ایسی جائداد کے جسکی قیمت سو روپیہ سے کم ہو۔ معاہدہ زبانی بیع کا بشرطادی جانے قبضے کے۔ ایک انتقال قانونی جائداد کو کافی ہوگا لیکن اوسکو ایسی قعت نہوگی جیسا کہ معاہدہ بیع رجسٹری

شدہ کو بھی ہے - انریبل اولڈ فیلڈ اور انریبل پراڈ ہرسٹ جسٹسان ذی علم ہائی کورٹ الہ آباد نے تجویز فرمایا ہے کہ دفعہ ۵۴ اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کی پابندی فریقین انتقال نے نکرنیسے نوعیت معاملہ نہین بدلی - نہ اس امر مین فرق آیا کہ بیع عمل مین آئی - نہ شفیع کے استحقاق شفعہ مین مضرت پہونچ سکتی ہے - انریبل محمود صاحب جسٹس نے یہ تجویز فرمایا - کہ ایک جائز اور کامل بیع کا ہونا شرط مقدم نسبت استعمال استحقاق شفعہ کرہے اور مقدمہ مین کوئی امر الیسا وقوع مین نہین آیا جو مناسب طور پر ازروی وجب العرض بیع کہا جاسکے - اور چونکہ درخواست داخل خارج نام کی رجسٹری شدہ نتھی لہذا بموجب دفعہ ۵۴ - اکٹ انتقالات اثر بیع کا نہین رکھتی نہ اوسکے روسے ملکیت منتقل ہوسکتی ہے - پس حق شفعہ کا پیدا نہوا (جانکی بنام گرجادت الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۰۲) جسوقت مین کہ مسودہ بل (قانون انتقالات جائداد) کا حضور مین لیجیس لیٹیو کونسل کے ۱۸۷۹ء مین پیش کیا گیا - اوسوقت مین دفعہ ۵۴ قانون مذکور پر سخت بحث منجانب کمشنران قانون ہند پیش ہوئی اونہون نے آخر کو سر ہنری مین صاحب سے اس مسئلہ مین اتفاق کیا - کہ ایک

طریقہ انتقال جائداد غیر منقولہ کا بطور انتقال عام کے قائم کرنا ضرور ہے
الاآباد نکولا کمشنران سے تھوڑا سا اختلاف اس مسئلہ مین باقی رہگیا تھا
لا کمشنران کی یہ تقریر تھی - کہ بحالت بیع جائداد غیر مادی کے یا حقوق
کے اگرچہ مالیت اوسکی سو روپیہ سے کم بھی ہو - انتقال اوسکا بذریعہ دستاویز
رجسٹری شدہ کے ہونا چاہیے - یہانتک کہ اونہون نے مضمون دفعہ
۵۴ کو مطابق اوسکے تبدیل کردیا - اور گورنمنٹ انڈیا نے اپنی عالمانہ
اقتدار سے اس تبدیل کو پسند بھی فرمایا - اب کونسل کو ملاحظہ کرنا چاہیے
کہ گورنمنٹ انڈیا و نیز سلکٹ کمیٹی نے دونو تجویزون پیش شدہ کو نسبت
احتیاج تحریری ہونے اور رجسٹری شدہ ہونے کے بخیال کثرت
معاہدات متعلق جائداد غیر منقولہ کے پسند فرمایا - یہ صحیح ہے کہ اس
پسندیدگی کو بہت بڑی وسعت اون عالی خیالات سے تھی - جو بحث
ذیعلم چیف جسٹس بنگال نے کی تھی - کونسل مروزہ مین چونکہ اس
مسئلہ پر بحث طویل کا ہونا خیال کرلیا گیا - مسٹر اسٹوکس
صاحب نے انتخاب چند فقرات حکام عالیمقام کا پڑھنا ضروری
خیال کیا - یعنے بحوالہ ایک چٹھی منجانب صاحب کمشنر حال

ملک برہما کے سر رچرڈ گارتھ صاحب نے یہ تجویز کیا کہ دفعہ ۵ چٹھی مذکور مین یہ تحریر ہے - کہ بطور منتخب اغراض کے اس امر مین ایک اتفاقی رائے پائی جاتی ہے - کہ نہایت درجہ یہ امر پسندیدہ ہے کہ جملہ معاملات انتقال متعلق اراضی کے واسطے ایک مکمل ریکارڈ (دفتر) رکھا جائے - اور طریقہ انتقال جائداد غیر منقولہ کا ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ یورپ مین بذریعہ دفتر انتقالات عامہ کے ہوتا ہی - اوسوقت سر رچرڈ گارتھ صاحب نے دو امر کی تحقیقات فرمائی - (۱) کسقدر جزو معاملات متعلق بہ اراضی اسوقت تحریری نہین ہوگی -

(۲) کسقدر جزو اون معاملات کے جنپر اثر زبانی معاہدہ کا تھا - ایمانداری و نیک نیتی سے ہوئی - بعد دریافت یہ ظاہر ہوا - اور ذیعلم موصوف نے بیان فرمایا کہ نسبت سوال اول کے مجھکو صحیح جواب حاصل ہونے مین منجانب تجربہ کار حکام ضلاع بنگال کے بڑی صعوبت ہوئی یعنے ججون اور وکیلون اور زمیندارون و نیز امثال انکے اور لوگون سے خواہش کی کہ مجھکو نہایت معتبر اطلاع نسبت

سوال مستفسرہ کے دیجائے - الا نتیجہ اوس سے بھی زیادہ ہوا جسکی مین امید کرتا تھا - یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے - کہ میرا سوال متعلق معاملات - دستاویزات بابت اراضیات جملہ اقسام بیع - ہبہ (سوا وصیت نامہ کے) رہن تقسیم - تبادلہ انتقال امانت - دستاویزات خانگی اور دیگر معاملات - اور یہ جملہ اقسام کے (جو ہمیشہ رعایائے کاشتکار کو دیے جاتے ہین) تھا - اور مجھکو بہت مستند حوالہ سے معلوم ہوا کہ - فی الواقع بہت ہی قلیل حصہ دستاویزات کا اب زبانی معاملہ سے متعلق ہی اور یہ جزو قلیل بھی اب سال بسال آناً فاناً کم ہوتا جاتا ہی اور جملہ اقسام و درجہ کے انسان بالخصوص اس ملک کے باشندے معاملات زبانی کو غیر معتبر اور مشکوک الصداقت خیال کرتے ہین - یعنے اگر ایک شخص جائداد حاصل کرنا چاہتا ہی اور اوسپر روپیہ دیتا ہی - تو اُسکو مقدم خیال کرتا ہے کہ اوسکو بذریعہ ایک دستاویز تحریری کے اور خاصکر باضابطہ رجسٹری شدہ کے مستحکم کرے - تمثیل ایک مقدمہ شفعہ مین جو محض رواج مندرجہ

واجب العرض پر مبنی تھا - یہ واقعات ظاہر ہوے - کہ ایک حصہ دار نے ایک معاملہ کیا جسکے ذریعے سے اوسنے قبضہ اپنے حصہ کا ایک شخص جنب کو بعوض تین سو روپیہ کے منتقل کیا - اور داخل خارج نام کا محکمۂ مال مین کر دیا - لیکن بنظر انسداد حق شفعہ فریقین تحریر و رجسٹری کرانے دستاویز بیعنامہ سے بابت انتقال مذکور باز رہے - اسٹریٹ - صاحب جسٹس نے یہ رائے قایم کی چونکہ مدعا علیہم نے عمدًا ضروری ضابطۂ قانونی یعنے رجسٹری شدہ دستاویز سے بدین غرض گریز کی کہ حق شفعہ زایل ہوجائے اور یہ امر بہت مشتبہ ہے - کہ آیا عدالت انصاف مدعا علیہم کو اجازت پیش کرنے اور عمل مین لانے ایسے جوابدہی کے دیگی جو اونکے بالارادہ گریز قانونی پر مبنی ہو - اور محمود صاحب جسٹس نے فرمایا کہ ایک جائز اور کامل بیع کا ہونا شرط مقدم نسبت استعمال استحقاق حق شفعہ کے ہے - اور مقدمۂ ہذا مین کوئی امر ایسا وقوع مین نہین آیا جو مناسب طور پر از روے معنی واجب العرض کے بیع کہا جا سکے اور چونکہ درخواست داخل خارج نام

رجسٹری شدہ نہ تھی - لہذا احکام دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال حقیت کے روسے درخواست مذکورہ اثر بیع کا نہین رکھتی نہ اوسکے روسے ملکیت بایع سے مشتری کو منتقل ہوتی ہے اور اسیوجہ سے از روے واجب العرض کے استحقاق شفعہ کا پیدا نہین ہوسکتا (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۸۲) -

بیع شرطی - اوس بیع کو انگریزی مین (کنڈشنل سیل) کہتے ہین - یہ ایک قسم کا رہن ہے جو باقبضہ و نیز بلاقبضہ بھی ہوتا ہے قانونی تعریف اوسکی یہ ہے - **تعریف** - جب راہن بظاہر جایداد مرہونہ کو ان شرائط کے ساتھہ بیع کرے (۱) اس شرط پر کہ اگر زرِ رہن ایک تاریخ مقررہ پر ادا نکیا جائے تو معاہدہ بیع کا بیعبات ہو جائیگا (۲) اس شرط پر کہ جب زرِ رہن بتصریح صدر ادا ہو جائے تو معاملہ بیع کل فسخ ہو جائیگا (۳) اس شرط پر کہ زر رہن کے ادا ہونے پر مشتری جایداد کو بایع کے نام پر پھر منتقل کردیگا تو ایسا معاملہ رہن بیع بالوفا کہلائیگا اور ایسے معاملہ کا مرتہن - مرتہن بیع بالوفادار کہلائیگا (دفعہ ۵۸

ج اکٹ ۱۸۸۲ء) **تشریح** واضح رہے۔ کہ قسم (۲) معاہدہ رہن مذکور الصدر کو شرع محمدی مین تعریف رہن مین داخل نہین کیا ہی بلکہ ایک قسم بیع کی ہے۔ اور اسکو بیع خیار۔ یعنے جاکٹہ۔ اور شرط واپسی جائداد مبعیہ کو اقالہ بیع کہتے ہین اس شکل کے معاملات اکثر اون محتاط مسلمانون مین واقع ہوتے ہین۔ جو جائداد مرہونہ باقبضہ کے منافع کو سود خیال کر کے اوسکا تصرف ناجائز جانتے ہین اور قانونًا۔ ایسا معاملہ بیع ایک رہن ہے۔ جو اوسوقت تک قابل الانفکاک ہی جب تک وہ بذریعہ ڈگری عدالت بیعبات نہ کرلیا جائے اور جب تک وہ بیع کی نوعیت نہ پیدا کرے قابل شفعہ نہوگا (دفعہ ۹۔ اکٹ ۱۸۷۶ء نافذہ اودھ) **شرعًا**۔ اگر جائداد اسطرح سے بیع ہو کہ بائع کو پھیر لینے کا اختیار رہے۔ تو جب تک کہ بائع کا اختیار رہیگا شفعہ نہوسکیگا لیکن جب اختیار ساقط ہوا تو شفعہ واجب ہوجائیگا (کذافی نقل الصحیح) **ایضًا**۔ واضح راہے کہ کتاب نورالہدایہ شرح وقایہ جلد سوم

صفحہ ۲۶- باب اقالہ مین تحریر ہے **اقالہ**- بیع کا ذکر ہے بعد تکمیل کے جاننا چاہیے کہ- اقالہ- یعنے پہلی بیع کا توڑنا بایع اور مشتری کے حقمین تو فسخ بیع ہے اور سوا اونکے اور شخصون کے حقمین مانند بیع جدید کے ہے- تو اگر فسخ بیع بایع اور مشتری کے حقمین نہو سکے تو اقالہ باطل ہوگا- اور جب اقالہ واقع ہو تو اوس بیع جدید کا فائدہ وقت اقالہ کے شفیع کو پہونچتا ہے یعنے دعوی شفعہ اوس وقت قایم ہوگا- **مثال** زید نے ایک مکان عمرو کے ہاتھہ بیع کیا- اور شفیع نے اپنی رضامندی سے اوس وقت حق شفعہ ساقط کر دیا- بعد اوسکے اب اقالۂ بیع ہوا- تو زید اور عمرو کے حقمین تو یہ اقالہ فسخ بیع شمار کیا جائیگا اور شفیع کے حقمین بیع جدید تو اب پھر اوسکو دعوی شفعہ کا پہونچ سکتا ہے (**درمختار**)

بیعبات- ایک مرتہن جسنے جائداد کو بذریعہ رہن شرطی یا رہن سادہ کے حاصل کیا ہو- صرف دعوے بیعبات کا اندر چہہ مہینہ کے کر سکتا ہی- یعنے چہہ مہینے یا اوسسے

کم جو وقت کہ عدالت نے مقرر کیا ہو۔ کوئی درخواست
اجرائے ڈگری کے واسطے بیع اراضی مرہونہ کی بابت ایسی
ڈگری کے جو بموجب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ ۴ ؁ ۱۸۸۲ع کے اس
حکم سے دی گئی ہو کہ اگر ادائے ڈگری کا اندر میعاد معینہ عدالت
کے نہوگا تو جائداد مرہونہ فروخت کیجائیگی ۔ منظور کیجائیگی
اگر وہ درخواست قبل انقضائے میعاد مقررہ کے پیش
نہوئی ہو۔ (مقدمہ سبرو یل بنام چیدمی لال ۔ الہ آباد انڈین لا رپورٹ جلد ۷
صفحہ ۱۹۴) بموجب دفعہ ۸۶۔ ایکٹ ۴ ؁ ۱۸۸۲ع مرتہن کو
جائداد مرہونہ مین وہی استحقاق حاصل ہے جسکی تعریف دفعہ
۱۱۱۔ مین ان الفاظ سے کی گئی ہے دو وہ اشخاص جنکی جائداد
فروخت ہو چکی ہو،، پس ایسا مرتہن درخواست مندرجہ بالا دینے کا
مستحق ہے (مقدمہ راکھل چند ربسواس بنام دہا کا ناتحہ مصر۔ انڈین لا رپورٹ
کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۶۔) واضح رہے کہ شکل بیعبات کی ہو جیسے بیع
شرطی ہے۔ اور ڈگریات جو بموجب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ ۴ ؁ ۱۸۸۲ع
کے دیگئی ہون اونکے واسطے ضرور ہے۔ کہ دوسری درخواست

بموجب دفعہ ۹۰ کے واسطے قطعی کرانے حکم نیلام جائداد
مرہونہ کے دیجائے اور اوسوقت سے حق انفکاک راہن کا
ساقط ہوجائیگا۔ پس تاریخ حکم اخیر منشتبہ درخواست دفعہ
۹۰ سی جائداد بر اطلاق بیع کا اوسیوقت سے ہوگا۔ اور بموجب دفعہ
۹۔ اکٹ ۸ ۱۸۷۶ء (نافذہ ملک اودھ) حق شفعہ کا پیدا
ہوتا ہے۔ جو ڈگریات کہ بموجب دفعہ ۸۶۔ اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء
دیگئی ہوں۔ اونمیں استحقاق فک رہن اوسوقت ساقط ہوجاتا
ہی جبکہ رہن کو قوت بیع کی حاصل ہو۔ اور اوسیوقت سے حق
شفعہ شروع ہوگا۔ **اجلاس کامل**۔ ہائی کورٹ الہ آباد سے
یہ امر طے ہوا ہے۔ چونکہ رہن سادہ سے جیسا کہ اوسکی تعریف
دفعہ ۵۸۔ اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء مین کی گئی ہے بذریعہ دینے استحقاق
بیع کرنے حقیقت واقع جائداد مرہونہ کے انتقال جائداد کا
ہوتا ہے اسلیئے ایک حصہ دار کے حصہ کے رہن سادہ کرنیسے
از روئے شرائط واجب العرض حق شفعہ پیدا ہوتا ہے۔
(مقدمہ شیوبرتن کنور بنام مہپال کنور۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۵۸)

پٹہ پر دیا جانا جائداد کا بیع نہین ہے۔جو حق شفعہ پیدا کر سکے (مقدمہ بنایک چند بنام لشبیشر بخش آگرہ جلد ۲ صفحہ ۹۹۔ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسنیر جلد ۴ صفحہ ۴۵۳۶۔شفعہ نمبر ۱۱)۔

تبادلہ۔جائداد۔ایک حصہ دار نے مکان اور جائداد اپنی دوسرے حصہ دار کے ہاتھہ۔ساتھہ اوسکے حصہ اور مکان کے تبادلہ کیا۔ایسا تبادلہ انتقال ہے جو حق شفعہ بحق حصہ دار قایم کرتا ہے۔اور جو جائداد تبادلہ مین دیجائے۔اوسکی مالیت زرمعاوضہ ہے نکہ وہ جائداد جسکا دعوے ہے۔(آگرہ رپورٹ جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۴۔ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسنر جلد ۴ صفحہ ۴۵۳۷۔شفعہ نمبر ۱۴)۔

مد ۴ بایع

جائداد جسکی طرف سے یا جسکے نام سے یا جسکے فائدہ کیواسطے بیع یا منتقل کیجائے اور جو اوس ملکیت بیع شدہ یا منتقلہ کی قیمت متبادلہ جو ادا کی گئی ہو یا جسکے ادا کا وعدہ کیا گیا ہو وصول کرے وہ بایع ہے۔واسطے مفہوم وقیام

کرے نالش شفعہ کے ہر ایسا شخص جو تعریف مندرجہ بالا
مین داخل ہو یا جسنے زرقیمت بقایمقامی شخص یابندہ کے
وصول کیا ہو یا جو شخص قانوناً مستحق استفادہ مذکور کا ہو وہ
تعریف بایع مین داخل ہوگا۔ (دفعہ ۵۵ - اکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

مد ۵ — مشتری

تعریف۔ جسکے حق مین یا جسکے نام یا جسکے فایدہ کیواسطے جایداد مبیع
یا منتقل کی گئی ہو۔ اور جسنے اوس جایداد کی قیمت متبادلہ
ادا کی ہو اور اوسپر قبضہ حاصل کیا ہو اور جسپر بموجب شرایط
بیع کے قانونی ذمہ داریان قایم کیجاین۔ وہ خود یا وہ شخص
جو بجاے اوسکے استحقاقاً و جوازاً قایم ہو سکتا ہو وہ مشتری ہے

نوٹ منجانب مولف۔ واضح رہے کہ اکثر معاملات بیع مین دستاویز
بیعنامہ ایک شخص فرضی منتقل الیہ کے نام تحریر ہوتی ہی لیکن فی الاصل خریدار واقعی
دوسرا شخص ہوتا ہی ایسے خریدار منتقل الیہ کو جسکا نام دستاویز مین ہوتا ہی
اوسکو عام محاورہ مین خریدار اسم فرضی کہتے ہین۔ اور قانونی اصطلاح (انگریزی)
مین اوسکو بے نامی پرچیز کہتے ہین۔ ایسا خریدار اسم فرضی ساتھ

خریدار واقعی کے مشتری کہلاتا ہے اور ایسا معاہدہ بیع قانوناً صحیح و جائز ہے۔ بغرض توضیح اسمقام پر چند ضروری اصول بیع اسم فرضی و نیز خریدار اسم فرضی کے تحریر کیے جاتے ہین — **رواج** — تمامتر معاملات بیع اسم فرضی مبنی بر رواج ہین۔ اور وہ رواج اوسوقت تک صحیح مانا جاتا ہے جب تک کہ قانون کی روسے کوئی حکم مخالف اوسکے نہ پایا جاے۔ وسعت جواز ایسی بیع کی جو ایمانداری سے ہوئی ہو خاص حالات مقدمہ پر مبنی ہے۔ (مقدمہ کالی سوہن پال بنام بھولا ناتھ چکلہ دار۔ ویکلی رپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۱۳۸۔ ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسنر (۱) صفحہ ۸۶۹)۔

واسطے ثابت کرنے اس امر کے کہ بیع اسم فرضی واقع ہوئی ہے مالک اصلی کو جو دعویدار بذریعہ اوس بیع کے ہو مقابلہ اوس شخص کے جسکا نام دستاویز مین تحریر ہے اسقدر ثابت کرنا کافی ہے کہ خریدار اصلی بذریعہ اوس بیع کے ایک عرصہ دراز تک متصل قابض رہا ہے (مقدمہ سوبھتی داسی بنام

سری کشن نندی - ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۵۰ ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسیز (۵) صفحہ ۴۷۰) -

۳ جبکہ شوہر نام اپنی زوجہ کا بطور مالک صحیح کے دستاویز مین داخل کرائے - اور عام لوگونکو یہ باور کرائے کہ مالک اصلی اوسکی زوجہ ہے تو ایسی صورت مین شوہر اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے - اور اوس حق کو اسم فرضی نہین قرار دے سکتا ہے - (مقدمہ سدہی سنگہ بنام بشناتہہ داس ویکلی رپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۷۹ - ڈائجسٹ آف انڈین - لاکیسیز (۹) صفحہ ۴۷۱)

۴ **شہادت نسبت ملکیت واقعی کے**

یہ اصول قانون کا نہین ہے کہ مقدمات بیع اسم فرضی مین یہ تنقیح قائم کیجائے - کہ زرثمن کسطور سے حاصل کیا گیا - اگرچہ وہ ایک عمدہ قاعدہ وشناخت واسطے تنقیح کرنے واقعیت معاملہ بیع کے ہے) برج بہاری سنگھ بنام واجد حسین ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۲ (۲۷) ڈائجسٹ انڈین لاکیسیز صفحہ ۴۷۵ -

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا کہ بحالت بیع اسم فرضی کے

جو ہندوستان میں اکثر ہوتی ہے شناخت اصلی مالک کی یہ ہے کہ جس سے زرشفعہ فی الواقع لیا گیا ہو۔ (گوپی کرن گوشائین بنام گنگا پرشاد گوشائین مورس انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۳ - اور مقدمہ اکبر علی بنام محمد فیض بخش - ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۱۲ - ڈائجسٹ انڈین لاکیسیز (۲۸) صفحہ ۷۵۸)۔

بیع اسم فرضی میں اصل امر دریافت طلب یہ ہے کہ آیا خریدار اسم فرضی سے بعد بیع کے قبضہ واقعی لیا گیا۔ اگر نہیں لیا گیا تو کیوں - جسکا نتیجہ محض قبضہ واقعی ہے - بھوین موہن پران بنام نگوری داسیہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۵ - ڈائجسٹ انڈین لاکیسز (۲۹) صفحہ ۷۵۸ -

حوالہ نمبر ۵ - کو اس اصول کے ساتھ پڑھنا چاہیے کہ واسطے ثبوت زرشفعہ کے حاکم عدالت کو بسبات کا اطمینان کلی حاصل کرنا چاہیے کہ آیا زرشفعہ فی الواقع خریدار نے مالک سابق کو دیا ہے اور کس طرح اسکے زرشفعہ حاصل کیا گیا تھا -

(مظہر اللہ بنام تراب الدین ویکلی رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۰۵ - ڈائجسٹ انڈین لاکیسیز (۳۰) صفحہ ۷۵۸)

بار ثبوت

۸ مقدمہ اثبات بیع اسم فرضی مین بار ثبوت ذمہ اوس شخص کے پڑتا ہے جو یہ طے کرانا چاہتا ہو کہ ظاہری حیثیت اوس معاملہ کے خلاف واقع ہے ورنہ خریدار ظاہری خریدار واقعی خیال کیا جائیگا۔ جب تک کہ خلاف اوسکے ثابت نکیا جائے۔ (دیونا تھ بنام پیر خان۔ آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۶۔ ڈائجسٹ انڈین لا کیسز (۱۹۰۳) صفحہ ۴۷۷۔)

۹ اگر مقدمہ فیما بین ہنود کے ہو تو شہادت زبانی واسطے اثبات اس امر کے کہ بیع اراضی کی اسم فرضی ہوئی ہی اور دستاویز مین نام فرضی درج ہوا ہے قابل پذیرائی ہی (پولینا ایا چیتی بنام آر مگم چیتی انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۷۶۔ مقدمہ گوپی کرشنو گوشائین بنام گنگا پرشاد گوشائین۔ مورس انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۳۔ ڈائجسٹ انڈین لا کیسز جلد اول (۳۷) صفحہ ۴۷۷)

۶ جائداد قابل شفعہ

اصول عام شفعہ کا یہ ہے کہ حق شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ

مادی سے متعلق ہوتا ہے نہ کہ جائداد منقولہ سے - اور
یہ بھی شرط ہے کہ وہ جائداد عام اس سے کہ قابل التقسیم
ہو یا نہو - مگر کسی قسم سے بمعاوضہ انتقال اوسکا ہوا ہو
نہ کہ بطور بخشش یا عطیہ کے ہو عام اس سے کہ وہ معاوضہ
ظاہر کیا گیا ہو یا بطور مصالحت یا خود ہا کے ہو - نیز حق
شفعہ نسبت جائداد غیر منقولہ کے قایم ہوتا ہے گو کہ وہ
قابلیت تقسیم کی نرکھتی ہو جیسے غسل خانہ - چکی - سڑک
(ہدایہ جلد ۳ - صفحہ ۵۹۱ -)

اہل سنت کی کتاب ہدایہ مین حق شفعہ نسبت مکانات
اور درختان باغات کے یہ رائے ظاہر کیگئی ہے - کہ حق
شفعہ نسبت مکانات و درختان باغ کے قایم نہین ہو سکتا ہے
اور مدار اس رائے کا اس اصول پر ہے کہ مکان و درخت
خلقتاً دوامی ملصق بزمین نہین رہتے - ہان اوس وقت تک
جب تک ہٹائے نجائین - (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۱ و ۵۹۲)

اصول شفعہ کا عطیات محض مین ثابت نہین ہوتا ہی - جب تک کہ وہ

حصہ عطیہ بعیوض ایک معاوضۂ نقدی کے نہو کیونکہ وہ ایک
بیع ہے - اور باایں ہمہ حق شفعہ قائم نہین ہوسکتا ہے تا زمانیکہ قبضہ
معطی الیکو نہ دیا جائے خواہ بذریعہ شرائط عطیہ نامہ کے یا اوس طرح سے
جیساکہ اوسمین شرائط واسطے واپسی شی عطاشدہ کے قرار پائے ہون
اور جب ایسے شرائط ہون تو اوسوقت تک شفعہ قائم نہوگا جب تک
واپسی عمل مین نہ آئے - (ہدایہ جلد سوم صفحہ ۵۹۴ و ۵۹۵)

ہبہ

ہبہ بلا عوض مین حق شفعہ نہوگا - البتہ اگر ہبہ بالعوض کریگا تو شفعہ
ثابت ہوگا - امام شافعی کے نزدیک غیر مقسوم شے مین شفعہ نہین ہے
اسلئے کہ شفعہ واسطے دفع کرنے محنت تقسیم کے ہے - اور ہمارے
نزدیک شفعہ ہے کیونکہ شفع واسطے دفع ضرر جوار کے ہے (کذا فی الاصل)
اسباب منقولہ اور کسی اور عمارات اور اشجار مین جب بلا زمین بیچے
جائین تو شفعہ نہین ہے جب معہ زمین ہون تو شفعہ واجب ہے -
اسیطرح شفعہ نہین ہے میراث اور صدقہ مین یا وہ شے
جو اجرت کے عوض مین یا بدل مین خلع کے یا بدل مین صلح کے

قتل عمد سے یا بدل مین آزادی کے ہو اسیطرح بدل مین مہر کے جب اوسپر نکاح کیا جائے لیکن جب زرمہر کے عوض مین بقیمت معین جائداد دیجائے تو شفعہ واجب ہوگا۔

مذہب امامیہ کی کتاب تذکرۃ الفقہا مین علامہ حلّی نے تحریر کیا ہے کہ ہر قسم کی اراضی مین۔ بہ اتفاق فریقین شفعہ کا ہونا ثابت ہی۔ سوائے (اصم کے) کہ اونکے نزدیک اوس زمین مین جو تقسیم کردیگئی ہے اور جسکی حدود معین کردیئے گئے ہون۔ شفعہ ثابت نہین ہی۔ حالانکہ یہ قول تنہا اونکا مخالفت کتب فریقین کے ہے۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا قول جواز شفعہ پر ہے۔ اور یہ مسئلہ اجماعی ہی۔ یہ مسئلہ۔ بلا اختلاف ہی۔ کہ شفعہ ہر اوس عقار مین ہے جو ثابت ہو مثل مکانات و باغات وغیرہ کے ملصق بہ زمین ہین لیکن اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ آیا شفعہ۔ کپڑون مین۔ کشتیون مین۔ جانورون مین بھی ہی یا نہین فیما بین شیعون کے اس مسئلہ مین دو قول ہین۔ قول۔ صاحب کافی او رصاحب مقنعہ اور نجار اور استقصا او رصدوق اور سید مرتضے اور ابو الصلاح اور ابن سراج اور ابن زہرہ اور ابن ادریس ثقات اہل شیعہ کا

قول ہی کہ اشیائے مذکورہ عبارت ملحقہ بالا مین یا مثل اوسکے مین شفعہ ثابت ہی بسبب اسکے کہ جہگڑا التقسیم کا فرو ہوتا ہے اور اسپر ایک حدیث شاذ النقل کی ہی جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی بلکہ صاحب ریاض المسائل معروف بہ شرح کبیر در حقائق مسالک نے لکہا ہی کہ اکثر علماے متقدمین اور گروہ متاخرین کا قول اسکی تائید مین ہے

قول دوم شیخ طبرسے اور صاحب شرح لمعہ اور بعض مشہور علما کا فتوی یہ ہی کہ شفعہ اشیائے مذکورہ بالا مین ثابت نہین ہی اور صاحب منہاج الہدایہ نے لکہا ہے کہ احتیاط شرعی شفیع کے حق مین یہ ہی کہ دعوے شفعہ نکرے اگرچہ ظاہر وسائل شرعیہ سے لباس - اسباب خانہ داری حیوانات - درختان - اثمار مین مطلقًا - اور زراعت اور دیوار اور مکانون کی چہت مین جب وہ مکانسے علیحدہ کرکے بیچے جائین یا ملا کر شفعہ ثابت ہے -

اور مثل اسکے جو چیزین اسباب خانہ داری مین ہون اونمین شفعہ ہو سکتا ہے لیکن فتوے صاحب منہاج الہدایہ کا بنظر احتیاط شرعی مرجح ہے

لیکن ان مسائل مین اہل سنت و جماعت کے نزدیک اختلاف ہی
اگر انتقال جائداد بغیر لیے روپیہ کے یا اور کسی بدل کے ہو اور صورت
انتقال کی بطور ہبہ ہو تو ایسی صورت مین حق شفعہ متعلق نہین ہو سکتا
کیونکہ وہ بیع نہین ہے (مقدمہ امیر علی بنام مساۃ بی بیرن بنگال رپورٹ سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۳۶)

مہر

ایک مقدمہ مین ایک جج نے یہ راے تحریر کی - جب مکان
مہر مین دیا جاوے تو شفعہ جائز نہین - عدالت کی رائے مین
کوئی جائداد مہر مقرر کر کے زوجہ کو دیجائے یا اول روپیہ مہر کا
مقرر کیا جائے اور پھر برضامندی شوہر زوجہ کے ہبہ تبدیل
کیجائے کہ بجائے زر مہر کے جائداد دیجائے - تو کوئی فرق لازم نہین آتا
اور نتیجہ اسکا عدالت کی راے مین صاف یہ ہی کہ جب کوئی جائداد
بعوض مہر کے زوجہ کو دیجاوے تو اوسمین شفعہ جائز نہین ہو سکتا
محمود صاحب جسٹس نے اس رائے سے اختلاف
کر کے یہ رائے تحریر فرمائی - کہ یہ رائے متعلقہ شرع صرف
جگر ا صحیح ہے - اور اوسقدر غیر صحیح ہے کہ جو بڑا فرق جائداد کے

بطور مہر دیدینی اور اوسکو بادائی دین مہر فروخت کرنیمین واقع ہے وہ نظرانداز ہوا ہے۔ اوسباب مین "قاعدہ شرع مذہب شیعہ کا شرائع الاسلام مین اسطور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر حصہ بطور مہر کے دیدیا جائے یا خیرات کر دیا جائے یا بطریق ہبہ یا بارادہ مصالحت کے عطا کیا جائے تو اوسکی نسبت دعوی حق شفعہ کا نہین ہوسکتا۔ مفاتیح مین جو ایک مستند کتاب مذہب شیعہ کی ہے۔ یہی قاعدہ ایسی ہی عبارت مین اسطور پر بیان ہوا ہے۔ کہ انتقال کا بذریعہ بیع عمل مین آنا ضرور ہے۔ سو اگر انتقال بطور ہبہ یا از راہ مصالحت ہو تو بموجب مسئلہ مروجہ کے حق شفعہ نہین ہوتا۔ پس یہ قاعدہ۔ کہ بیع ایک شرط لابدی ماقبل نفاذ حق شفعہ کے ہے۔ ایک نہایت معروف قاعدہ شرع محمدی کا ہے۔ اور اسباب مین کوئی بڑا اختلاف ماابین مسائل مذہب سنی و مذہب شیعہ کے نہین ہے۔ لیکن اس قسم کی قباحت نسبت تاثیر حق شفعہ کے ایسے مقدمونمین واقع نہین ہوتی

جسمین مہر بتعداد مشخصہ معین ہوا ہو اور بعدہ جائداد بعوض جز یا کل اوس تعداد مہر کے بیع کردی گئی ہو۔ مہر از روے شرع ایک دین ذمگی شوہر بافقتی زوجہ متصور ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ شرع بھی بدرجہ مساوی مسلمہ ہے کہ جو انتقال جائداد منجانب مدیون بحق دائن بہ ادائے قرضہ ہو وہ بیع ہی اور یہ قاعدہ اسقدر وسیع ہے کہ اوسمین انتقال جائداد منجانب شوہر بحق زوجہ بادائے اوسکی مہر محققہ کے داخل ہوسکتا ہے۔

اس مقام پر ایک عبارت کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی جو کتاب الحدیث مستند مذہب شیعہ کی ہے اوسکا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اوس عبارت مین ایک حدیث بیان کی ہوئی حسن ابن محبوب کی بروایت ابو جعفر کے مندرج ہے۔ لفظی ترجمہ اصل عبارت عربی کا یہ ہے۔ دد کہ مینے پوچھا اونسے نسبت ایک شخص کے جسنے نکاح کیا تھا ایک عورت سے بعوض ایک قطعہ منجملہ مکان کے جسحالت مین کہ اوسکا نصف

مین حق شرکار رکھتا تھا - اونھون نے کہا کہ اوس مرد اور اوس عورت کے لئے جائز ہے اور شرکا مین سے کسیکو حق شفعہ بمقابلہ اوس عورت کے نہین پہونچتا - اس عبارت اصل مین الفاظ عربی (علے بیتٍ) کی جو حدیث مذکور مین واقع ہوی ہین محض لفظی ترجمہ کرنے اور محاورہ پر لحاظ نکرنے سے معنی اوپر ایک قطعہ مکان کی ہوتے ہین - مگر لفظ علے اسے حسبطور پر کہ وہ حدیث مین واقع ہے خواہ مخواہ اوسکی متن ہی سے یہ مستنبط ہوتا ہی کہ وہ قطعہ مکان کا وقت نکاح کے جبکہ مہر ابتدائً مقرر ہوا بطور مہر کے ضرور دیدیا گیا ہوگا پس حدیث مذکور سے تائید اوس قاعدہ کی ہوتی ہے جو شرایع الاسلام اور مفاتیح محولہ بالا مین منضبط ہوا ہے - اور اس مسئلہ مین فیما بین سُنّی اور شیعہ کے کوئی فرق نہین ہے - لہذا حق شفعہ ایسی صورت مین قائم ہوتا ہے (فدا علی بنام مظہر علی - الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵)

مولف

جسٹس محمود نے نظیر متذکرۂ بالا مین جس حدیث کا حوالہ

دیا ہے اوسکی اصل عبارت عربی یہ ہے قال سالت عن رجل تزوج امراتہ علے بیت فی دار ولہ فی تلک الدار شریک قال جایز لہ ولھا ولا شفعۃ لاحد فی الشرکاء علیھا کمافی مسالک ترجمہ - اس عبارت کا نظیر مذکور الصدر مین موجود ہے اور مفہوم اس حدیث کا اس اصول پر مبنی ہے - کہ وجود شفعہ کا سوا صورت بیع کے اور حالتونمین ثابت نہین ہے پس اگر جایداد کو مہر مین قرار دے یا صدقہ یا ہبہ کرے یا بطور مصالحہ شرعی کے دے تو شفعہ اوسمین نہوگا - اسواسطے کہ شفیع کو یہ حقوق حاصل نہین ہین - چنانچہ علامہ حلّی نے تذکرۃ الفقہا مین لکھا ہے - کہ شفعہ ثابت نہین ہوسکتا ہے سوا معاملہ بیع کے چاہیے وہ معاملہ بطور معاوضہ کے ہو مثل ہبہ بالعیوض اجارہ نکاح - اور جملہ امور کے جو مثل اوسکے ہو پس کوئی شخص اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اپنا قرضہ اوسکو مہر مین دے تو شفعہ نہوگا - اور امام ابو حنیفہ - نے بھی اسی

قول کو بدلائل حفاظت مال غیر اور عدم جواز بغیر خوشی خاطر صاحب مال کے اسی قول کی تائید کی ہے۔ پس جبکہ حکم مہر کا حکم شرعًا مال کا نہین ہے تو شل سہہ معنٰی کہ ہے جسمین شفعہ ساقط ہے۔ کرایہ۔ حق شفعہ نسبت ایسی جائداد کے قائم نہین ہوسکتا ہے جو بطور کرایہ یا معاوضہ خدمت کے یا معاوضۂ خلع یا مہر کے دیگئی ہو۔ اگرچہ حق شفعہ اوسوقت قائم ہوسکتا ہے جب کوئی جائداد بمطالبہ مہر کے بیع کیجائے (الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۶۵)

عمارت شفعہ نسبت عمارات کوٹھی و گولہ کے بپابندی رواج مقامی جایز ہے۔ (مقدمہ کیشور رائے بنام ہنایک رائے آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۷۹۔ ڈائجسٹ اف انڈین لا کیسیز جلد ۲ صفحہ ۵۳۵۔ شفعہ نمبر ۷)

مختص المقام

ملک اودھ مین حق شفعہ متعلق اراضی و آبادی موضع سے ہوتا ہے و نیز مکانات سے جو اوسپر مبنی ہون۔ اور

جملہ قسم کی اراضی و حصص اراضی سے متعلق ہوتا ہے جو اندر حدود موضع کے ہوں۔ و نیز جملہ حقوق قابل انتقال سے متعلق ہے جو ایسی اراضی پر موثر ہوں (باب دوم دفعہ ۷۔ ایکٹ ۲ ۱۸۷۶ء) **عطیہ**۔ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے یہ فیصل کر دیا ہے۔ کہ جو عطیہ بطور **مکروٹ** کے ہو۔ اوسکو یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ بمعاوضہ نقد قیمتی کے کیا گیا ہے۔ نمک حلالی اگرچہ عمدہ بدل ہے لیکن وہ معاوضہ قیمتی نہین ہے۔ کیونکہ ایسا عطیہ حسب دفعہ ۵۵۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۶ء قابل ضبطی ہے (مقدمہ راجہ جیت سنگھ بنام بہادر پال سری پت پال۔ سیلکٹ کیس نمبر ۱۶ ۱۸۶۷ء)

درختان۔ سابق جوڈیشل کمشنر اودھ چارلس کری صاحب نے صاف صاف فیصل کر دیا ہے۔ کہ ملک اودھ مین دفعہ ۷۔ ایکٹ ۲ ۱۸۶۶ء کو نسبت استحقاق شفعہ درختان باغات کے بھی وسعت دیگئی ہے۔ گو درختان بلا زمین فروخت ہوے ہون۔ اس نظر سے کہ جو حق درختون سے

متعلق ہوتا ہے۔ وہ ایسا حق ہے جسکا اثر اوس زمین پر پڑتا ہے جسپر درخت نصب ہون (مقدمہ رائے تلسی سنگھ بنام دیبی دین وغیرہ منفصلہ ۱۰- جولائی ۱۸۷۸ء) اور یہی فیصلہ بمقدمہ گنیش سنگھ بنام کلو وغیرہ منفصلہ ۵- جولائی ۱۸۸۱ء مین تسلیم کیا گیا ہے درختان استادہ بموجب دفعہ ۳- ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء و دفعہ ۳- ایکٹ نمبر اول ۱۸۶۸ء کی جائداد غیر منقولہ ہین۔ (مقدمہ امید رام بنام دولت رام آلہ آباد جلد پنجم ۵ صفحہ ۵۶۴- مسٹر رینگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودھ نے۔ تجویز فرمایا ہے کہ واسطے مقدمات دفعہ ۹- قانون دادرسی ہندکے درختان امرود ضرور جائداد غیر منقولہ خیال کیے جائینگے۔ (سیلکٹ کیس نمبر ۱۰۴)

نوٹ عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ حق شفعہ عام طور پر صرف جائداد غیر منقولہ پر اثر رکھتا ہے۔ چنانچہ اشیائے ذیل جائداد غیر منقولہ مین داخل ہین ۱- اراضی ۲- مکانات ۳- حقوق راہ ۴- روشنی ۵- معابر ۶- شکار ماہی۔ اور دیگر

فواید جو اراضی سے پیدا ہوئے ہین - اور اشیا جو مستقلاً ملحق بزمین ہون - یا ایسی چیز سے ملصق ہون جو ملحق بزمین ہے - لیکن اشجار استادہ یا پیداوار یا گھاس یا کلین جو زمین یا عمارات سے ملصق ہون وہ جائداد غیر منقولہ نہین ہین - (دفعہ ۱۰ - اکٹ اصطلاحات ممالک مغربی و شمالی و اودھ نمبر ۱ ۱۸۶۸ء) - لیکن دفعہ ۳ - اکٹ نمبر ۲ ۱۸۸۲ء مین بشمول اشیائے متذکرہ بالا کے دوامی گذارے کو بھی داخل کیا ہے - **تنبیہ** - واضح رہے کہ اقسام جائداد غیر منقولہ مین حقوق نمبر ۳ و نمبر ۴ یعنے حق استفادہ راہ و روشنی - قابل الانتقال نہین ہین - (دفعہ ۶ (ج) اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) پس اونپر حق شفعہ قائم نہوگا -

مد ۷ جزو جایداد

کوئی جائداد جو بطور ایک حصہ معین کے ہو یعنے موضع یا حصص اوسکے تو ہر شریک جائداد مذکور جسکو بطور ارث کے ایک جزو حصہ کا حق ہو وہ شفیع ہوکر نسبت

جزو کے باداے حصہ رسدی قیمت کے حق شفعہ قایم کر سکتا ہی
چند اشخاص نے ایک موضع کا آٹھ آنہ فروخت کیا۔ گوبند سنگھ نے
بنام بائعان و مشتریان حصہ مذکور بغرض نفاذ اپنے حق شفعہ
کے نالش دائر کی اور ڈگری پائی۔ محمد لطیف نے بنام گوبند سنگھ
مذکور یہ دعوی کیا۔ کہ منجملہ آٹھ آنہ کے ۱ ۲ پائی حصہ میری ملکیت
ہی ڈگری پائی۔ بعد ازان نامبردہ نے بنام اونہین فریقین کے
بغرض نفاذ اپنی حق شفعہ نسبت باقی حصہ یعنے ۷ ۱۰ پائی کے نالش دائر
کی۔ اور صرف حصہ رسدی قیمت کے ادا کرنیکا دعوی کیا۔ ہائی کورٹ
الہ آباد نے تجویز فرمایا۔ کہ محمد لطیف پر کل حصہ کی قیمت ادا کرنی
لازم نہین ہی صرف حصہ رسدی قیمت مذکور کا ادا کرنا چاہیے۔

(مقدمہ محمد لطیف بنام گوبند سنگھ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۳۰۲)

اصولاً۔ ہر نالش شفعہ مین داخل ہونا کل جائداد کا جسکی نسبت
مدعی دعوی حق شفعہ کر سکتا ہو۔ اور جو از روے ایک ہی معاملہ بیع
بدست ایک شخص اجنبی کے منتقل ہوئی ہو۔ ضرور ہی اور ایسی نالش
مدعی شفیع کی جسکی منشا مین کل جائداد جسکی نسبت شفعہ ہو سکے

داخل ہو۔ اسوجہ سے قابل قایم رہنے کے نہیں ہی کہ وہ خلاف اصلیت و ماہیت حق شفعہ کے ہی محمود صاحب جسٹس نے بیان فرمایا ہی۔ یہ ایک اصل اصول قانون شفعہ کا ہے کہ شفیع مالک بیع کا تجزیہ اسطور پر نہیں کر سکتا۔ کہ نالش صرف لنسبت ایک جزو اوس جائداد کے کرے جو ازروی بیع منتقل ہوئی ہو۔ اور وجہہ قاعدۂ مذکور کی یہ ہی۔ کہ خود اصلیت حق شفعہ مقتضی اسکی ہی کہ شفیع اپنے کو بجای خریدار۔ صرف اسطور پر قایم کر سکتا ہی۔ کہ تمام فواید و نیز نقصانات متعلقہ بیع کو جسکو وہ نافذ کراتا ہی لیے اور یہ ایک مثال اس مسئلہ قانونی کی ہی۔ کہ اوس شخص کو جو فایدہ اوٹھانا چاہتا ہی۔ وہ متحمل اوس بار کا بھی ہو۔ کیونکہ اگر اراضی زرخیز لبشمول اراضی بنجر ازروی بیع واحد فروخت ہو تو یہ بات خلاف انصاف ہوگی۔ کہ شفیع کو صرف اراضی زرخیز لینے کی اجازت دیجائے۔ اور قطعہ بنجر مشتری کے پاس رہنے دیا جائے۔ جو کہ غالباً افتادہ اراضی کو خرید ہی نکرتا اگر اوسکے ساتھ ملکیت رقبہ زرخیز کی بھی اوسکو حاصل نہوتی۔ (مقدمہ درگا پرشاد بنام

منا۔ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۳۴۳)

شفیعان مخالف کیجانب سے نالش پہلے دائر ہوجانے سے شفیع کسیطرح پر اسباب کا مستحق نہین ہوتا۔ کہ وہ قاعدہ کلیہ شفعہ سے بذریعہ دائر کرنے نالش صرف بابت ایک جزو جائداد مبیعہ کے تجاوز کرے مقدمہ کاشی ناتھ بنام مکتا پرشاد کا حوالہ دیا گیا۔

(مقدمہ ہولاسی بنام شیو پرشاد۔ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۴۵۵)

نوٹ واضح رہے کہ نظیر ملحقہ بالا و نیز جس نظیر کا اوسمین حوالہ دیا گیا ہی۔ اونکے پورے واقعات پڑہنے سے ظاہر ہوگا۔ کہ یہ نظائر مخالف نظیر الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۳۸۲ کے نہین ہین۔ کیونکہ ان نظائر مین یہ اصول بیان کیا گیا ہی۔ کہ جو جائداد ایک انتقال نامہ کے ذریعہ منتقل ہوئی ہے وہ پوری پوری شفیع کو بھی دیجائے اور نظیر جلد پنجم صفحہ ۳۸۲ مین یہ قرار پایا ہی کہ جب جائداد منتقلہ کا ایک جزو کسی دوسری حق کے قائم ہونے سے نکل جائے تو بقیہ کا شفعہ باداے رسدی زرثمن کے ممنوع نہوگا اسوجہ سے کہ شفیع کو پھر پورا حق ملکیت جو اوسوقت مشتری کے پاس باقی ہی ملتا ہے پس نظائر جلد ششم نقیض اس مسئلہ کی نہین ہین

مد ۸

جائداد منضبطہ سرکار

جب گورنمنٹ کسی ملزم کے حصہ واقع جائداد کو ضبط کرکے بمعاوضہ قیمت کے فروخت کرے اوس حالت مین دوسرا حصہ دار اپنا دعوے نفاذ حق شفعہ کا نسبت حصہ منضبطہ کے قایم کرسکتا ہے۔ اور ایسی حالت مین شرائط واجب العرض گورنمنٹ پر اوسیطرح قابل پابندی کے ہونگی۔ جیساکہ اصل مالک جائداد پر تھے۔ جسکا حصہ گورنمنٹ نے ضبط کیا اور وہ تابع شرائط مذکور تھا۔ (مقدمہ کلکٹر فتحپور بنام یادعلی جلد اول آگرہ رپورٹ صفحہ ۰۰ ڈائجسٹ انڈین لا کیستر جلد ۴ صفحہ ۵۳۵ شفعہ نمبر ۱۴)

مد ۹

زرمشن

جبکہ باستدعا معاہد کے معاہدلہ یا کوئی دوسرا شخص کچھ عمل مین لایا ہو یا اوس امر کے کرنے سے گریز کیا ہو۔ یا عمل یا گریز کرے یا عمل یا گریز کا وعدہ کرے۔ تو ایسا عمل یا گریز یا وعدہ بدل عہد کہلاتا ہے۔ (دفعہ ۲ (د) اکٹ ۹ ۱۸۷۲ء) معاملات بیع مین خواہ وہ قطعی۔ شرطی بالوفا۔ خیار ہون۔ جو معاوضہ واسطے جائداد بیع شدہ کے

بطور بدل قرار دیا جائے جسکی نسبت بائع یہ ظاہر کرے دو کہ میینے
یہ جائداد بیچی اور دام وصول پائے " یہ زر ثمن ہے یا بائع اسطور
کہتا ہے دو میینے اس جائداد کو واسطے ایک ہزار روپیہ کے فروخت
کیا جو میینے وصول پائے " یہ ایک ہزار روپیہ زر ثمن ہے

(ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۱ لیگل کمپینین جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷)

صورت بیع بالوفا مین جو زر رہن مندرجہ دستاویز ہو وہ بروقت
بیع قطعی ہونیکے زر قیمت ہوجاتا ہے - اور شفیع پر لازم آتا
کہ اوس روپیہ کو بطور قیمت جائداد کے ادا کرے -

(مقدمہ عاشق علی بنام مستفر الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۰۷)

تعریف فقہی - لفظ ثمن ہین جسطور پر کہ وہ شرع محمدی
مین آیا ہے نہ صرف روپیہ بلکہ ہر قسم کی جائداد و دیگر بھی جسکا
تعین اوپر تعداد مشخصہ زر کے ہوسکے - داخل ہے - لیکن
جب کوئی انتقال جائداد بعوض ایسے معاوضہ کے جسکی مالیت
کا تعین اوپر تعداد مشخصہ زر کے نہوسکے عمل مین آئے تو
ایسا انتقال بالکل معاملہ بیع متصور نہین ہوتا - اور اوس سے

حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبکہ ادائے ثمن ایک شرط لابدی ماقبل حصول جابرانہ ازروے حق شفعہ کے ہی تو یہ بات خواہ مخواہ لازم آتی ہے۔ کہ حق شفعہ صرف اون مقدمون مین ہے جنمین معاوضہ انتقال بقید تعداد مشخصہ زرنقد کے معین کیا گیا ہو۔ یا اسطور پر متحقق ہو سکتا ہو۔ موثر اور قرار واقعی نافذ ہو سکتا ہی اور واضح رہے کہ ازروے شرع محمدی کے جس انتقال کا معاوضہ غیر متحقق ہے اور بغیر تعداد مشخصہ زر کے ناقابل تحقیق ہے تو وہ ایک ایسا معاملہ ہے جو معاملہ بیع نہ قرار دیا جائیگا اور نہ اوسپر حق شفعہ موثر ہو سکتا ہے (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۵۰۔ فدا علی بنام مظفر علی۔)

تجزیہ زرثمن ناجائز ہے شفیع پر فرض ہے کہ کل بار زرثمن کا اوٹھادے۔ کیونکہ ٹکڑے کرنا زرثمن کے خلاف قانون ہی۔ (مقدمہ مادہب چندر ناتھ بسواس بنام ٹومی بیوہ۔ ویکلی رپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۲۱۰۔ ڈائجسٹ انڈین لاکیسز جلد ۴ صفحہ نمبر ۵۵۴۔ شفعہ نمبر ۱۷)

مد ۱۰

خرید مشترک

خرید مشترک سے وہ معاملہ بیع مراد ہے جسمین خریدار نے
اپنے ساتھ کسی دوسریکو معاملہ بیع مین شریک کرلیا ہو۔لیکن
شفیع صرف بمقابلہ یکے از خریداران دعوا کرے ایک مقدمے
مین۔ اجیر پانڈے بنام حبیب اللہ ۱۲۔اپریل ۱۸۸۲ء
کو ایک نالش دائر کی۔ وہ نالش صرف بمقابلہ ذکاء اللہ کے بدعوے
نفاذ حق شفعہ بابت بیع ایک حصہ واقع محال غیر منقسمہ جو بدست
ذکاء اللہ اور اوسکے بھائی نابالغ عطاء اللہ کے مشترکا از روے
دستاویز مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۷۹ء کی تھی۔ عطاء اللہ۔
۲۳ مئی ۱۸۸۲ء کو مدعا علیہ گردانا گیا۔اور ذکاء اللہ ولی نابالغ کا قرار پایا
عدالت ہائی کورٹ الہ آباد نے یہ تجویز صادر فرمائی چونکہ نالش بمقابلہ عطاء اللہ
خارج از میعاد تھی اور وہ دادرسی جو نالش مذکور مین اجیر پانڈے کو عطا ہو سکتی
تھی وہ صرف ناجوازی بیع مشترکہ موسومہ عطاء اللہ و ذکاء اللہ
تھی لہذا الغرض اس امر کے کہ نالش بمقابلہ ذکاء اللہ بمیعاد ہے
بوجہ بیع مشترکہ کے قایم نہین رہ سکتی۔ (حبیب اللہ بنام اجیر

پاٹڈے الہ آباد جلد ۷ - صفحہ ۱۴۵ -)

ایک حصہ دار جائداد نے اپنا حصہ رام ادہین کے ہاتھ (اگر یہ بھی حصہ دار جائداد مذکور بین تھا) بشرکت اور دو شخصون کے جو حصہ دار نہتے - بلکہ اشخاص اجنبی تھے فروخت کیا - اور اونکے ہاتھ بیع بالاشتراک و بالاجتماع بعوض ایک رقم مسلم بطور معاوضہ کل کے عمل مین آئی - بیعنامہ مین یہ تصریح تھی کہ ہر خریدار نے ایک ثلث جائداد مبیعہ کا خرید کیا ہی - حصہ داران جائداد بر طبق بیع حقیت منجانب کسی حصہ دار کے مستحق حق شفعہ کے تھے - عدالت ہائی کورٹ الہ آباد سے یہ تجویز ہوا کہ تحریر مذکور سے نوعیت مشترکہ معاملہ کی تبدیل نہین ہو سکتی اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ قرار پا کر ایسا سمجھا جائے کہ اوسمین تین جداگانہ معاہدات داخل ہین - کہ جس سے رام ادہین بحیثیت ایسے حصہ دار کے جسکو مساوی حق شفعہ کا حاصل ہو مجاز اسکا ہو کہ جہانتک اوسکے ایک ثلث جائداد کو تعلق ہے دوسرے حصہ دار کے دعوی کے نسبت اعتراض

کرے جو نسبت نفاذ حق شفعہ بابتہ بیع مذکور کے ہو بلکہ ضرور ہے
کہ رام ادہین بمنزلہ شخص اجنب کے بابتہ کل جائداد مبیعہ کے ہی سو وجہ سے
قرار پایا کہ اوسنے اپنی ساتھ اشخاص اجنب کو شریک کیا (مقدمہ بنا سنگھ
بنام رام ادہین سنگھ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۵۲)

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا۔ کہ اگر کوئی حصہ دار کسی شخص اجنب کو
اپنے ساتھ خریداری ایک حصہ مین شریک کرے تو دوسرا حصہ دار
مستحق نفاذ حق شفعہ کا نسبت تمام جائداد مبیعہ کے ہے لیکن
یہ بات اوسپر لازمی نہین ہی۔ کہ بیع پر جہانتک کہ مشتری
حصہ دار کو اوس سے تعلق ہے۔ اعتراض کرے۔

(ہر جس بنام کنہیا الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

ایک حصہ دار موضع نے بذریعہ دستاویز بیع ایک اراضی کو چار
شخصونکے پاس منتقل کیا جنمین سے تین اوسی پٹی کے حصہ دار تھے
کہ جسمین بائع شریک تھا۔ دستاویز مین تصریح اون حقوق کی
جو مشتریان حصہ داران شرکدار نے اور مشتری غیر شخص نے
خرید کی ہی اور زرثمن کی جو اونہون نے ادا کیا تھا علیحدہ علیحدہ

مندرج ہی عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ گو مشتریان حصہ داران شریک کو اوسیقدر حق شفعہ حاصل ہے کہ جسقدر مدعی کو حاصل ہے تاہم ناصبردگان نے ایک شخص غیر کو خرید جائداد مین اپنے ساتھ شریک کرنے سے حق اپنا زایل کر دیا اور وہ بنسبت اجزاء اون جائداد کے بھی جو اونھون نے بموجب بیعنامہ کے خرید کیے ہین - دعوی مین اعتراض نہین کر سکتے ہائی کورٹ نے یہ تجویز صادر کی کہ یہ رائے بھی غلط ہے - اور چونکہ دستاویز بیع مین ٹھیک ٹھیک بالتصریح حصص خرید کردہ مشتریان حصہ داران شریک کی کہ جنکو حق مساوی خریداری کا ساتھ مدعیان کے بابتہ حصص مذکور کے حاصل ہی مندرج ہی اور چونکہ حصص خرید کردہ و زرثمن ادا کردہ مشتری شخص غیر کی بھی ٹھیک ٹھیک بالتصریح درج ہی تو عدالت ماتحت کو دعوی شفعہ بنسبت اوس جزو جائداد کے جو حصہ داران شریک نے خرید کیا تھا ڈگری نہین کرنا چاہیے تھا - اس تجویز کو بڑی صراحت کے ساتھ محمود صاحب جسٹس نے صادر فرمایا -

اور اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے اتفاق کیا - اسی تجویز مین یہ قاعدہ بھی بیان کیاگیا ہے - کہ جبکہ حصص کی تصریح علیحدہ علیحدہ کی گئی ہو اور بیع بدست شخص غیر گواکہی دستاویز مین مندرج ہو جداگانہ اور قابل علیحدہ ہونیکے ہو تو اوسی صورتین وجہ قاعدہ مذکور کی موجود نہین ہوتی - قاعدہ مذکور صرف اون معاملات سے متعلق ہے جبکا تجزیہ ایک دستاویز مین درج ہوجانیکے بعد نہین ہو سکتا نہ وہ علیحدہ کیے جاسکتے ہین (الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۶۲ - شیو بہر دس رای وغیرہ - بنام - چھچھ راے وغیرہ)

دو حصہ داران مستحق شفعہ نے ایک شخص اجنب کو خرید موضع و دیگر اراضی مین شریک کیا - تجویز ہوا کہ - وہ سب خریداران نسبت کل جائداد بیع شدہ کے اجنب کے جائینگی - اور کوئی تصریح تحت عبارت دستاویز کی نسبت حصص خرید کردہ ہر ایک مشتری کی اونکو اسکا مستحق نہین کرتی ہی کہ وہ اپنا حصہ مصرحہ جداگانہ حاصل کر سکین - (۲ - W - N - صفحہ ۲۴۳ - مقدمہ گنیش لال - بنام - فراحت علی - ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۷۵۴۲ -

مد ۱۱ — سرمایہ مشترک

جب کوئی جائداد غیر منقولہ دو یا چند اشخاص کو بعیوض زر معاوضہ منتقل کیجائی اور وہ زر معاوضہ ایسے سرمایہ سے دیا جای جو اونکا مال شاملاتی ہو تو درصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف اسکے ۔ وہ اشخاص جائداد مذکور مین قریب قریب اوسیقدر حق پانیکے مستحق ہین جسقدر حصص اونکے سرمایۂ مذکور مین تھے ۔ اور اگر وہ زر معاوضہ اون لوگونکے مختلف سرمایونمین سے دیا جای تو درصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف اسکے کے مشارٌ الیہم جائداد منتقلہ مین اوسی حساب سے حقوق رسدی پانیکے مستحق ہین جس حساب رسدی سے اونہون نے حصہ زر معاوضہ ذمگی اپنی اپنے کو ادا کیا ہو ۔ درصورت نہونے ثبوت اس امر کے کہ ہر ایک کو سرمایہ مین کسقدر حق پہونچتا تھا ۔ یا ہر ایک نے کسقدر حصہ زر معاوضہ کا ادا کیا ۔ تو اشخاص مذکور کی نسبت یہ قیاس کیا جائیگا کہ اونکے حقوق جائداد مین برابر تھے ۔ (دفعہ ۴۵ ۔ اکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع)

مد ۱۲ — بیع جائداد مشترک

جب منجملہ دو یا چند حصہ داران جائداد غیر منقولہ کے ایک حصہ دار جو قانوناً

مجاز انتقال کرنیکا ہو جائداد مذکور مین بقدر اپنے حصہ کے یا اوس جائداد مین اپنا کوئی استحقاق منتقل کردے تو نسبت ایسے حصہ استحقاق کے اور جبانتک انتقال کو اثر پذیر کرنیکے لیے ضرور ہی منتقل الیہ کو حق انتقال کنندہ کا درباب پانے قبضہ شاملاتی یا انتفاع شاملاتی یا جزو انتفاع جائداد مذکور کے اور حق اوسکے تقسیم کرا لینے کا حاصل ہوجاتا ہی مگر بہ پابندی اون شرائط اور ذمہ داریون کے جو انتقال کی تاریخ تک حصہ یا استحقاق منتقل شدہ سے متعلق ہوتی ہین اگر منتقل الیہ کسی حصہ مکان سکونت کا جو کسی خاندان غیر منقسمہ کی ملکیت ہو شریک خاندان نہو تو اس دفعہ کی کسی عبارت سے شخص مذکور کو کچھہ استحقاق مکان کے قبضہ شاملاتی یا تصرف شاملاتی یا اوسکے کسی جزو کے قبضہ یا تصرف کا حاصل نہوگا۔ (دفعہ ۴۴ - اکٹ ۴ ۱۸۸۲ء)

جب انتقال جائداد غیر منقولہ کا بعوض معاوضہ طرف سے اون اشخاص کے کیا جائے جو اوسمین حقوق مختلف رکھتے ہین - تو اگر کوئی معاہدہ خلاف اسکے نہوا ہو - تو انتقال کرنیوالے مستحق اسکے ہین کہ زرثمن مین برابر حصہ لین بشرطیکہ اونکے حقوق اوس جائداد مین جو منتقل کیگئی ہی برابر مالیت کے

رہی ہون - اور اگر اونکے حقوق مختلف مالیت کی رہے ہون تو اونکو زرثمن مین حصص بہ سدی مطابق مالیت حقیت ہر ایک کے ملین گے -

تمثیلات

(الف) - زید نے جو موضع سلطانپور کے نصف کا مالک ہی بشمول بکر مالک حصہ چہارم اور خالد مالک باقی چہارم کے آٹھوان حصہ اوس موضع کا بعوض چہ تھائی حصہ موضع لعل پورہ کی تبادلہ کیا - چونکہ اور کوئی اقرار خلاف اسکے نہین ہی - لہذا زید مستحق ہے کہ موضع لعل پورہ کا آٹھوان حصہ اور بکر اور خالد مستحق ہین کہ موضع مذکور مین ہر ایک سولہوان حصہ پائے

(ب) زید نے کہ موضع اترولی مین حق حین حیاتی رکھتا ہی جسمین بکر اور خالد زید کے مرنے پر مالک ہونگے - موضع مذکور کو ایکہزار روپیہ پر بیع کیا - حساب سے دریافت ہوا کہ زید کا حق حین حیاتی چہہ سو روپیہ کی مالیت رکھتا ہی اور بکر او خالد کے حق پس ماندہ کی مالیت چار سو روپیہ ہی پس زید مستحق ہی کہ زرثمن مین سے چہہ سو روپیہ اور بکر او خالد مستحق ہین کہ اوسمین سے چار سو روپیہ لین (دفعہ ۴۶ - اکٹ ۱۸۸۲ء)

جب چند حصہ داران مشترک کسی جایداد غیر منقولہ کی جائداد کا کوئی

حصہ منتقل کرین اور اسکی صراحت نکرین کہ انتقال مذکور انتقال کنندگان کے
کسی خاص حصہ یا حصص پر اثر پذیر ہوگا - تو ایسے انتقال کنندون کے جبکہ
اونکے حصص برابر ہون ایسا انتقال کل حصص پر برابر اثر رکھتا ہی اور
جب وہ حصص نابرابر ہون تو انتقال مذکور ہر حصہ پر اوسکی مقدار کے بموجب اثر رکھیگا

تمثیل

زید کہ موضع سلطانپور مین ۸؍ کا حصہ دار ہے بشمول بکر اور خالد کے جو موضع
مذکور مین چار چار آنہ کے مالک ہین موضع مذکور مین سے ۱۲؍ بلا صراحت اس امر کے کہ اون مختلف
حصص مین سے کس حصہ سے انتقال کیا جاتا ہے ولید کے پاس منتقل کردیا پس
اس معاملہ بیع کی تکمیل کے لیے زید کے حصہ سے اراضی بقدر ۱؍ اور بکر اور
خالد کے حصونمین سے اراضی بقدر آدہ آدہ آنہ کے بیجائیگی (دفعہ ۴۴ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع)

مد ۱۳۱ قرابت بائع و شفیع

واسطے قایم کرنے نالش نفاذ حق شفعہ کے شرعًا صرف تین امر قرار دی گئے
ہین (۱) شریک حق ملکیت اراضی بیع شدہ (۲) شریک حق جائداد
جسکی بیع ہوئی (۳) ہمسایہ - شرعًا کوئی تخصیص قرابت کی نہین ہے اور
نہ محض قرابت شفیع کی واسطے قایم کرنے حق شفعہ کے کافی ہی جبتک کہ شفیع

حصہ دار جائداد ہو -

ملک اودھ

ملک اودھ مین بموجب دفعہ ۹ - اکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع کے قرب سلسلہ قرابت
کو بسطور ذیل حق مرجح قرار دیا ہی - اول جس ملکیت کی حقیت ہو اوسکے
حصہ شکمی کے حصہ داران کو بہ ترتیب اونکی قرابت ساتھہ بائع یا راہن کے
دوم - کل محال کے حصہ دارونکو بہ ترتیب مذکورہ سوم - ہر شخص کو گروہ
شرکا مین سی - چہارم - اگر حقیت ملکیت ادنی ہو تو مالک اعلی کو -
دیگر ممالک مین جہان عام طور پر رواج شفع کا محول بر رواج مندرجہ واجب العرض
ہی - اور جس مقام پر کہ واجب العرض مین - (بہائی بند) درج ہو - اوس سے
مراد برادری موضع سے ہی نہ محض اون اشخاص سے جنسے بذریعہ خون کے
قرابت ہی - (مقدمہ ہیرالال بنام رام جس - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۷)
ملک اودھ مین جہان مدار شفعہ کا اصول مندرجہ دفعہ - ۹ - اکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع
پر ہی - اوسمین یہ مسئلہ صاف نہین ہے کہ قرابت سے کونسی قرابت مراد ہی لیکن
ولیم جارلس کیپر صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر بہادر اودھ نے بمقدمہ محمد تقی
علی خان مدعا علیہ بنام محمد علی مدعی منفصلہ ۱۱ - دسمبر سنہ ۱۸۷۹ع غیر رپورٹ شدہ

یہ تحریر فرمایا ہی کہ اس مقدمہ مین فریقین مسلمان ہین پس بموجب دفعہ ۳ (ب)
و دفعہ ۲ - اکٹ ۱ سنہ ۱۹۱۳ع (قانون تصفیہ مقدمات شفعہ جسکی پابندی
فریقین کو کرنا چاہیے وہ شرع محمدی ہی) باستثناء اوسقدر کے جسکو
قانون مذکور نے یا کسی دوسری قانون نے یا رواج نے ترمیم کر دیا ہو
- باب دوم - اکٹ مذکور نے جو شرائط شرع محمدی کو ایک قلم محو کر دیا ہے
اوسمین یہ امر پایا نہین جاتا کہ طلب بالمواثبت واسطے دعوی شفعہ کے
لازمی ہی - مین اس مسئلہ مین عدالت مرافعہ اولی سے اتفاق کرتا ہون
کہ یہ امر ظاہر ہوگیا کہ جسوقت مسودہ بیعنامہ کا لکھا جاتا تھا - اور
زر ثمن مقرر ہوا تھا - اوسوقت شفیع خود اوسی مقام پر موجود تھا
اور اوسوقت مین اوسنے کوئی اظہار اپنے دعوی شفعہ کا نہین کیا
بناءً علیہ مین تجویز کرتا ہون کہ اگر مدعی کچھہ حق شفعہ رکھتا بھی تھا
تو اوسنے بوجہ اپنے اس سکوت کے اوس حق کو تلف کیا - مگر مجھکو
یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ مدعی کو بموجب دفعہ ۹ ضمن اول - اکٹ ۱ سنہ ۱۹۱۳ع
کے جسکی رو سے حق مرجح حصہ داران کی محال کو جسمین جائداد مبیعہ واقع
ہو بہ ترتیب قرابت کے ہوتا ہی - الساحق نہ تھا - میرے نزدیک

قرابت ایسی ہونا چاہیے۔ کہ جسکی رو سے ورثہ حاصل ہو سکتا ہے
چونکہ مدعی کی ماں نے ورثہ نہیں پایا پس مدعی بھی کہ اوسکا بیٹا
ہے ایسا سلسلہ قرابت ساتھ علی رضا کے نہیں رکھتا ہے جس سے حق
یہ امر ظاہر ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ نے اون تمام حصوں کو خرید کیا
ہے۔ جنکی بابت نزدیک تر شاخ شجرۂ خاندانی یا اوس محال میں تھے
جنمیں علی رضا بھی تھا۔

باب دوم

مد ۱۴

محال

تعریف۔ جس رقبہ اراضی کی جمع مشخصہ بندوبست جداگانہ
مالگذار سرکار کو ادا کرنا ہو وہ رقبہ ایک محال کہلاتا ہے عام اس سے
کہ اوس محال کی مالگذاری مشخصہ کی ادائی کی ذمہ داری بالانفراد
ہو یا بالاشتراک تصریح ضمن ۵۔ دفعہ ۱۶۔ ایکٹ ۱۸۷۳ء لفظ
محال سے جو اوس دفعہ میں مستعمل ہوا ہے ہر زمین مالگذار مراد ہے
جسکے بابت مالک زمین یا مستاجر یا رعیت نے اقرارنامہ جداگانہ

سرکار کو لکھہ دیا ہو یا در صورت نہونے ایسے اقرار نامہ کے وہ زمین مراد ہے جسپر علیحدہ تشخیص مالگذاری کیگئی ہو۔

اقسام محال - واضح رہے کہ محالات دو قسم کے ہوتے ہین اول منقسمہ یعنے جنمین بٹوارہ مکمل ہوکر جداگانہ محال قائم ہوا ہو دوم غیر منقسمہ جنمین اراضی شاملاتی مقبوضہ مشترکہ جملہ حصہ داران مندرجہ کہیوٹ کی ہو۔

محال غیر منقسمہ

تعریف جس محال مین شرکار مندرجہ کہیوٹ بالاشتراک ذمہ دار مالگذاری کے ہون - عام اس سے کہ اوس محال مین بٹوارہ نامکمل ہو محال بطور چک بٹ تقسیم ہوا ہو - یا کل محال غیر منقسمہ شاملاتی ہو ایسا محال واسطے اغراض شفع کے محال غیر منقسمہ سمجھا جائیگا۔ علاوہ اون اشخاص کہ جو کتاب کالکٹری مین بطور شریک محال کے لکھے ہون شرکار واسطے اعراض شفعہ کے حسب مراد واجب العرض کے ہین - (مقدمہ گنندہر سنگھ بنام صاحب سنگھ انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۸۴)

ایک مقدمہ مین یہ واقعات ظاہر ہوئی - کہ از روے واجب العرض
تین مواضع کے جو ابتداً محال واحد مین داخل تھے - شرکا کو بصورت
انتقال کے جو باشخاص غیر کے ساتھ کیا جاے - حق شفعہ حاصل تھا بعد
ازان ان مواضع کی تقسیم کامل عمل مین آئی اور محال ہاے جداگانہ
بنائی گئے - بعد اسکے از روی دو بیعنامجات کے جو ۱۲ - جنوری
۱۸۸۳ع کو تحریر ہوے ۱۰ اور ۱۷ - جنوری ۱۸۸۴ع کو رجسٹری ہوئی
بعض شرکاء ابتدائی نے اپنے حصص واقع تینون مواضع کو اشخاص
غیر کے ہاتھ فروخت کیا - بوقت فروخت کے حصے دو موضع کی دخل
مشتریان مین از روی رہن دخلی کے تھے - اور جو روپیہ رہن کا باقی
تھا وہ زرثمن مین محسوب کیا گیا تھا - حصہ تیسرے موضع کا بوقت
بیع کے قبضہ مین دوسرے شخص کے بذریعہ رہن دخلی کے تھا - ۱۷ -
جنوری ۱۸۸۴ع کو اس شریک آخرالذکر نے نالش بنام بائعان و
مشتریان واسطے نفاذ حق شفعہ کے از روے واجب العرض نسبت
حصص مبیعہ موقوعہ تینون مواضع کے دائر کی -
تجویز ہوا - کہ - باوجود تقسیم موضع محالات جداگانہ مین

یہ قیاس کرنا ضرور ہے کہ واجب العرض موجودہ بوقت تقسیم قائم
تھی اور محالات جداگانہ سے متعلق ہے تاوقتیکہ یہ ثابت
نہو کہ دوسری واجب العرض مرتب کی گئی۔ (مقدمہ گوکل سنگھ
بنام منولال۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷۔ صفحہ ۷۷۲۔ ایضاً مقدمہ شیام سنگھ
بنام۔ امانت بیگم۔ الہ آباد جلد ۹۔ صفحہ ۲۳۴)

محال منقسمہ

تعریف۔ جو حصہ اراضی شاملاتی کا بٹوارہ مکمل کے ذریعہ سے
سائل بٹوارہ کو ملے۔ اور جو بطور محال جداگانہ کے قرار دیجائے
اور جسکی جمع علیحدہ تشخیص کیجائے وہ محال منقسمہ ہے ایک
موضع کے واجب العرض مین یہ اقرار باہم شرکا کے
مندرج ہوا کہ اگر کوئی حصہ دارون مین سے اپنا حصہ
فروخت کرے تو حق شفعہ قابل نفاذ ہے۔ پہلے حصہ دار شریک
کے ساتھ۔ دوسرے حصہ دار تھوک کے ساتھ۔ اور تیسرے
حصہ دار گانون کے ساتھ۔ بعد اسکے موضع کی تقسیم درمیان
مین جداگانہ محال کے بطور بٹوارہ مکمل کے حسب اکثر مالکذاری

اراضی ممالک مغربی و شمالی نمبر ۹ اسنہ ۱۸۸۰؁ع کے ہوئی - عدالت
ہائی کورٹ سے تجویز ہوا کہ - اقرار نسبت شفع بلحاظ تقسیم کے
بھی نافذ رہا کیونکہ معنی لفظ دیہہ - کے جسطرح سے کہ واجب
العرض مین استعمال ہوئے ہین یہ ہین - کہ وہ ایک معین قبہ اراضی ہے
جسپر مکانات بنے ہون" اور اوس سے بالضرور غرض ایک
ملکیت شاملات ایسی اراضی سے نہین ہے - اسلئے کہ بعد بٹوارہ
ممکن ہے کہ کسیقدر شرکت حق مین ہجائے - اور اون چیزون پر
جملہ باشندگان لشرکت قابض ہون اور استعمال کرتے ہون ہر شخص
جو اندر رقبہ مذکور رہتا ہے اوسکا اوسمین حصہ ہے - اور اسلئے حسب
مراد واجب العرض کے وہ حصہ داخل کیا جا سکتا ہے - (مقدمہ
گوکل سنگھ بنام منولال انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۷۲ - ومقدمہ
شیام سندر بنام امت بیگم - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۳۴)

ملک اودھ

محال - ملک اودھ مین عام طور پر دو قسم کے محالات ہین اول
محالات تعلقداری جن محالات کی جمع مشخصہ تعلقہ دار ادا کرتا ہے

عام اس سے کہ وہ بقبضہ مالکان ادنی یا ایسے ٹھیکہ داران کے ہون - جنکا لگان بہ تجویز افسر بندوبست یا دوسرے حاکم ذی اختیار کے مقرر ہوا ہو - دوم محالات غیر تعلقداری جنکی مالگذاری کا بندوبست سرکار کے ساتھہ بالا بالا اور جداگانہ ہوا ہو اور پابند ایکٹ ۱۸۶۹ء کے نہون - (سرکلر آڈرس گورنمنٹ ان دی اودہ - ریوینو ڈپارٹمنٹ جلد اول حصہ دوم صفحہ ۶۲ - باب اول قاعدہ - ۱ -)

محال منقسمہ

واضح رہے کہ واسطے دعوی شفعہ کے ضرور ہے کہ جائداد متنازعہ اندر حدود ایسے محال غیر منقسمہ کے واقع ہو - ورنہ شفیع جو حصہ دار دوسرے محال منقسمہ کا ہے جسمین اراضی متنازعہ واقع نہین ہے بموجب دفعہ ۹ - ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء نافذہ ملک اودھ کے حصہ دار محال نہ سمجھا جائیگا - استحقاق شفعہ کسی حصہ دار محال منقسمہ کا بمقابلہ حصہ دار دوسرے محال منقسمہ کے بوجہہ واقع ہوجانے بٹوارہ مکمل کے ساقط ہوجاتا ہی - (فیصلہ مسٹر ینگ صاحب بہادر

جوڈیشل کمشنر اودھ بمقدمہ راے جنتی - بنام شیخ میر محمد منفصلہ ۲۳- اپریل ۱۸۸۰ء
عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ سے ایک دوسرے مقدمہ
مین یہ تجویز ہوا کہ چونکہ یہ ظاہر ہے کہ بٹوارہ مکمل محال کا ہوگیا
اور مدعاعلیہ نے قبضہ کل محال کا اپریل ۱۸۸۲ء مین بذریعہ اجراے ڈگری
کے پایا - لہذا بحث قبضہ واقعی کی اس مقدمہ مین کوی وقعت
پیدا نہین کرسکتی - لہذا مد ۱۰ ضمیمہ ۲- ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء
متعلق اسکے ہے (سلکٹ کیس نمبر ۱۲۹ ۱۸۸۲ء) بمقدمہ محمد علی
بنام منشی ایسری پرشاد و شاہ میر خان - الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۱۸
مقدمہ ناتھہ پرشاد - بنام - بلدیو رام کا حوالہ دیا گیا -

مد ۱۵ موضع

وہ رقبہ اراضی جسکی حدود بذریعہ پیمایش حدبست جداگانہ قائم ہوکر
علامات سرحدہ و تودہ قائم ہوئے ہون اور جسپر رجسٹر کلکٹری
پرگنہ وار مین ایک نمبر جداگانہ ڈالا گیا ہو - وہ موضع ہے - عام
اس سے کہ اسمین داخلی مواضع شامل ہوئے ہون یا نہوئی ہون -
واسطے اغراض شفع کے کوی بحث متعلق موضع کے نہین ہے

بلکہ متعلق محال ہے - ملک اودھ مین بموجب دفعہ ۷ (الف) (ب) اکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء فرض وجود حق شفعہ کا حسب ذیل ہے - اگر خلاف اسکے وجود کسی رواج یا معاہدہ کا ثابت نکیا جائے تو ایسا حق چاہے درج کاغذات بندوبست ہوا یا نہو موجود فرض کیا جائیگا -

(الف) گروہ شرکا موضع مین چاہے وہ گروہ کسی صورت کا ہو اور اوسکو ملکیت اعلے حاصل ہو یا اونی اور اون مقدمات مین جنکا حوالہ دفعہ ۴۰ - اکٹ ۱۷ ۱۸۷۶ء مین کیا گیا ہے - اراضی آبادی و مکانات مین جو اوسپر بنے ہون اور جملہ اراضی اور حصص اراضی مین جو اندر موضع کے ہون اور جملہ حقوق قابل انتقال مین جو ایسے اراضیات مین موثر ہون -

نوٹ

واسطے اغراض بحث شفعہ کے جو تعریف قصبہ سے جدا ہو - اوس قصبہ کو موضع خیال کرنا چاہیے - اور زیادہ مدارج شفعہ کی بحث کا محال پر ہے - کیونکہ سوا ملک اودھ کے اور کہین بحث قصبہ

ضلع کی نہین ہے۔

شہر و قصبہ

مد ۱۶

تخصیص شہر و قصبہ کی صرف ملک اودھ کیواسطے ہے۔ پس کسی قصبہ یا شہر یا اوسکے کسی حصہ مین حق شفعہ کا ہونا فرض نکیا جائیگا لیکن اختیار ہوگا کہ اوس حق کا وہان ہونا ثابت کیا جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ حسب رواج مختص المقام کون لوگ اور کس حالت مین حق مذکور عمل مین لا سکتے ہین دفعہ ۸۔ اکٹ ۱۸۶۸ع کتب مردم شماری ۱۸۶۸ع کے سیکشن ۱۷ مین بحوالہ قواعد مشتہرکردہ لوکل گورنمنٹ تعریف قصبہ کی یہہ قرار دیگئی تھی۔ "در قصبہ ظاہر کرتا ہو (۱) ہر ایک مجموعہ گھرونکا جسکے باشندونکا شمار پانچہزار سے کم نہو۔ (۲) ہر رقبہ جسکے اندر اکٹ ۲۰ ۱۸۵۶ع (چوکیداری اکٹ) یا اکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۳ع (میونسپل اکٹ) نافذ ہے

۱ رقبہ سے مراد وہ حصۂ زمین ہے جو گھرون یا اوسکے الحلق مین ہے

۲ وہ رقبہ ہے جو واسطے اغراض قوانین مذکور کے تو وہ بندی سے محدود کیا گیا ہو۔ یہ تصریح مزید کی گئی تھی۔ اگر چند گانونکے

گھرونکا مجموعہ - ویسی شکل پر برا کرے جو قصبہ کیواسطے مشروط ہے - اور مردم شماری بھی حسب تعداد مقررۂ بالا ہو تو وہ قصبہ ہے لیکن اگر مکانات دور دور ہون اور ہر جہت کا مجموعہ ایسا ہو جسمین پانچہزار کی مردم شماری نہو - تو وہ قصبہ نہین ہے گو اون سب متفرق ٹکڑونکے میزان مردم شماری پانچہزار سے زیادہ ہوتی ہو -

نوٹ

واضح رہے کہ جنرل کلازز ایکٹ نمبر ا ۱۸۶۸ء اور ایکٹ تعریفات نمبر ا ۱۸۶۸ء کونسل ممالک مغربی و شمالی اودھ مین یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت مین کوئی خاص تعریف قصبہ یا شہر کی پائی نہین جاتی تھی کہ جس سے عام حدود امتیازی قایم ہو سکین اور اسوجہ سے بڑی دقت ہوئی تھی چنانچہ بڑی دقت سے سنسیز رپورٹ سے انتخاب مندرجہ بالا حاصل کیا گیا ہے - اب عدالتون کا یہ کام ہے کہ تنقیح مسئلہ مین اپنے تمیزی اختیار کو عمل مین لائین - اور دیکھین کہ حدود

موضع کے جیساکہ تعریف اوسکی عبارت ملحقہ بالا مین کیگیی ہے
کہانتک قصبہ کو محدود کرتے ہین - عرف عام مین کسی پوری
آبادی والے یا بہت سے گہرون والے موضع کو قصبہ کہنا
واسطے اغراض دفعہ ۸ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۴ء کے کافی نہین ہے
کیونکہ عرف عام پر مدار اصطلاح قانونی کا نہین کیا جاسکتا
ورنہ انگریزی زبان کی اصطلاح مین کلکتہ کو ٹون اور
بمبئی کو بھی پریزیڈنسی ٹون کہتے ہین - لیکن الناس عرف عام
قانونی اصطلاح قائم نہین کر سکتا -

حصہ شکمی محال

حصہ شکمی محال کو عبارت انگریزی مین سب ڈویزن آف دی
ٹینور کہتے ہین - یعنے جس ملکیت کی حقیت ہو اوسکے
حصص شکمی - جیسے ایک محال کی پٹیان یا چک اور اونکے
اجزا یعنے کہیت وغیرہ - بنابر اغراض شفعہ کے حصہ داران
ایسے شکمی محال یا اونکے اجزا کے اوسی محال مین دوسری حصہ دار
کے مقابلہ مین شفیع ہونگے - لیکن ملک اودھ مین بموجب

دفعہ ۹ (الف) ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء ترتیب قرابت کی ساتھہ بائع یا راہن کے شرط لازمی قرار دیگئی ہے - اور بمالک مغربی و شمالی مین واسطے اغراض شفعہ کے صرف حصہ دار محال غیر منقسمہ ہونا کافی ہے - عام اس سے کہ اوسکا نام درج جمعبندی کلکٹر ہو یا نہو - (گندھرپ سنگھہ - بنام - حصا سنگھہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۸۸۱)

نوٹ

واضح رہے کہ لفظ حصہ شکمی مستعمہ عبارت ملحقہ بالا سے وہ مالک شکمی یا وہ ملکیت شکمی ارضی کی مراد نہین ہے جسکی تعریف دفعہ ۳ - قاعدہ اول - ایکٹ نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۶۶ء مین کی گئی ہے

مد ۱۸ | مالک اعلیٰ

ملک اودھ مین مالک اعلیٰ سے مراد وہ تعلقہ دار ہے جو پابند ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۹ء کا ہے - یعنے جسکے تعلقہ کا بندوبست مالگذاری براہ راست ساتھہ گورنمنٹ کے ہوا ہے اور جسکو اپنے تعلقہ مین حقوق کامل قابل انتقال حاصل ہین - واسطے اغراض

شفعہ کے ملک اودھ مین یہ خاص اصول قایم کیا گیا ہے۔
کہ بموجب دفعہ ۹۔ اکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۶ع اگر مستحقین قسم اول
ودوم وسوم مین سے کوئی نہو اور حقیت متبعیہ ملکیت
ادنی ہو (یعنے وہ ملکیت تابع اکٹ نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۶۶ع ہو)
تو مالک اعلے کو حق شفعہ بمقابلہ شخص اجنبی کو حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۹ مالک ماتحت

یہ دفعہ بھی صرف ملک اودھ سے تعلق رکھتی ہے۔ جہان
تعلقداری محالات ہین اور صرف اونہین محالات مین جہان
ماتحت کا حق بموجب اکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۶ع قایم کیا گیا ہے۔
مالک ماتحت سے وہ مالک مراد ہے جسنے بموجب سرکلر
آرڈرس نافذہ ملک اودھ کے دعوی کرکے حق ملکیت اپنا
اوپر تمام اراضیات کے جسکو اوسنے بذات خود یا بواسطہ اونکے
جنسے اوسنے میراث پائی ہو۔ (لیکن نہ محض ایسے استحقاق
سے جو بوجہ خدمتگذاری یا بطور رعایا تعلقدار سے عطا ہوا ہو)
کسیدرجہ کا حق استقامت اندر میعاد کے بذریعہ ڈگری عدالت

بموجب قواعد مندرجہ ایکٹ ۲۶ ۱۸۶۶ء قایم کرایا ہو۔
واضح رہے کہ ایسا مالک شکمی واسطے اغراض شفعہ کے بمقابلہ اور حصہ داران محال کے ایک حصہ دار سمجھا جائیگا لیکن جو مالک مغربی و شمالی مین اوس حقکی بغرض دعوی شفعہ کوی تخصیص نہین ہے بلکہ ایسا حقدار (اگر ہو) تو وہ بھی ایک حصہ دار ہے۔ ملک اودھ مین اکثر مدار فیصلہ مقدمہ شفع کا۔ ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء پر کیا جاتا ہی۔ حال کے ایک مقدمہ مین صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ کے روبرو ایک تازہ اور نازک بحث نسبت اقسام شفیعان کے پیش ہوی واقعات مختصر یہ ہین کہ ایک مالک اعلے نے اپنا حق واقع محال بیع کیا اور اوس محال مین چند برت وارث جنکو حق ماتحتی حاصل تھا۔ چنانچہ حقداران مذکورین نے دعوی شفعہ کا دائر کیا۔ بحث طلب یہ امر ہے کہ دفعہ ۹۔ ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ء مین تصریح تین قسم کے اشخاص کی ہوی تھی کہ جنکو حق شفعہ پیدا ہی اور درصورت معدوم ہونے ان تین حقداروں کے دفعہ مذکورین ایک خاص اصول واسطے ایسی حالت کے قائم ہوا ہی کہ جسوقت مین ایک جزو کسی محال

ماتحت داری کا بیع ہو اور کوئی شخص منجملہ اقسام سہ گانہ متذکرۃ الصدر
کے واسطے خریداری کے آمادہ و موجود نہو۔ اوسحالت مین مالک
اعلے کو حق مرجح حاصل ہوگا لیکن ایسا کوئی قاعدہ نہین بنایا گیا ہے
کہ جس سے بحالت بیع ہوئے حقیت اعلے کے ماتحت دار کو حق
شفع پہونچ سکے۔ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے تجویز فرمایا
کہ حق شفع واسطے ماتحت دار کے قائم نہین ہوسکتا۔

(مقدمہ اشرف النساء وغیرہ مدعاعلیہم اپیلانٹ۔ بنام۔ پربھو زین وغیرہ
رسپانڈنٹ منفصلہ ۱۶۔ اپریل ۱۸۶۸ء سلکٹ کیس نمبر ۱۴۰)

دفعہ ۲۰　حصہ دار

جس شخص کا نام بہ استحقاق ملکیت درج کھیوٹ یا واجب العرض
ہو عام اس سے کہ وہ اپنے اوس استحقاق ملکیت پر قبضہ رکھتا ہے
یا قابض نہو یعنے دوسرے حصہ دارونکی ساتھہ استحقاق حسابے
فہمی منافع کا رکھتا ہو۔ وہ حصہ دار ہے اور اوسکو بمقابلہ شخص
اجنب کے استحقاق شفعہ کا حاصل ہے۔
واسطے اغراض شفعہ کے صرف اندراج کاغذات بندوبست کا

صحیح سمجھا جائیگا جبتک خلاف اوسکے ثابت نکیا جاوے -

(دفعہ ۱۰۱ - ایکٹ ۱ - ۱۸۷۲ء)

ایک مقدمہ مین روبرو چارلس کری صاحب بہادر سابق جوڈیشیل کمشنر اودہ کے یہ بحث پیش ہوئی تھی - کہ ایک فریق مقدمہ نے یہ عذر کیا کہ واجب العرض غلط مرتب ہوا ہے - کیونکہ اوسکا نام و دستخط اوسکی اوس واجب العرض پر بھی جو بطور چٹھی کے بندوبست مین بنایا گیا تھا - جو معمولی قواعد کی مطابق بعد صفائی کے چاک کر ڈالا گیا - صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر نے اس امر کا اعتراض کیا کہ واجب العرض صاف شدہ پر بھی دستخط حصہ داران کے خود اونکے قلم سے بنوانے ضرور تھے - لیکن اصول عام کے موافق جب وہ صاف شدہ و مجلد واجب العرض کو افسر مجاز نے تصدیق کیا ہے - تو بموجب عام قاعدہ بار ثبوت کے جو شخص منظہر اوسکی غلطی کا ہو - اوسپر فرض ہے کہ وہ غلطی کو ثابت کرے ورنہ اندراج مذکور صحیح تسلیم کیا جائیگا - (مقدمہ گلاب سنگھ - بنام - اجودھیا منصلہ ۱۲ - دسمبر ۱۸۷۳ء)

الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ مین یہ طے فرمایا ہی (فل بنچ رولنگ) کہ اشخاص مشترک و غیر منقسم خاندان ہندو علاوہ اوس شخص کے جو کتاب کلکٹری مین بطور مالک محال لکھا ہے۔ شرکا واسطے اغراض شفع کے حسب مراد واجب العرض کے ہین (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰۴)

واضح رہے کہ جو حقوق کسی خاص زمانہ یا وقت یا رعایت یا حق غیر مستقل چند روزہ پر مبنی ہون۔ تو ایسا حقدار گو وہ کسی جزو اراضی یا حصہ محال پر بوقت بیع دوسری اراضی یا حصہ واقع محال کے قابض ہو۔ تو بوجہ ایسے قبضے کے استحقاق نفاذ حق شفعہ کا نرکھیگا اور نہ وہ حصہ دار سمجھا جائیگا۔

الہ آباد ہای کورٹ نے ایک مقدمہ مین یہ فیصلہ صادر فرمایا ہی۔ ہندو بیوہ کے ایسے قبضے حین حیاتی بعوض نان ونفقہ سے جو بذریعہ اجرائے ڈگری عدالت کے ہوا دسکو ایسا حق حصہ مذکور مین حاصل نہین ہوتا ہی کہ نفاذ حق شفعہ بوقت بیع ایک اور حصہ موضع مذکور کے کرا دے (انڈین لا رپورٹ الہ آباد مقدمہ لاکنوری۔ بنام۔ جسیکرناتھ جلد ۷ صفحہ ۱۷)

حصہ دار محال

دفعہ ۲۱

ظاہراً ہر حصہ دار مندرجہ کاغذات بندوبست حصہ دار محال ہے لیکن جسبحالتین کہ دعوی شفعہ فیمابین دو حصہ داران مندرجہ کھیوٹ کے ہو اوسوقت مین یہ مسئلہ طے پایا ہے کہ جو حصہ دار اپنا حصہ مشترک ساتھ بائع کے رکھتا ہو اوسکو بمقابلہ دوسرے حصہ دار محال کے حق مرجح حاصل ہے۔ (مقدمہ مسٹر سجادن - بنام - محمدی حسین فیصلہ جارلس کری صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودہ منفصلہ ۱۷ - اپریل ۱۸۷۳ء)

ایک گاؤن کی حقیقت کے پوشیدہ بیعنامہ خرید لینے سے خریدار از روی شرع محمدی یا از روی شرائط واجب العرض کواسطے اغراض شفعہ کی ایک ایسا شریک نہین ہوتا کہ جس سے وہ اوس حق کی بنیاد پر جو اسطرح پر اوسنے حاصل کیا ہو ایک ایسے حق شفع کو باطل کر سکے جو اور طرح پر ناقابل اعتراض ہو اور جسکو ایک ایسی حصہ دار نے جسکا نام باضابطہ کاغذات مین درج ہو اور جسکو کوئی اطلاع صریح یا بالتعبیری استحقاق نامبردہ کی نہتی - پیش کیا ہو اور نامبردہ نے ایک حقیت بحثیت اصلی اوسکی اول مرتبہ خریدی پر ظاہر کیا ہو (مقدمہ رام کمار کندو - بنام - میکوین لاء رپورٹ انڈین اپیل جلد

متمم صفحہ ۴۰ کا حوالہ دیا گیا) (مقدمہ بینی سنگھ سلمت وغیرہ مدعاعلیہم بنام

جھپال بہادر سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۸۰)

ایک مقدمہ حق شفعہ مین یہ بیان کیا گیا کہ شفیع اور بائع ایکہی موضع مین چک دار ہین - بحث یہ تھی کہ آیا حق شفعہ بموجب واجب العرض کے چک داران کو بھی حاصل ہے یا نہین - الفاظ شرط صاف اور اسکے اثر کو پٹی داران پر محدود کرتے تھے - جس سے بخوبی معلوم ہوتا تھا کہ منشا اس شرط کا یہ ہے کہ ہر صورت مین اشخاص غیر داخل نہون اور عموماً چک دار زمرہ شرکا رخاندانی مین داخل نہین ہوتا - گو یہ امر قابل التسلیم ہے کہ چکدار ایک مالک اندر محال کے ہے - مگر وہ پٹی دار یا شریک محال کا نہین ہے - یہ امر کہ چک داران کا نام کھیوٹ اور واجب العرض مین مندرج ہے - لیکن ایسا اندراج پٹی دار نہین بناتا - کیونکہ پٹی دار مشترکا ساتھہ دیگر پٹی داران کے ذمہ ادائے مالگذاری سرکار مشخصہ محال کا ہے - اور غیر مشخصہ حصہ محال مین اوسکو حقوق ہر بسوہ مین حاصل ہین - مگر کوئی حق جداگانہ کسی خاص بسوہ مین نہین ہے - لیکن چکدار صرف اپنے حصہ مالگذاری کا

ذمہ دار ہے اور ایک خاص قبہ کا مالک ہی اوسکو کوئی حق اوس
رقبہ سے باہر حاصل نہین ہوتا - تجویز ہوئی کہ شرائط واجب العرض
جنکے ذریعہ سے حق شفعہ پٹی داران کو دیا گیا - ایسے چک دار سے
متعلق نہین ہین جسکا کوئی حصہ بائع کے چک مین ہو - (مقدمہ ملہت
سنگھ - بنام - سبحان علی - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد دوم کتاب انگریزی صفحہ ۱۰)
حصہ دار ہر ایک پٹی کا واسطے لفاظ حق شفعہ کے اوس پٹی مین بہ نسبت
حصہ دار دوسری پٹی کے حق فایق رکھتا ہے (مقدمہ مہراج سنگھ
بنام - بھیک لال ویکلی رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۳۳ - ڈایجسٹ انڈین لا کمینز
جلد ۴ صفحہ ۳۴۷۴ - شفعہ نمبر ۳۵) -
ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ الہ آباد مین یہ واقعات
بیان ہوئے - کہ جزو کثیر اراضیات واقع ایک موضع کا تھوکون مین
منقسم تھا - ہر تھوک مین ایک خاص مقدار اراضی مشتمل تھی -
اور باقی - اراضیات بالاشتراک بموافق حقیت حصہ داران
موضع کے تھین - واجب العرض مین شرط ذیل بہ نسبت حق شفعہ کے
درج تھی - ہر ایک حصہ دار کو اپنے اپنے حق اور حصہ کی انتقال

کر سکا اسطرح سے اختیار حاصل ہی مگر اول اپنی حقیت اپنی بھائی بھتیجون کے ہاتھ جو حصہ دار ہون - اور بصورت انکار اونکے دیگر مالکان تھوک کے ہاتھ منتقل کریگا - **تجویز ہوا کہ الیسی شین** جو مشعر نفاذ حق شفعہ منجانب حصہ دار ایک تھوک کے بموجب واجب العرض بنسبت حصہ ایک دوسرے تھوک کے دائر ہوئی کہ اسوجہ سے کہ مدعیہ بشمول جملہ حصہ داران تھوک ہائے مختلف کے حصہ دار اراضیات شاملاتی مین ہے - وہ حصہ دار بائع کے تھوک کی نہین ہوسکتی اور اس واسطے مدعیہ کو کچھ حق شفعہ ازروے واجب العرض کے حاصل نہین ہی - (مقدمہ میارام - بنام - بچھو - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۶۳۱)

جبکہ کوئی اراضی جزو کسی پٹی واقع محال پٹی داری بمطالبہ اجرای ڈگری نیلام کیجائی تو دعوی حق شفعہ کا منجانب پٹی دار بموجب شرائط مندرجہ دفعہ ۱۷۷ - اکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ع اور دفعہ ۱۸۸ - اکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۳ع کے قائم ہو سکتا ہی - (مقدمہ نرائن سنگھ بنام محمد فاروق انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۷۷ -)

مد ۲۲ جماعت شرکاء دیہہ

جماعت شرکاء دیہہ کا انگریزی ترجمہ (ویلج کمیونٹی) ہی
ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء (نافذہ ملک اودھ) کے بعض اردو ترجمہ
مین غلط ترجمہ اسکا (جماعت دیہی) تحریر ہوا ہے۔
جس سے یہہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ گانو کا ہر باشندہ
(مثلاً نائی و دھوبی وغیرہ) استحقاق شفعہ رکھتا ہی لیکن صحیح
ترجمہ اسکا (جماعت شرکاء دیہہ ہے) اسلیے کہ جو شخص حصہ دار
نہین ہے۔ گو وہ باشندہ دیہہ ہو۔ بمقابلہ حصہ دار کے حق شفعہ
قائم نہین کر سکتا ہی۔ تعریف محال مین بحوالہ فیصلہ مسٹر ینگ صاحب
بہادر جوڈیشل کمشنر اودھ کے۔ ہم یہ تحریر کر چکے ہین کہ بعد بٹوارہ
تکمیل کے جو محال بنایا گیا ہو۔ وہ واسطے اغراض شفعہ کے ایک محال
سمجھا جائیگا۔ اور جائداد مبیعہ متنازعہ نالش شفعہ کے حال کر نہین
دوسرے محال کا حصہ دار یا مالک شخص اجنبی کی حیثیت رکھتا ہی
اب یہ امر بھی صاف طور سے طے ہو گیا کہ جس محال مین جائداد متنازعہ
نالش شفعہ واقع ہو اگر شفیع محض باشندہ دیہہ ہو اور کسی قسم کا حق

اوس محال مین زرکھتا ہو تو ایک ممبر ویلیج کمیونیٹی کا سمجھا جائیگا۔ اور
اوسکو بمقابلہ حصہ دار کے حق مرجح حاصل ہوگا (جوڈیشل کمشنر سی سلکیٹ
کیس نمبر ۱۲۲۔ مقدمہ بہودر سنگھ۔ بنام۔ تھما سنگھ)

اگر واجب العرض مین یہ شرط ہو کہ کوئی شریک بغیر مرضی دوسرے
شرکا کے کوئی حصہ جائداد کا بیع یا اور طرحسے منتقل نہ کریگا تو ایسی
صورت مین محض اوس شرط پر کسی شریک وار کو دعوی حق شفعہ نہین
پہونچتا اور نہ محض اس بنیاد پر ڈگری حق شفعہ کی صادر ہوسکتی ہی۔
ہان اگر بیع بغیر مرضی شرکیدار کے ہوئے تو شرکیدار سندکو اوس بیع کی منسوخی
کا دعوی کرسکتا ہی۔ (مقدمہ گیادین بنام رام ٹہل وغیرہ آگرہ رپورٹ جلد سوم صفحہ ۱۰۱)

باب سوم
اظہار حق شفعہ

مد ۲۳ پیش کرنا زرشن کا

بموجب شرع محمدی کے دنیز مطابق اصول قانون کے شفیع پر فرض ہے
کہ وہ اپنے حق شفعہ کو بفور سننے خبر بیع کے جہانتک جلد ممکن ہو وہ
اپنی مطالبہ حق کو بائع یا مشتری یا شئے مبیعہ پر ظاہر کرے بموجب

گواہون کے اور ایسا بیان یا اظہار یا مطالبہ ایک ہی وقت مین ہونا چاہیے - شفیع پر فرض ہے کہ وہ روبرو گواہون کے یہ ظاہر کرے - کہ اوسنے بروقت سنے خبر بیع کے فوراً اظہار اپنے حق کا کیا کسی مقدمہ شفعہ مین اسکا ثابت کرنا لازمی نہین ہی کہ زرثمن واسطے خرید جائداد متدعویہ کے پیش کیا گیا تھا بلکہ اسقدر ثابت ہونا کافی ہی کہ شفیع اسقدر بیان کرے کہ وہ اوسقدر روپیہ دینے کو موجود ہے جو عدالت واسطے جائداد کے ایک قیمت مناسب قرار دیگی - مذہب اہل سنت مین - حق شفعہ بذریعہ ایک یا چند حصہ دارون کے منجملہ جمیعت حصہ دارون کے قائم ہوسکتا ہی - (مقدمہ نندو پرشاد ٹھاکر بنام گوپال ٹھاکر - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد دہم صفحہ ۱۰۰۸) مقدمہ ہیرالال بنام سورت لال ویکلی رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۷)

ملک اودھ

بموجب دفعہ ۱۳ (ب) اکٹ ۸ ۱۸۷۶ء کے زرثمن دینے کیواسطے کہا جائے - ہر آئینہ روپیہ کا پیش کرنا ضرور نہین ہے - لیکن اسپارکس صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر اودھ نے سلکٹ کیس

نمبر ۲۵ مین یہ اصول قرار دیا ہی - کہ جو اشخاص دعوی شفعہ کا رکھتے ہون - اونپر فرض ہے کہ جو قیمت نوٹس مین لکھی ہو وسکو اندر تین مہینہ کے پیش کرین - اگر نہ پیش کرینگے تو بموجب دفعہ ۱۱ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع مذکور کے دعوائے شفعہ سے محروم ہوجائیگی - اور جب ایسا نوٹس نہ دیا گیا ہو - تو دفعہ ۱۱ متعلق نہوگی - اور ایسا نوٹس لازم نہین ہو کہ ہر شفیع پر تعمیل کیا جائے - بلکہ ایک قطعہ نوٹس کا بذریعہ عدالت موضع کے منظر عام یا چوپال مین آویزان کیا جانا کافی ہے

مد ۲۴ اشہاد و طلب بالمواثبت

بموجب شرع محمدی کے رسم طلب اشہاد (یعنے اظہار حق روبرو گواہون کے) عمل مین لانا شفیع پر اختیاری ہے کہ وہ صرف خریدار ہی سے اپنی حق کا اظہار کرے - اگر خریدار نے قبضہ نپایا ہو (مقدمہ جہانگیر محمد بنام محمد ارجمد - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد پنجم صفحہ ۵۰۹) - وکلکتہ جلد دہم صفحہ ۳۸۳)

بیلی صاحب کی ڈائجسٹ شرع محمدی مین بصفحہ ۴۸۱ بطور اصول قانون کے یہ عبارت مندرج ہے "طلب مواثبت

سے یہ مراد ہے۔ کہ جب کوئی شخص مستحق شفعہ کا ہو اور خبر بیع کی سنے تو اوسکو دعوی اپنے حق کا اوسیوقت اور فوراً کرنا چاہیے (اگر وہان کوئی شخص اوسکے پاس ہو یا نہو) اور جب وہ بلا کرنے دعوی حق کے خاموش رہجاے تو وہ حق جاتا رہتا ہی،، بعد اس عبارت کے مثال اوس شخص کی بیان کی گئی ہی جو ایک خط کو پڑہتا ہے جسکے شروع مین یا درمیان مین خبر بیع کی لکھی ہو۔ اگر وہ خط کے ختم ہونے تک ٹھہر جاے اور طلب مواثبت نکرے تو حق شفعہ جاتا رہتا ہی۔ اوسی کتاب کے صفحہ ۴۸۴ - مین تحریر ہے وو کہ طلب مواثبت اول ضروری ہے اور بعد اوسکے طلب اشہاد ہے۔

اگر بوقت عملمین لانے طلب مواثبت کے موقع بلانے گواہونکا نہو۔ مثلاً جبکہ شفیع بوقت پانے خبر بیع کے۔ بائع اور خریدار اور اراضی کے پاس موجود نہو۔ لیکن اگر شفیع نے ایسی کسی کے سامنے خبر بیع سنی ہو۔ اور گواہون کو بہ تصدیق طلب مواثبت جمع کیا ہو تو یہ امر دونو شرطون کے لئے کافی ہوگا۔ اور دوسری شرط کی تعمیل کی ضرورت نہوگی۔ ایک مقدمہ مین منصف نے یہ تجویز

صادر کی - کہ مدعی مستحق کامیابی نہین ہے - کیونکہ وہ حسب حکم
شرع محمدی طلب مواثبت بجا نہین لایا - منصف نے اپنی تجویز مین
یہ لکہا ہے - وہ مدعی اپنی عورت سے بیع ہوجانیکی خبر سُننے پر اپنے
مکان کے اندر گیا - صندوق کہولا معہ ۵ نکالے - گواہونکو
بلایا - اراضی مبیعہ پر گیا - اور وہان آواز بلند یہ کہا - کہ مجھکو حق
شفعہ خریداری کا نسبت اراضی مذکور حاصل ہے اور مین اوس
حق کو حاصل کرتا ہون - مدعا علیہ نیا زرِ ثمن واپس کرے اور اراضی
میرے حوالے کردے - مدعا علیہ نے روپیہ لینے سے انکار کیا - اوپر
مدعی مع گواہون کے اوس مقام پر گیا جہان بایع رہتا تھا - اور وہان بھی
شرط طلب اشہاد کو بجالایا ،، پس ظاہر ہے کہ مدعی نے جائداد کے
بیع ہونیکی خبر پاتے فوراً دعوی نہین کیا یعنے وہ شرط طلب مواثبت کو
بجا نہین لایا - ہائی کورٹ کلکتہ نے منصف کی رائی کی تائید کی
اور یہہ تجویز کیا کہ از روے شرع محمدی کے ہماری دانست مین مقدمہ
ہذا مین مراتب قانونی کی تعمیل نہین ہوئی (مقدمہ زلفن خان بنام زبریان
انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۳۰۳) -

شرع محمدی کتاب اہلِ سنت (نور الہدایہ شرح وقایہ جلد چہارم باب طلب شفعہ صفحہ ۴۷۰) مین تحریر ہے کہ شفعہ مین تین طلب ضروری ہین۔ پہلے یہ کہ شفیع کو جب بیع کی خبر پہونچی مجلس عام مین شفعہ کو طلب کرے ایسے الفاظ سے۔ جنسے طلب شفعہ کی سمجھی جائے۔ مثلاً یون کہے کہ مینے شفعہ طلب کیا۔ یا مین طالب ہون شفعہ کا۔ یا مین طلب کرتا ہون شفعہ کو۔ (یہ مختار ہے کرخی کا) اور بعضون کے نزدیک ضرور ہے کہ جسوقت خبر شفیع کو پہونچے اوسوقت طلب شفعہ کی کرے۔ اگر ذری دیر بھی چپ رہے گا تو شفعہ اوسکا باطل ہوگا (جیساکہ درالمختار مین ہی) اور مختار کرخی اصح ہے۔ کیونکہ۔ **مواثبت**۔ کے معنی ہین کودنا۔ اور اوچھلنا۔ یعنے یہ طلب غایت تعجیل کی ہے۔ گویا شفیع کودتا ہے۔ اور شفعہ طلب کرتا ہی کذافی الاصل۔ **طلب اشہاد** سے مراد۔ اظہار حق شفعہ پر گواہ طلب کرنا اسطور پر کہ شفیع گواہ کرے عقار پر جاکر یا اوس شخص کے پاس جنکے قبضہ مین وہ عقار اوسوقت ہووے خواہ بائع ہو یا مشتری۔ پس کہے کہ فلان شخص نے اس گھر کو خریدا ہی اور مین اوسکا

شفیع ہون اور تحقیق کر مین نے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب کرتا ہون - گواہ رہو شہادت پر - اور اگر یہہ بھی ممکن نہو تو ایک قاصد یا خط بھیجدیوے -

طلب بذریعہ استغاثہ یا پیش قاضی کے -

عرض صحیح رہے کہ یہہ آخری طلب وہ ہے - کہ جسکا نفاذ بذریعہ نالش کیا جاتا ہے ہر آئینہ یہ استغاثہ بھی طلب حق شرعی ہے -

مد ۲۵ اطلاعنامہ بنام حصہ داران

بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۶ء یہ امر ضروری قرار دیا گیا ہی کہ جب کوئی شخص ایسے حقیت بیع کا قصد کرے یا ایسی حقیت کی ہبیات کا ارادہ کرے جسمین اشخاص کو حق شفعہ کا حاصل ہووہ شخص ایسے اشخاص مستحق کو اوس قیمت سے مطلع کریگا جو بابت ایسے رہن کے واجب الادا ہو (جیسی صورت ہو) ایسی اطلاع اوس عدالت کے ذریعے سے دیجایگی جسکے حدود علاقہ حکومت کے اندر کل یا جزو جائداد واقع ہو اور ایسی اطلاع کافی سمجھی جائیگی - اگر اطلاعنامہ چوپال یا دیگر مقام عام موضع یا شہر جسمین جائداد واقع ہو چسپان کر دیا گیا ہو

(دفعہ ۱۰- اکٹ ۱۱ء شفیع) مسٹر اسپارکس صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے اس مسئلہ کو بہت وضع طور سے سلکٹ کیس نمبر ۲ ۵ مین تحریر فرمایا ہے - اور یہ تحریر فرمایا ہے کہ مدعی شفیع اسکا پابند نہ تھا کہ وہ زرثمن پیش کرتا جبتک کہ بائع نوٹس دفعہ ۱۰- اکٹ ۱۸۷۶ء اودھ جاری نکرتا - لہذا شفیع کو بنائی نالش بموجب دفعہ ۱۳ ضمن الف اکٹ مذکور کے حاصل ہے - لیکن ایسا نوٹس لازم نہین ہی کہ ہر شفیع پر تعمیل کیا جائے -

مسٹر ینگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر حال نے سلکٹ کیس نمبر ۱۲۱ مین اجرائی نوٹس دفعہ ۱۰ کو ضروری خیال فرمایا ہے - جیسا کہ عبارت ذیل سے وضح ہی (سلکٹ کیس نمبر ۱۲۱ - مقدمہ شیودت مدعی اپیلانٹ بنام شیودیال و رام چرن رسپانڈنٹ دعوی حق شفعہ) مین اس اپیل کے منظور کرنیمین مجبور ہون - میرے نزدیک جبکہ قانون یقینی طور سے ظاہر کرتا ہی کہ واسطے تکمیل ایک امر خاص کے ایک خاص ضابطہ کا عمل مین لانا ضروری ہوین - ایسی حالتمین عدالتونکو کوئی اختیار نہین ہی کہ ایسے ضابطہ کا فروگذاشت کرنا روا رکھین

دفعہ ۱۰۔ ایکٹ ۱۸۷۶ء میں یہ امر قانوناً صاف کردیا گیا ہی کہ جب
کوئی شخص کسی ایسی جائداد کو بیع کرتا ہو یا بیعیات کرانا رہن کا تجویز
کرے کہ جسمیں کوئی شخص حق شفعہ رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ایسا نوٹس
دینا چاہیے کہ جسمیں وہ (۱) اپنا ارادہ ظاہر کرے (۲) تعداد
قیمت یا زر رہن تحریر کرے۔ اس مقدمہ مین یہ امر مسلمہ ہے کہ نوٹس
محکومہ دفعہ ۱۰ اجاری نہین کیا گیا۔ مگر مدعا علیہ ریسپانڈنٹ یہ بیان
کرتا ہو کہ مدعی اپیلانٹ کو پوری اطلاع بیع متنازعہ کی تھی میرے
نزدیک اوسکی آگاہی یا خواہش اطلاع کی اس مقدمہ مین بحث طلب
نہین ہی بلکہ اس مقدمہ مین بحث طلب یہ ہی کہ بایع نے ایسا
نوٹس حسب طریقہ مندرجہ قانون دیا یا نہین دیا۔ یہ امر ظاہر
ہی کہ بائع نے ایسا نہین کیا۔ بس ایسی حالتین عدالت کو کوئی
اختیار نہین ہے کہ ایسی علانیہ ضابطہ کی گریز کو معاف کرے۔
اپیل منظور کیا گیا مع خرچہ۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے مستحق شفعہ
پر بھی اسقدر ضروری قرار دیا ہی کہ جب شفیع کو اپنے حق شفعہ
پر اصرار ہو تو اوسکو لازم ہی کہ بجائی خاموش رہنے کے وہ اوسی قیمت

پر ایک میعاد معقول کے اندر خرید کرنے کو طیار ہو اور جب یہ خبر ہو کہ غیروں سے گفتگو بیع کی ہو رہی ہی تو اوسکو چاہیے کہ فوراً بایع سے مہلت کرے۔ اور یہ ظاہر کرے کہ اوسکو حق مرجح خریداری کا ہی۔ اور دانستہ ایسے فرض کے فروگذاشت مین یہ خیال کر لیا جائیگا کہ اوسنے اپنے حق شفعہ سے دست برداری کی۔

(انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۲۳۳۔ مقدمہ بھیرون سنگھ بنام لالمن)

ایک موضع کے واجب العرض مین یہ شرط تھی کہ ہر ایک حصہ دار کو جو اپنے حصہ کو فروخت کرنا چاہیے۔ لازم ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اوسکو کسی شخص غیر کے ہاتھ بیچے۔ دوسرے حصہ داران سے اوسکی خریداری کے لئے کہے۔ اور یہ بھی شرط تھی کہ بحالت بیع بدست کسی حصہ دار کے قیمت جو ادا کیجائے اوسکا حساب بلحاظ اوس قیمت کے لگانا چاہیے جسپر کوئی خاص حصہ ۱۸۶۶ع مین فروخت ہوا تھا۔ ایک حصہ دار نے بلا اسکے کہ دوسرے حصہ داروں سے اوسکی خریداری کیواسطے کہے۔ اپنے حصہ کو تیسرے شخص کے ہاتھ اوس قیمت سے زیادہ پر جو حسب تحریر مذکورہ بالا ادا کی گئی

فروخت کیا ایک شریک نے بائع اور مشتری پر نالش حق شفعہ کی دائر
کی اور مدعی نے اوس روپیہ کے ادا کرنے پر جو موافق شرط وجب
العرض حساب کرنے سے ہو دعوی بیع سے مستفید ہونیکا کیا۔
اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ واجب العرض کی شرط نسبت
ادا کیے جانے قیمت حصہ کی اراضی کے نسبت باوجود اوسکی فروخت
کے واجب التعمیل ہے اور حصہ دار خرید کرے حصہ کا قیمت طے شدہ
پر قبل اسکے کہ وہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچا جائے مستحق ہے۔
اور بحالت بیع کرنیکے کسی شخص غیر کے ہاتھ اوسکو اختیار ہے
کہ وہ بائع او مشتری سے اوس قیمت کے ادا کرنے پر اوسکے
دینے کیواسطے کہے۔ اور اگر غیر شخص مشتری نے اوس سے
زیادہ دیا ہو جو موافق وجب العرض کے واجب الادا ہو تو وہ
بائع سے مستحق اوسکے دلا پانیکا ہے (مقدمہ کریم بخش خان بنام سولا بی بی
انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۱۰۴)
اس غرض سے کہ کوئی حصہ دار مستحق اظہار حق شفعہ کا بربنائے
وجب العرض کے ہو یہ امر بطور ایک شرط قبل اظہار اوس شخص کے

ضروری ہو کہ معاملہ بیع ایک حصہ کا ساتھہ ایک شخص اجنب کے ہو چکا ہو۔ اور یہ قیمت شخص اجنب کے ساتھہ منجانب حصہ دار فروخت کنندہ کے طے ہو گئی ہو۔ پس جس طریقے پر کہ دعوے شفعہ زائل ہو سکتا ہی۔ وہ صرف یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ اطلاع صاف وصریح اوس حصہ دار کو جو دعوی شفعہ قائم کیا چاہتا ہے نسبت اوس بیع کے جسکا منعقد ہونا منظور تھا اور نسبت اوس قیمت کے جسکا ادا ہونا منجانب شخص اجنب کے قرار پایا تھا۔ دیگئی تھی اور حصہ دار مذکور سے اوس قیمت پر لینے کے لئے درخواست کی گئی تھی اور اوسنے خریداری سے انکار کر دیا تھا۔ درحالیکہ وہ فروخت جسکے ہاتھہ دعوی شفعہ پیدا ہوا صاحب کلکٹر نے بطور مہتمم کورٹ آف وارڈس کے کی تھی۔ اور قبل فروخت کرنے جائداد کے صاحب کلکٹر نے ایک اشتہار معرفت تحصیلدار کے جاری کیا تھا۔ کہ جس سے کل حصہ دارانکو یہ اطلاع دیگئی تھی کہ جائداد فروخت کیجاتی ہے۔ اور جن حصہ داروں کا ارادہ خریداری کا ہو وہ درخواست کریں تجویز ہوئی کہ اشتہار مذکور ایک اطلاع اسقدر صاف وصریح اوس

کے نہین ہے جسکا معاملہ بحق شخص اجنبی قرار پایا تھا۔ اور جسکا عمل مین آنا پدست اوسکے مقصود تھا کہ جس سے اون حقدارونکو کہ جنہون نے درخواست خریداری نہین کی بعد ازان اپنے حقوق شفعہ کا ظاہر کرنا ممنوع ہوجاوے (مقدمہ سوہاگی وغیرہ بنام محمد اسحاق وغیرہ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۳)

نوٹ - (منجانب مؤلف) طریقہ اجرائے نوٹس کا بہت مفید طریقہ ہے گو لازمی نہو۔ تاہم اوس حجت عظیم کے روکنے کو بہت ضروری ہی۔ جیسا کہ اکثر مقدمات مین شفیع کیجانب سے۔ فرضی یا حد سے زیادہ قیمت درج بیعنامہ ہونیکا عذر کیا جاتا ہے

مد ۲۶

باب چہارم
وجود حق شفعہ

باب اول مد ۶ مین یہ قاعدہ مفصل بیان ہوچکا ہی کہ کونسی جائداد کے انتقال مین حق شفعہ قائم ہوسکتا ہے۔ ممالک مغربی و شمالی مین عام طور پر حق شفعہ بہ تبعیت شرائط واجب العرض کے قائم کیا جاتا ہی۔ اور ملک اودھ مین وجود حق شفعہ دفعات ۷ و ۸

اکٹ ۸ ۱۸۷۶ع مین محدود کردیا ہے - چنانچہ باب اول مد ۶
وباب دوم مین پوری تصریح اسکی کیگئی ہے مکرر اعادہ اوسکا
غیر ضروری ہے - لیکن یہ اصول وجود حق شفعہ کا ملحوظ رکھنا
چاہیے - کہ حق شفعہ ہمیشہ متعلق بیع جائداد غیر منقولہ سے ہوتا ہے
نہ منقولہ سے - عام اس سے کہ وہ بیع رضامندی بائع اور مشتری
سے مسترد ہونیوالی بھی ہو - کیونکہ بموجب عام اصول شفعہ
کے جب ایکمرتبہ بیع واقع ہوجاتی ہے - تو وجود حق شفعہ کا قائم
ہوجاتا ہے - گو مشتری بائع کو بیعنامہ واپس کردے -
یا دوسرا بیعنامہ تحریر کردے لیکن حق شفعہ پر ایسی واپسی بیع
یا تجدید بیع کو - کوئی اثر نہوگا (دیکھو ڈائجسٹ بنگال لا رپورٹ
کالم ۵۲۴ - مقدمہ بید محمد بنام رادہا چرن بوہا جلد ۴)
AC صفحہ ۲۱۹

اگر وجب العرض مین یہ صاف صاف درج ہو کہ قاعدہ حق شفعہ کا
اوس گانون مین ضرابین میعاد بندوبست جاری رہیگا -
تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ بعد میعاد بندوبست بھی وہ

جاری رہیگا - الا اسکی نسبت تحریر خاص واجب العرض مین ہو یا فریقین نے اپنے معاہدے سے شرائط واجب العرض کو بعد میعاد بندوبست بھی جاری رکھنا قبول کیا ہو (مقدمہ رتن سنگھ بنام امراؤ سنگھ آلہ آباد ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۰)

ملک اودھ مین قصبات اور شہرون مین بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۸۷۶ع وجود حق شفعہ کا محول رواج مختص المقام اور خاص کردہ اور خاص حالت پر ہے - لیکن ہمیشہ ایسے رواج کے ثابت کرنیکو عمدہ اور معتبر شہادت درکار ہے جسکا تجویز کرنا مجوز مقدمہ کی اختیار تمیزی پر محول ہے جسکو ہم باب دہم مین تحریر کرین گے -

مد ۲۷ رواج قومی یا مقامی

دفعہ ۵ و دفعہ ۷ - ایکٹ ۴ ۱۸۷۲ع متعلق عدالت ہائی پنجاب مین یہ صاف درج ہے کہ رسم و رواج متخاصمین مقدمہ پر (اگر وہ رسم و رواج اصول انصاف کے خلاف نہو یا جسکو قانون حکومت نے منسوخ نکر دیا ہو) عمل کرنا چاہیے اور اسیطرح پر

دفعہ یکم قانون معاہدہ یعنے اکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء مین اون رسوم کی
پابندی جائز کی گئی ہے جو اکٹ کے منشار صریح کے خلاف نہین دفعہ ۱
اکٹ مذکور مین بھی رواج پر لحاظ رکھنا جائز کیا ہے۔ فیلڈ صاحب نے
اپنی کتاب لاجواب شرح قانون شہادت مین نہایت خوبی کے ساتھ
بیان کیا ہے کہ دفعہ ۲ بنگال ریگیولیشن نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۲۵ء مین یہ حکم درج
ہے کہ جب کبھی کوئی صاف اور صریح رواج نسبت اراضی وریابرد
اور دریا برآمد کے مدت مدید سے جسکی ابتدا یاد سے باہر ہو۔
بغرض انفصال اور تجویز حقوق مالکان اراضیات ملحقہ کے
جسکو ایک دریا ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہو جاری ہو۔
تو ایسا رواج تمام اون نزاعونکے تصفیہ کرنے مین جو کہ نسبت
اراضی دریابرد اور دریا برآمد مابین اون فریقین کے ہون جنکی کہ جائداد
اوس رواج کی مطیع ہو متعلق اور حاوی ہوگا۔ اور فیصلہ ایسے مقدمات
کا حسب رواج مذکور قرار پاویگا۔

ضمن ۵- دفعہ ۴ قانون مذکور مین یہہ حکم ہے کہ وہ نزاعین
جو کہ نسبت ایسی اراضی کے ہون جو کہ دریا برآمد سے حاصل ہوئی ہون اور

جسکا کہ قانون مذکور مین کوئی صریح ذکر نہین ہے۔ عدالتین اوس اعلی شہادت
کی جو اونکو بہم پہونچ سکین پابند ہونگی۔ جبکہ کوئی نزاع ایسے
رواج خاص سے متعلق ہو۔ اور اگر نہو تو عدالتین موافق اصول
عدل اور انصاف کے عمل کرین۔

رواج تجارتی

نسبت رواج تجارتی کے پریوی کونسل نے یہ تجویز کیا کہ ثبوت
رسم و رواج تجارتی کے لئے ضرورت ایسے قدامت اور شرائط
کی اور قسم کے رسمون کے لئے ضروری ہین۔ چندان محتاج الیہ نہین
ہے کیونکہ جب تک رواج پورے طور پر قائم نہو چکا ہو۔ بلکہ قائم ہونیکی
حالت مین ہو اور جب تک کہ وہ رواج اسقدر مشہور اور معروف ہو چکا ہے
کہ ہر معاہدہ کو اوسکے مطیع سمجھین۔ تب تک شہادت ہر ایسے
حالت کی لیجائیگی کہ جب اوس رواج پر عمل ہوا ہو (مقابلہ کرو شرط
پنجم دفعہ ۹۲ قانون شہادت) شرح صدر لینڈ صاحب پریوی
کونسل ججمنٹس صفحہ ۳۵۷)

رواج مقامی کے تصفیہ کرنیمین عدالتونکو محض شہادت زبانی پر

انحصار فیصلہ کا نکرناچاہیے بلکہ جس مقام پر تعدد طریقون کا رائج ہونا بیان کیا جاسے تو ہر ایک طریقے کو بطور ایک تنقیح جداگانہ کے تحقیقات کرناچاہیے اور شہادت زبانی جو نسبت وجود ایسے رواجون کے پیش کیجاے اوسکو بدریافت وجوہ رائے شہادت دہندون کے جانچنا چاہیے یعنے نسبت واقعہ مظہرہ کے کن وجوہ سے وہ اپنی رائے قایم کرتے ہین۔ بہترین ثبوت وجود رواج کا وہ معاملات ہین جنمین اوس رواج پر عمل کیا گیا ہو۔ اور وہ دستاویزی شہادت ہے جسکا عملدرآمد ہوا ہے پس ایسی شہادتون سے رواج کا وجود یقین کرنا چاہیے۔

(مقدمہ لچھمن رائے بنام اکبرخان انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۴۰)

مد ۲۸ رواج حق چہارم

چونکہ ملک اودہ مین و نیز بعض اضلاع ممالک مغربی و شمالی مین یہ طریقہ رواج کے درجہ پر قایم ہے کہ رعایاے موضع اگر اپنا مکان بیچتی ہے تو زمیندار زرقیمت مین سے۔ چہارم وصول کرتا ہے۔ ہائیکورٹ الہ آباد مین ایک مقدمہ مین یہ بحث کیگئی کہ اس رواج کو اوس بیع پر بھی اثر رکھنا چاہیے جو بنام زرنیلام صیغہ اجراے ڈگری سے بذریعہ عدالت کے ہوتا ہے

ذی علم ججان ہائی کورٹ نے یہ تجویز فرمایا کہ ایسا رواج ایک ثبوت کافی واسطے اوس بیع کے نہین ہی۔ جو صیغۂ اجرائے ڈگری سے بذریعۂ عدالت کیجاے۔ (مقدمہ کلیان داس بنام بھاگی رتھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۴۷) ایک مقدمہ مین چارلس کری صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر اودھ نے بمقدمہ ولایتی زرچہارم ایک مکان فروخت شدہ رعایا کے یہ تجویز فرمایا۔ میرے نزدیک ایسا دعوی صرف بیان رواج پر ڈگری ہونا چاہیے بلکہ ثبوت موجود ہونے ایسے رواج متذکرہ کا لینا چاہیے اور اوسکی تحقیقات کرنا چاہیے آیا حق مالک اراضی واسطے ایسے حقوق کے صاف طور پر بذریعہ اندراج کاغذات بندوبست یا بذریعہ ادا کرنے ایسے حقوق کے موضع یا قصبہ مین۔ جہان ایسے رواج کا ہونا بیان کیا جاتا ہے عمل پذیر ہے۔ (مقدمہ مرزا حسین بیگ۔ بنام۔ بیگو خان منفصلہ ۔۲۔ فروری ۱۸۶۸ عیسوی۔

ایک مقدمہ مین روبرو ڈبلیو۔ سی۔ کیپر صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودھ کے بدعوی حق چہارم قیمت درختان باغ کے بہ بحث ہوئی۔ آیا یہ حق بطور ایک فیس کے ہی یا بطور ایک جرمانہ تبادلہ

قبضہ کاشتکارانہ موقوعہ باغ یا مکان کے چنانچہ بعد تحقیقات مکرر کے
بموجب رواج مروجہ دیہات کے یہ امر ثابت ہوا کہ چہارم زر قیمت
مکانات یا باغات فروختہ کا مالک صنع کو ملتا ہے اور اسکا وصول
کرنا بتبعیت رواج مقامی کے قابل پذیرائی ہے۔ (مقدمہ۔ اکرام احمد
بنام۔ چھوٹک وغیرہ منفصلہ ۲۴۔ جولائی ۱۸۷۹ء عیسوی۔)

مد ۲۹ اصول رواج

رواج جائز کیواسطے ضروری ہے کہ وہ قدیم ہو اور عرصہ تک عملدرآمد اوسکا اسطور سے جاری رہا ہو کہ اوسپر اعتراض نہوا ہو اور ضرور ہے کہ وہ وجہ معقول کے ساتھ ہو اور یقینی ہو۔ (مقدمہ لالہ۔ بنام۔ ہیرا سنگھ۔ انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۴۹۔)

نتیجہ رواج کا۔ رواج مقامی شرائط معاہدات تحریری پر اثر پذیر نہیں ہوسکتا ہے۔

(مقدمہ اندر چندر۔ بنام۔ لچھمی بی بی بنگال لاریورٹ جلد ہفتم صفحہ ۶۸۲۔
واکجنیٹ انڈین لا کیسز جلد اول صفحہ ۱۴۱۳) (۲) کسٹم)

رواج خلاف قانون میراث۔ رواج مقامی جبکہ قدیم۔ غیر مختلف

ثبوت یقینی اور واضح طور سے ثابت کر دیا جائے تو ایسا رواج معمولی قواعد میراث پر غالب ہوتا ہے۔

(مقدمہ کستورا کلدی۔ بنام۔ منوہر دیو۔ و مقدمہ سرکار گورنمنٹ۔ بنام منوہر دیو ویکلی رپورٹ سنہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۳۹۔ ڈائجسٹ آف انڈین کاسیز جلد اول صفحہ ۱۴۱ کسٹم (۳)

مد ۳۰ رواج خاندانی

اگر کسی مقدمہ میں یہ بحث کیجائے کہ ترکہ کسی جائداد کا پانا مطیع ایک خاص رواج خاندانی کے ہے تو ایسا رواج لازم ہے کہ بیان کیا جائے اور شہادت واضح تر اور یقینی سے ثابت کیا جائے۔

(مقدمہ سرو سدا ومہ۔ بنام بیلا تن وتل مرنا کوشی اومہ۔ ویکلی رپورٹ جلد ۱۵۔ پی سی صفحہ ۴۳۔ وڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد اول صفحہ ۱۴۱–۱۴۳ کسٹم (۴)

مد ۳۱ رواج خلاف قانون

کوئی رواج جو شرائط قانون حد سماعت پر غالب آتا ہو قابل پذیرائی عدالت نہ ہوگا۔ (مقدمہ موہن لال جی چند۔ بنام۔ امرتھ لال۔ ایچر داس انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۷۴۔)

ایسا رواج جو خلاف اصول قانون کے ہو در باب قواعد میراث

ایسے شخص کے جو ہندو سے مسلمان ہوا ہو۔

قیاس عام جو تعلقات خاص سے درمیان قانون اور مذہب مسلمانان کے پیدا ہوتا ہے یہ ہے۔ شرع محمدی پابند کرتی ہے ہنود نومسلم کو لیکن ایک رواج مشہرہ درصورت تبدیل مذہب کے۔ بنا بر پابند کیے جائے ایسے نومسلمون کے مطابق قواعد قدیم میراث منندرجہ شاستر کے۔ ضرور اوس قیاس عام پر غالب آئیگا۔ اور ایسا دستور جو ایک خاص قاعدہ ترکہ پانیکا بابت کسی خاص قسم کے جائداد کے ہو ضرور قوت قانون کے دیگا۔ اگرچہ وہ دستور عام مخالف شاستر اور شرع کے ہو (مقدمہ محمد صدیق۔ بنام۔ حاجی احمد و مقدمہ حاجی عبداللہ۔ بنام۔ حاجی عبد الستار و حاجی احمد انڈین لارپورٹ بمبئی جلد دہم صفحہ اول۔

| مد ۳۲ | رواج مختص المقامی |

رواج مقامی بموجب دفعہ ۲۶۔ ریگیولیشن نمبر ۴ سنہ ۱۸۲۷ع نافذہ بمبئی رواج کسی ضلع کا جسمین کہ مقدمہ دائر ہو واسطے تصفیہ مقدمہ دیوانی کے بمقابلہ قانون پیش کردہ مدعا علیہ کے۔ مقدم سمجھا جائیگا

بذریعہ رواج مقامی کے ضلع بھڑوچ مین ارضی وقفی جو نذہبی اعتراض کیواسطے وقف مذہبی کیگئی ہو رہن ہو سکتی ہے اگرچہ ایسا عملدرآمد خلاف شرع محمدی کے ہے۔

مقدمہ عباس علی زین العابدین - بنام - غلام محمد - انڈین لارپورٹ بمبی جلد اول صفحہ ۳

مد ۳۳ رواج مندرجہ واجب العرض

جو واجب العرض کہ مرتب ہوکر باقاعدہ تصدیق ہوئی ہو - بادی النظر مین ایک شہادت بنسبت وجود حق شفعہ مندرجہ واجب العرض کے ہے لیکن فریق مخالف جو اوسپر حجت کرتا ہو اوسکو موقع شہادت تردیدی پیش کرنیکا حاصل رہیگا۔

(مقدمہ الیسری سنگھ - بنام - گنگا - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۷۶)

جس واجب العرض پر کہ دستخط نہوئی ہون وہ شرکا کو پابند نکریگی اور نہ اصول حق شفعہ کا اوس سے پیدا ہوگا جب تک ماقبل اوسکے رواج نرہا ہو - واسطے ثابت کرنے ایسے رواج کے یہ امر ضروری نہین ہے کہ خواہ مخواہ شہادت تحریری پیش کیجائے۔

(مقدمہ بھیکن سنگھ بنام ٹھاکرداس - آگرہ - ۵ جلد ۳ صفحہ ۷ - ڈائجسٹ آف انڈین

لاکیسز صفحہ ۱۳۴۵ - کتم (۲۷)

(واضح رہے کہ یہ اصول اس نظیر کے اصول نظائر آلہ آباد کے خلاف ہیں)

ایک مقدمۂ حق شفعہ مین یہ تصفیہ ہوا کہ سواے وقایع اتفاقیہ جنمین کہ دعوی حق شفعہ بوجہ ہمسائگی کے تسلیم کیا گیا ہو۔ یا کسی وجہ خاص سے بائعان نے دعوی کو چلنے دیا ہو واسطے اثبات رواج حق شفعہ موجودہ کسی محلہ کے کافی ثبوت نہین ہے بلکہ مکرر موقعون پر تفتیش شفعہ کی بطور ایک حق کے اور اوسکا تسلیمی ہونا اور نافذ ہونا ایک زمانۂ دراز تک اور مختلف مقامون مین دکھلانا چاہیے۔ (شیوچرن کا مذر بنام - گودرینوار - آگرہ جلد سوم صفحہ ۱۳۰ ڈائجسٹ انڈین لاکیسز حصہ اول صفحہ ۱۳۴۶ کستم (۲۸)-)

مد ۳۴ بار ثبوت متعلق رواج

واجب العرض گانونکی ایک دستاویز سرکاری قسم کی ہے جو باعلان تمام مرتب ہوئی ہے اور بادی النظری شہادت اوس رواج کی متصور ہونی چاہیے۔ جو اوسمین درج ہو۔ پس رواج شفعہ کا واجب العرض مین کافی اور مستحکم ثبوت تحریری ہے اسلیے

بار ثبوت اونپر ڈالنا چاہیے جو اوس سے منکر ہون - اور
اسیطرح جب اوسمین معاہدہ شفعہ مابین حصہ داران موجود ہو
تو قیاس یہہ ہوگا کہ معاہدہ مذکور شرکا پر قابل پابندی ہے -
بلحاظ دستاویز کے سرکاری تسلیم ہونیکی - اور جسطور سے کہ وہ
طیار ہوتی ہے تمامی حصہ داران کی رضامندی خواہ اونکے دستخط
اوسپر ثبت ہون یا نہون اوسکی شرائط کی نسبت قیاس ہونی چاہیے
اور جو نتایج کہ اوس سے اخذ ہون نظر انداز نہونے چاہیے - الا
اس صورت مین کہ تردید اوسکی شہادت مخالف قسم سے ہوتی ہو -
ایک نالش نفاذ حق شفعہ کی جو بربناے معاہدے اور رواج کی تھی
جیسا کہ واجب العرض موضع سے ثابت ہوتا تھا - عدالتہاے
ماتحت نے اس بناپر ڈسمس کی کہ جو معاہدہ کہ واجب العرض پر
مبنی ہے مدعا علیہ بایع پر قابل پابندی نہین ہے - کسواسطے
کہ دستاویز مذکور پر دستخط اوسکے ثبت نہین ہین - اور عدالت اپیل
ماتحت نے کوئی وقعت واجب العرض کو بطور ثبوت رواج شفعہ
کے نہ دی - کسواسطے کہ واجب العرض مذکور اوسوقت طیار ہوئی

تھی جبکہ قانون ۔ ۷ سنہ ۱۸۲۲ء نافذ تھا ۔ اور اوسوقت کوئی قانونی قیاس اوسکی صحت کے نسبت نہ تھا ۔ دعوی اس بنیاد پر ڈسمس ہوا کہ مدعی کی شہادت سے موجود ہونا شفعہ کا قانوناً ثابت نہین ہوتا تھا ۔ عدالت ہائی کورٹ سے یہ تجویز ہوئی ۔ کہ عدالت ہای تحتانی نے شہادت پر عملدرآمد کرنیمین غلطی کی اور اگرچہ یہ خاص واجب العرض قبل نفاذ اکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۳۳ء کے طیار ہوئی تھی تاہم جو وقعت اوسکی تحریر کو بطور ثبوت معاہدہ و رواج کے دینی چاہیے ۔ نہایت مستحکم تھی ۔ (ایسری سنگھ بنام گنگا ۔ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۸۷۸) کا حوالہ دیا گیا ۔ (مقدمہ محمد حسین ۔ بنام ۔ منالال ۔ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۴۲۳)

فیصلہ پریوی کونسل ۔

اپیل از ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بحضور جناب ملکہ معظمہ باجلاس کونسل اس بیان کی نسبت کہ رواج کے مطابق صرف وارث واحد اہل ذکور کو ریاست پہونچتی ہے ہائی کورٹ نے باتفاق عدالت مرافعہ اولی کے یہ تجویز کی کہ اوس رواج کا اس خاندان مین جاری ہونا ثابت نہوا ۔ بر طبق اپیل جسمین اس تجویز کی نسبت

اعتراض تہا یہ بحث منجملہ دیگر اعتراضات کے کی گئی ۔ کہ ہائی کورٹ
نے اندراج واجب العرض پر لحاظ قرار واقعی نہیں کیا ۔ جو ایک موضع
زمینداری کے نسبت تہا ۔ یہ موضع متنازعہ خاندان کے جائداد مین
ایک بڑا موضع تہا آخر مالک ریاست مذکور نے جو تمام حصص موضع پر قابض
تہا ایک اندراج بدین مضمون تحریر کرایا کہ اوسکا پسر اکبر اوسکا وارث تنہا ہوگا اور باقی
اشخاص خاندان نان ونفقہ پاوینگے ۔ تجویز ہوئی کہ اگرچہ یہ تحریر موسوم
باندراج واجب العرض ہے ۔ مگر یہ تحریر اس نام سے موسوم ہونیکے لائق
نہین ہے بلکہ یہ تحریر از قسم وصیت تھی جس سے یہ کوشش کیگئی کہ اوسکا انتقال
خلاف اصول وراثت و شرع کر کیا جاوے ۔ لہذا اپیل اسوجہ پر ڈسمس ہوا کہ حسب
تجویز متفقہ ہر دو عدالت ماتحت کے نسبت کسی امر واقعاتی کے جو تو دیوانی سے انہ ذی
ہونی چاہیے ۔ (محمد اسمٰعیل خان بنام ۔ فدایت النساء وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۵۱۶)

مد ۳۵ ملک اودہ کا رواج

ایک اور مقدمہ مین عدالت العالیہ پریوی کونسل نے یہ تجویز صادر فرمائی
کہ واجب العرض جو حسب ضابطہ مرتب و تصدیق ہو وہ واسطے ثبوت
رواج وراثت مندرجہ واجب العرض کے شہادت مین پیش ہوسکتی ہے ۔

(مقدمہ لیکھہ راج کنور - بنام - مہپال سنگھ - لارپورٹ انڈین اپیلس جلد ہفتم صفحہ ۶۳ -
و انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۴۴ -) (یہہ مقدمہ راج بہرلیہ ضلع بارہ بنکی ملک اودھ
کا ہے) - روبرو واکٹیر ڈیو ہایٹ صاحب بہادر سابق جوڈیشل
کمشنر اودہ کے ایک اپیل مین جو بناراضی فیصلہ ڈسٹرکٹ جج نہین آباد
کے دائر ہوا تھا - بہت شرح و بسط سے رواج محرومی دختران
ہنود مروجہ ملک اودہ کو کہ جو خلاف قاعدہ وراثت مندرجہ شاستر
کے تہا - تحریر فرمایا ہی - چنانچہ خلاصہ تجویز کا حسب ذیل ہی عام
اس سے کہ ایک رواج خاص جو شاستر میتاکشرا پر جسمین لڑکیونکا
صاحب ورثا ہونا تسلیم کیا گیا ہی - غالب آتا ہو ثابت ہو یا نہین
حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ ہر پرشاد بنام شیودیال
لارپورٹس انڈین اپیلس جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ - مین اس اصول کی تعریف
کی ہی کہ رواج ایک ضابطہ ہے جسنے خاص خاندانون مین یا خاص ضلع
مین دستورات قدیم کے موافق قوت قانون کی حاصل کری ہو -
اور ضرور ہے کہ وہ رواج قدیم یقینی اور بوجوہ معقول ہو - اور مقدمہ
رام لکشمی امال - بنام - سوانا ناتھہ پرال ستہور ۱۲ بنگال لارپورٹ

دفعہ ۳۹۰ - حکام عالیمقام پریوی کونسل نے تحریر فرمایا ہی کہ خاصیت رواج خاص کی یہ ہے - کہ وہ قدیم اور غیر مختلف ہو - اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ رواج بذریعہ شہادت بین اور غیر مشکوک کے ثابت کیا گیا ہو - مدعا علیہ اپیلانٹ نے صاحب جوڈیشل کمشنر کے سرکلر نمبر ۱۳ - و سیلکٹ کیس نمبر ۴۱ - منفصلہ ۱۱ جنوری ۱۸۶۸ء کا حوالہ دیا - اور وہ تسلیم کرتا ہے کہ مثل مین اور کوئی ثبوت نسبت وجود رواج متدلہ کے نہین ہی مگر مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر چارلس کر صاحب نے سلکٹ کیس نمبر ۱۰ منفصلہ ۱۷ جولائی ۱۸۶۷ء مین عبارت ذیل تحریر کی ہی -

یہ بحث منجانب مدعی پیش کی گئی تھی کہ یہ رواج تمام ملک مین شایع ہی کہ خاندانِ ہنود مین لڑکیوں کو جائداد اراضی مین ترکہ نہین ملتا ہے اور یہ رواج یقیناً فیما بین خاندان سین راجپوتون کے شایع ہی وہ یہ خاندان ہی جسمین مہپال سنگھ تھا - بتائید رواج منظرہ کے جوڈیشل کمشنر کے سرکلر نمبر ۱۶۷ - مورخہ ۲۳ - اکتوبر ۱۸۶۲ء (طبع ثانی نمبر ۱۳) کا حوالہ دیا گیا جسمین ایسے رواج پر جسکے ذریعے سے لڑکیان اور نسوان تمام ترکہ پانے سے محروم قرار دیگئی ہین - متفق الرائے جوابات

مصرح موجود ہین - اس امر خاص مین مین ضرور اپنے فیصلہ مقدمہ بدہم سنگھ
اپیلانٹ - بنام - پرتاب سنگھ وغیرہ ریسپانڈنٹ منفصلہ ۱۳ مئی
۱۸۷۳ء کا حوالہ دونگا جسمین مین نے احتیاط سے کل ذریعون کو
جو مراسلات مین متعلق بہ قانون مقامی اس صوبہ کے تھے - اور جس رائی کا
اظہار سرکار محولہ بالا مین کیا گیا ہی - تسلیم کیا ہے - جو نتیجہ کہ مین نے
اوس مقدمہ مین نکالا تھا یہ تھا کہ اوس مقدمہ مین شہادت کافی بہ تائید
تسلیم کسی ثابت شدہ عام رواج مروجہ فیمابین ہنود اس صوبہ کے
نہ تھی جسکے ذریعہ سے لڑکیان یا النسوان تمامتر ترکہ پانے سے
خارج کیجاتی ہین - یہہ امر صحیح ہی کہ مسٹر کیمپر کی تجویز بالعد تجویز مسٹر
کری کی ہی اور جو کہ مسٹر کیمپر نے بیان کیا ہی کہ رواج محرومی دختران کا
ایسا ہی جسکا موجود ہونا اونکو ۲۵ سال کے جوڈیشل تجربہ اودھ سی
ثابت تھا مگر ایسا رواج جسکے وجود عدم وجود کے بابت دو حکام اعلی
مختلف الرائے ہین - یقینی نہین کیا جاسکتا - نہ مسٹر کیمپر کا مقولہ بطور
ایک شہادت بین صحیح غیر مشکوک کے تخصیص رکھتا ہی - (مقدمہ نمبر ۳۶ ۱۸۸۵ء
اپیل ثانی صیغہ دیوانی - تلوک ناتھ مدعا علیہ اپیلانٹ بنام مسماۃ جنگیتا مدعا علیہا ریسپانڈنٹ

مد ۳۶ مخصوص فروختگی رواج

ایسا رواج جسکے ذریعے سے میراث دار لوگ حصہ داران موضع کو پابند کر سکتے ہوں - رواج جائز ہی (مقدمہ انندیان بنام دیوراجیان بمبئی جلد دوم صفحہ ۱۷۰- ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد اول صفحہ ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ کستم (۱۰۳)-)

ایسا رواج جسکے ذریعے سے کوئی دلال جو اپنی تحریک سے مال فروخت کراتا ہی اوسکے حقوق مین بذریعہ عدالت کے قابل نفاذ نہوگا -

(مقدمہ ارل پاماک نرسے بنام کیشاوجی اینڈ کمپنی بمبئی جلد ہشتم صفحہ ۱۹)

مد ۳۷ فیصلہ سابق

کارروائی تحقیقاتی دو مقدمات ماقبل مین جو ہوئی ہو اوسی قسم کے واقعات مین اگرچہ بنسبت حق کے نزاع ہو لیکن بوجوہ دیگر اگر حق شفعہ کا وجود تسلیم کیا گیا ہو - تو وہ تحقیقاتی کارروائیان بتائید رواج کے شہادت مین تسلیم کیجاوینگی - (مقدمہ مہیچند ناتھہ لسواس بنام - سوتی بیوہ ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰- ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد اول صفحہ ۱۳۴۳ کستم (۱۰۲)-)

واسطے رواج حق شفعہ کے ایک یا دو مقدمہ کا ہونا کافی نہین ہے

دیکھو (مقدمہ بنارسی داس بنام پہوچند آگرہ رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۴۳- نیز دیکھو دفعہ ۱۳- ایکٹ اول ۱۸۷۲ع قانون شہادت)-

نالش شفعہ مین جو رواج پر مبنی ہو شہادت ڈگریات کی جو بتائید اس قسم کے رواج کے اون نالشات مین صادر ہوی ہون کہ جنمین رواج مذکور بیان ہوا ہو اور اوس سے انکار کیا گیا ہو- شہادت مین قابل مقبول واسطے ثابت کرنے وجود رواج کے ڈگری مختتم ہے جو رواج مذکور پر مبنی ہو (مقدمہ گجو لال- بنام- فتح لال- انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۱ سے فرق ظاہر کیا گیا- اور مقدمات قدرت اللہ- بنام سوتی موہن شاہا (رپورٹ صیغہ مال و دیوانی و فوجداری جلد ۵ صفحہ ۲۹۰) و شیو چرن- بنام گوورا (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۶ع صفحہ ۱۳۰) و لچھمن رائے- بنام- اکبر خان (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۴۰) کا حوالہ دیا گیا (مقدمہ گردیال مل بنام جھنڈو مل- انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد دہم صفحہ ۵۸۵)-

---

باب پنجم

شخص غیر ذیحق مرجح

شخص اجنب

مد ۳۸

شخص اجنب جسطور پر مستعمل اوسکا شرع محمدی مین درباب شفعہ کے ہوا ہی کچھ علاقہ کسی رشتہ داری سے جو قرابت داری یا نکاح سے پیدا ہوئی ہو نہین رکھتا۔ لفظ مذکور بمقابلہ شفیع کے آیا ہے اور شفیع وہ شخص ہے جسکو حق شفعہ حاصل ہو اور جملہ اشخاص جنکو وہ حق حاصل نہو از روی شرع محمدی متعلقہ شفعہ کے اشخاص اجنب ہین کیونکہ بموجب شرع محمدی ورثا ایک مسلمان کے تا حیات اور کوئی شرعی حق اوسکی جائداد مین نہین رکھتے اور اسلیئے کسیطور سے وہ شریک یا حصہ دار اوسکی جائداد مین نہین خیال کیے جا سکتے۔ کیونکہ وہ اگر اپنی جائداد کو بیع کرے تو ورثاء مذکور دعوی حق شفعہ کرنے کے مستحق نہون گے۔ مثلاً شوہر اگر زوجہ کے نام جائداد اپنی بعوض مہر کے فروخت کرے تو زوجہ بحالت حیات شوہر کے حصہ دار نہ سمجھی

جائیگی۔ ایک مقدمہ مین ایک جج ماتحت نے یہ رائے ظاہر کی ہے
کہ جبکہ منشاء شفعہ کا یہ ہے کہ شخص اجنب حصہ دار شریک کے تکلیف
یا نقصان کرنے سے باز رکھا جاوے تو شخص اجنب سے مراد وہ شخص ہے
جو بموجب قانون وراثت مستحق پانے قبضہ اوس جائداد کا بہ زمانہ آئندہ
نہو۔ عدالت خیال کرتی ہے کہ ہرگز شرع محمدی کے بانی کا یہ منشا نہوگا
کہ کوئی شخص جو ایک حصہ جائداد مین بذریعہ قانون وراثت کے پاسکتا ہے
حصہ پانے سے دوسرے شخص کے شفعہ کیوجہہ سے باز رکھا جاوے۔
مطابق اصول مذہب شیعہ کے زوجہ بطور ایک شخص لوسی خاندان
کے جیساکہ عورت مدعا علیہا مقدمہ ہذا مین ہے۔ از روے قانون وراثت
حصہ پاسکتی ہے۔ لہذا عدالت کی رائے مین عورت مدعا علیہا
داخل تعریف شخص اجنب نہین ہے۔ جسکا ذکر قواعد شفعہ مین ہے
محمود صاحب جسٹس نے یہہ تحریر کیا۔ کہ جج ماتحت نے حوالہ کسی سند کا
بتائید اس رائے کے نہین دیا۔ اور ہمکو کچھہ پس و پیش یہ تجویز کرنے مین نہین ہے
کہ یہ ایک ایسی ایجاد ہے کہ جواز روے کسی مسئلہ شرع محمدی
کے تمام اس سے کہ وہ مذہب سنی کا ہو یا شیعہ کا جائز نہین۔

یہ سچ ہی کہ مذہب شیعہ مین مثل سنیون کے زوجہ وراثتاً مستحق پانے
ایک حصہ کی جائداد شوہری مین بشمول اوسکی ورثاء دیگر کے ہوتی ہے
لیکن حق وراثت از روئی شرع محمدی کے کچھہ حق قائم بالذات جب تک
کہ مالک جائداد زندہ ہے نہین ملتا جب تک کہ وراثت بذریعہ وفات
مالک کے نہین پہنچتی تب تک اوسکے وارثون کو کوئی شرعی حق
یا حصہ جائداد مین حاصل نہین ہوتا اور وہ کسی معنی سے حصہ دار یا شرکاء
جائداد متصور نہین ہوسکتے۔ حقوق مالک جائداد جو مسلمان ہو کامل
ہوتے ہین اور جہان تک کہ اوسکی ملکیت سے تعلق ہے اوسکے وارثونکو
نسبت اوسکی ملکیت کے اشخاص اجنب محض سے جو باعتبار قرابت
داری یا نکاح کے بالکل بے تعلق ہون۔ کچھہ زیادہ حقوق حاصل
نہین ہوتے۔

پس لازم آتا ہی۔ کہ مسماۃ مذکور کو کچھہ حق شفعہ نسبت اوس جائداد
کے جو اوسکے ہاتھہ بیع ہوئی حاصل نہین۔ اور ضرور ہے کہ وہ ایسا شخص
اجنب متصور ہو کہ جسکی حق مین بیع ہونے سے انحراف نسبت حق شفعہ
مقتضیہ شرع محمدی کی عمل مین آیا۔ (فدا علی۔ بنام۔ مظفر علی۔ انڈین لا رپورٹ الہ آباد

جلد پنجم صفحہ ۶۵-)

ایک مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی کہ کسی شخص اجنب کو خریداری مین شریک کرنے سے حق شفعہ زائل ہوجاتا ہی یعنے حصہ دار موضع کا جسکو حق رہن کر لینے حصہ کا موضع مذکور مین تھا اور جسنے قبل حاصل کرنے رہن کے حصۂ مذکور کو پاس شخص اجنب کے (یعنے ایسے شخص کے جسے استحقاق مقدم رہن کا حاصل نہ تھا-) رہن کیا- حق مذکور زائل ہوگیا-

(مقدمہ رجو- بنام- لالمن انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۸۰)

مد ۳۹ حق مرجح

باب اول مد ۲ بحث شفع مین نوعیت حق مرجح کی ظاہر کیگئی ہے ونیز باب دوم مین مستحقین شفعہ کا تذکرہ بہ ترتیب اونکے استحقاق یکے بادیگرے کے کیا گیا ہی- پس سوا اونکے جو شخص اونکے خلاف ہوکر جائداد کو خرید کرے اوسکے مقابلہ مین اونکا حق غالب حق مرجح ہے ایک موضع کی واجب العرض مین ایک یہ شرط تھی کہ جب کوئی حصہ دار اپنا حق حصہ بیع کرنا چاہی تو حق بیع داری کا اول اوسکے حقیقی بھائی کو ہوگا- دوئیم اوسکے رشتہ دار قریب تر و سوئم اوسکے حصہ دار تھوک کو

وچہارم اوسکے حصہ دار دوسرے تھوک کو - تجویز ہوا کہ اگر مشتری رشتہ دار نزدیکی ہے - اور اوسنے جملہ شرائط کو پورا کیا تو ضرور نہین کہ وہ اوسی تھوک کا ہو جسمین تھوک مین بائع ہو و نیز تجویز ہوا کہ حسب فریقین اہل اسلام مین تو بائع کی زوجہ حسب منشار واجب العرض مذکور رشتہ دار قریب سمجھی جائیگی - گو وہ حصہ دار نہین ہے مگر تاہم وہ غیر شخص نہین سمجھی جائیگی - یعنے ایسی کہ اوس جائداد مین کوئی اوسکا حق نہو - (مقدمہ سید محمد تقی - بنام شیخ سخی اللہ الہ آباد ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۴۱)

باب ششم

حق شفعہ منجانب بعض ورثار آیندہ یا مساوی الحقوق منجانب اشخاص مشترک

مد ۴۰

جبکہ چند اشخاص مشترک حق شفعہ بنسبت ایک عمارت کے رکھتے ہون اور اونکا حق اسطور کا ہو کہ ہر ایک اونمین سے اس ترتیب سے حق مرجح رکھتا ہو کہ ہر متنفس کل کا مستحق ہو - اور جبکہ مستحق اول مستغفی ہو یا کل کی جنکی ڈگری کرائے تو شخص ثانی مستحق کل کا ہو جائے - تو ایسی

حالت مین ایک منجانب کل مستحقین کے دعوی شفعہ قائم کرسکتا ہی
لیکن جس شخص نے استغفا دیا یا ڈگری حاصل کرے تو اوسکی ساتھیون
کا حق ساقط ہوجاتا ہی اور جبکہ صرف دو شفیع ایک جائداد کے نسبت
حق شفعہ کرین اور جج ڈگری مشترکہ اون دونون شخصون کے حق مین صادر
کرے۔ اور ایک اونمین سے اپنے حق سے دست بردار ہوجائے
تو ایسی صورت مین شخص ثانی کل جائداد نہین پاسکتا۔
(لیگل کمپینین جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ - مسئلہ نمبر ۲ و نمبر ۳)

مد ۱۴۱ حق شفعہ منجانب ورثاء آیندہ

برخلاف شاستر ہنود کی شرع محمدی مین زندہ شخص کا اوسکی حیات
مین کوئی وارث نہین ہے۔ نہ ترکہ کا حق زمانہ حیات مورث مین
پیدا ہوتا ہی۔ پس کوئی وارث آیندہ نہ تسلیم کیا جائیگا۔ مدار وجادی
شفعہ کا شرع محمدی پر ہے۔ کیونکہ شاستر مین کوئی اصول حق شفعہ کا
نہین ہی اور جبکہ شرعًا حق وراثت قائم نہین ہوتا تو مثلاً زید کو حق
شفعہ حاصل ہی۔ بکر اوسکا بیٹا بعوض یا ساتھہ۔ یا بمقابلہ زید کے
عمر وسے طلبگار شفعہ کا نہین ہوسکتا۔ کیونکہ شرعًا اگر زید مرجائے

تو بمقابلہ عمرو - زید کا حق شفعہ باطل ہوگیا - اور اوسکے ورثار کو وہ
حق نہ پہونچے گا - لیکن امام شافعی کے نزدیک ورثہ کو حق شفعہ پہونچی گا
لیکن اسطور سے کہ شفیع دعوی کرچکا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا ہو - اور
قبل ادا کرنے ثمن یا بعد ادا کرنے ثمن کے شفیع مرجاوے تو ورثہ کو شفع
ملیگا - (کذا فی الاصل) اور جبکہ شفیع قبل نالش شفعہ وبعد بیع کے مرجاوے
تو ورثار شفعہ نکر سکینگے - لیکن مشتری کے مرجانے سے شفعہ ساقط
نہوگا - بلکہ ورثار مشتری سے شفعہ طلب کیا جائیگا - (نور الہدایہ
شرح وقایہ جلد چہارم باب سقوط شفعہ صفحہ ۴۸ و ۴۸ -)

مد ۴۲ شفیعان مساوی الحقوق

شفیع عقار کا مالک ہوجاتا ہے - مشتری کی رضامندی سے یا
یا قاضی کے حکم سے - اور شفعہ واجب ہوتا ہی بقدر شفیعوں کی تعداد کے
نہ بقدر ملک کے - یعنے اگر دو یا تین آدمی ایک عقار کے شفیع ہون
تو وہ عقار برابر سب میں تقسیم ہوگا نہ بقدر ملک - مثلاً ایک زمین میں
تین آدمی شریک ہیں - ایک نصف کا دوسرا ثلث کا - تیسرا سدس کا
مالک نصف نے اپنا حصہ فروخت کیا اور دونوں شریکوں نے اپنا

اپنا شفعہ طلب کیا تو نصف نصف عقار مبیعہ کا دونون کو دلایا جائے گا اور امام شافعیؒ کے نزدیک اوس عقار مبیعہ سے دو حصہ صاحب ثلث کو اور ایک حصہ صاحب سدس کو ملیگا کذافی دُرِّمختار۔ جبکہ جماعت اشخاص کی مساوی حق شفعہ کا رکہتی ہو۔ یعنے ہر ایک شریک کی جماعت کو حق مشترک پہونچتا ہو بلا لحاظ تخفیص اونکے حدود حصہ داری کے حق شفعہ مجملاً قایم ہوگا۔ (ہدایہ جلد ۳۔ صفحہ ۵۶۶۔)

ایک مقدمے مین یہ تجویز ہوئی۔ کہ تاثیر بٹوارہ کی یہ ہے کہ جو جائداد محال جدید مین واقع ہے اوس واجب العرض سے جو ۱۸۵۶ع مین مرتب ہوئی خارج ہو۔ اور اوس سے شرائط نسبت حق شفعہ کے متعلق ہون۔ اور مدعی بعد علیحدگی کے استعمال اوس حق کا بمقابلہ اور نسبت حصہ داران اور جائداد کے جو اوس سے علیحدہ ہو گئے۔ استعمال کسی حق شفعہ کا بمقدمہ مدعی اور اوسکی جائداد کے جو اوس محال مین رہی جس سے وہ علیحدہ ہو گئی تھی۔ نہین کر سکتے۔ اور نالش

شفعہ صرف اوس جزو جائداد مبیعہ کی جو اصل محال مین واقع ہے
قابل پذیرائی ہو۔ مقدمات درگا پرشاد۔ بنام۔ بھنی و ہولاسی و
شیودت و کاشی ناتھ۔ بنام۔ مکتا پرشاد و موتی ساہ۔ بنام
مسماۃ۔ گوکلی و رام پرشاد بنام بلجیت سنگھ و عمر خان بنام مراد خان
و سالگرام بنام دیبی پرشاد کا حوالہ دیا گیا۔ از **محمود صاحب جسٹس**
یہ قاعدہ شرع محمدی کا ہے۔ کہ جب ایک سے زیادہ اشخاص مالک
اوس جائداد کے جسکے ذریعہ سے حق شفعہ پیدا ہوا ہے۔ نالش شفعہ
کرین۔ تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکو بلحاظ تعداد شفیعان کے
فی کس حق شفعہ حاصل ہے نہ بلحاظ حصص ہر شفیع واقع جائداد
مذکور کے۔ اسیقدر مطابق انصاف و عدل و نیک نیتی کے
ضرور ہے کہ اوسکی پیروی اون نالشات متخاصم شفع مین
کیجائے جو بموجب واجب العرض کے دایر ہون۔ اور جسمین
کوئی امر بہ ثبوت اسکے نہو کہ مختلف شفیعان حق مساوی نہین رکھتے
(مقدمہ جے رام۔ بنام۔ مہابیر۔ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۲۱۹)
درحالیکہ دو ہمسر شفیع ہون اور دونون مین سے ہر ایک کو مساوی

حق کرنے دعوی شفع کا بموجب واجب العرض کے ہونا لشات
واسطے نفاذ اپنے حقوق کے درحالیکہ کوئی امر واجب العرض
مین اوسکے خلاف نہو ۔ دائر کرین ۔ قاعدہ شرع محمدی پر
عمل ہونا چاہیے اور گو کسی طرح پر جائداد از روئے ڈگری عدالت
کے مابین کامیاب دعویداران شفعہ کے تقسیم ہوسکتی ہو ۔
عدالت کو اس امر کی احتیاط کرنی چاہیے کہ دونو دعویداران
شفعہ پورا پورا حصہ خرید کرین یا بصورت قاصر رہنے ایک کے
دوسرا خرید کرے ۔ یا اونمین سے کوئی شخص کوئی حق واقع ایسی
جائداد کا جسکی بابت نالشات کی گئی ہون ۔ حاصل نکرے
دو نالشات متخالف شفعہ مین عدالت نے ایک دعویدار کے
حقمین ڈگری تین آنہ حصہ کی اور دوسرے حقمین ڈگری ۱۲ پائی
حصہ جائداد کی صادر کی اور دونو ڈگریات مین یہ شرط تھی
کہ قیمت اندر تیس روز کے ادا کیجائے ۔ عدالت نے یہ بھی ہدایت
کی کہ اگر دونو شفیع مین سے کوئی ایک تیس روز کے اندر قیمت ادا نکرے
تو دوسرا مستحق ہوگا کہ اوسکا حصہ بہ ادائے قیمت حصہ مذکور بذریعہ

روز کے اندر تاریخ قصور مذکور سے بذریعہ شفعہ حاصل کرے ہر دو
شفیعان نے تیس روز کے اندر روپیہ ادا نہیں کیا اونمین سے ایک
نے پندرہ روز مزید مین قیمت ادس حصہ کی جسکی ڈگری بحق دوسرے کے
ہوی تہی۔ عدالت مین داخل کی اور دعوی شفعہ حصہ مذکور کا کیا
تجویز ہوئی (بربحالی تجویز محمود صاحب جسٹس) کہ دعوی ناقابل
پذیرائی ہے۔ کیونکہ دعوی مذکور کے منظور کرنیکی یہ تاثیر ہوگی۔ کہ
اس قاعدہ قانون کے خلاف عمل ہوگا۔ کہ شفیع کو لازم ہے کہ
کلی جائداد اور نہ صرف جزو اوس جائداد کا جسپر دعوی شفعہ کرنیکا
مستحق ہے۔ خرید کرے (ارجن سنگھ بنام سرفراز سنگھ۔ انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد دہم صفحہ ۱۸۲)۔

ملک اودھ مین بموجب دفعہ ۹ ضمن آخر اکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع یہ
قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر دو یا زیادہ اشخاص برابر مستحق ایسے حق کے ہون
کہ جنمین قانوناً ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دی سکتی ہو۔ تو ایسی صورت
مین بذریعہ قرعہ اندازی کے تجویز کیا جائیگا۔ کہ اونمین سے کون شخص
ایسے حقپر عمل کرسکتا ہے۔

مد ۴۳ شفیع و مشتری مساوی الحق

ملک اودھ

چارلس کری صاحب بہادر سابق جوڈیشل کمشنر اودھ نے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ مین یہ تجویز صادر فرمائی - اس مقدمہ مین یہ واقعات ظاہر ہوئی - کہ مشتری بھی حصہ دار محال تھا - لیکن بائع اور شفیع دونو مشترک مالک و حصہ دار مندرج کاغذات بندوبست ہین - ایسی حالت مین - حصہ دار جو اپنا حصہ ساتھ بائع کے شریک رکھتا ہی بمقابلہ دوسرے حصہ دار کے حق مرجح رکھتا ہی - (مقدمہ مسٹر بچاون - بنام - مہدی حسن - منفصلہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۵ع - جوالا پرشاد اودھ رولنگس صفحہ ۱۹۱)

مد ۴۴ شفعہ منجانب ولی نابالغ

واقعات مقدمہ یہ ہین - کہ ایک حصہ دار موضع نابالغ تھا جسوقت کہ واجب العرض مرتب ہوئی - اور نابالغ کے حق کی تصدیق نہین ہوئی لیکن نابالغ کے کسی ولی کار پرداز مجاز کے حاضر ہوکر واجب العرض کی تصدیق کرانے سے نابالغ استفادہ شرائط

واجب العرض متعلقہ نالش شفعہ سے محروم نہین ہوسکتا ولی
نابالغ اسبات کا مجاز ہے - کہ اظہار حق شفعہ کا کرے اور طلب
بالمواثبت اور اقبال یا انکار بتائید حق مذکور عمل مین لاوے -
اور نابالغ اپنے ولی کے اون افعال کا پابند ہوگا جو اوسنے
نیک نیتی سے واسطے فائدہ نابالغ کے کیے ہون -

(مقدمہ لال بہادر سنگھ بنام - درگا سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۴۳۷)

مد ۴۵ نالشات مخالف ہمدگر

اس قسم کی نالشات کو انگریزی مین (رایول سوٹس) کہتے ہین
کاشی ناتھ و رام لگن دو حصہ داران ایک موضع نے نالشات
جداگانہ دایر کین جنمین ہر ایک نے واسطے نفاذ حق شفعہ بر بناء
واجب العرض نسبت بیع ایک ہی حصہ موضع مذکور موسومہ شخص
غیر کے دعوے کیا - عدالت مرافعہ اوولے نے ایک نالش کے مدعی
کو دوسری نالش مین مدعا علیہ کیا نالشات مذکور کی تجویز یکجائی
عمل مین آئی - اور چونکہ یہ قرار پایا کہ رام لگن کو حسب شرائط
واجب العرض کے کاشی ناتھ سے بہتر حق حاصل ہے - اوسکی

نالش کی ڈگری کی گئی - بشرطیکہ وہ تاریخ ڈگری سے ایک ماہ کے اندر زرثمن ادا کرے اور کاشی ناتھ کی نالش قطعاً ڈسمس ہوئی - یہ تجویز ہوئی کہ ڈگریات اون مقدمات کے جنمین دو مخالف شفیع ایک ہی درجہ کی کل جایداد کی نسبت جو بذریعہ ایک انتقال کے منتقل ہوئی ہو نفاذ شفعہ کی استدعا کرین کہ اونمین سے ہر ایک کو ایسی نالش کرنا خواہ مخواہ ضرور ہی ناقص ہین - اگر اونکی رائے مین کسی جایداد مذکور کی نسبت نالش قابل ڈسمس ہے - اور اونمین ایسی صورت کے لیئے کوئی حکم ہو - کہ اگر ایک ڈگریدار شفیع اپنی ڈگری کو بابت حصّہ ڈگری شدہ کے نافذ نہ کرائے - تو کیا ہوگا جس صورت مین کہ مخالف ڈگریداران مختلف درجہ کا حق شفعہ رکھتے ہون - تو ڈگری اوّل درجہ ایک نالش مین منجملہ نالشات مخالف ضرور در اصل ناقص ہوگی اگر اونمین ایسی صورت کے لیئے کہ شفیع درجہ اعلےٰ اپنے حقکو نافذ نکرائے - حکم ہو - اس امر نسبت کہ ایسے مقدمات مین کس قسم کی ڈگری ہونا چاہیے - محض از روے استقال وسیع - اور کمی و بیشی کرنے اختیار کے عمل

ہو سکتا ہی۔ جو عدالت ہائے عدل کو اسبارہ مین حاصل ہے کہ
اپنی ڈگریات کو ہر مقدمہ کی ضرورت کے موافق ترتیب دین
تاکہ واقعی دادرسی مطلوبہ فریقین کو عطا کر سکین اصول انصاف کو
مقدمۂ ہذا سے متعلق کر کے یہ تجویز کی گئی۔ کہ عدالت مرافعہ والے
نے یہ کارروائی بطور مناسب کی کہ ہر ایک مخالف شفیع کے
نام کو بطور مدعا علیہ کے دوسرے مقدمۂ شفعہ مین داخل کیا اور شفیع
درجۂ اعلے کے دعوے کو ڈگری کیا۔ مگر ڈگری کاشی ناتھ کی
نالش مین ناقص اور خلاف انصاف ہی۔ کیونکہ اوسکے رو سے
نالش کلیتاً ڈسمس ہوئی۔ اور اوسکا دعوی شفعہ کلیتاً بلالحاظ
اس امر ممکن الوقوع کے نامنظور کیا گیا۔ کہ اگر رام لگن شفعہ ڈگری
شدہ کو اندر میعاد کے زرثمن داخل کر کے نافذ نکراوے تو کیا ہوگا
چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کاشی ناتھ کو استحقاق شفعہ بمقابلہ مشتری
کے حاصل تھا۔ لہذا اوسکی نالش بمقابلہ مشتری کے بموجب الفاظ
دفعہ ۲۱۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے ڈگری ہونی چاہیے تھی
لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ڈگری کو جبتک کہ نفاذ استحقاق شفعہ

سے تعلق ہے۔ اثر پذیر ہوگی۔ اگر شام لگن اپنے اعلے استحقاق شفعہ کو جسکی ڈگری اوسکے حق میں کی گئی تھی نافذ کرائے (مقدمہ کاشی ناتھ بنام لکتا پرشاد وغیرہ۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۲۷۰)

شفیعان مخالف کی جانب سے نالش پہلے دائر ہو جانے سے شفیع کسیطرح خرچہ حسابات کا مستحق نہین ہوتا۔ کہ وہ قاعدہ کلیہ شفعہ سے بذریعہ دائر کرنے نالش صرف بابت ایک جزو جائداد مبیعہ کے تجاویز کرے مقدمہ کاشی ناتھ بنام لکتا پرشاد کا حوالہ دیا گیا (مقدمہ سولاکہی بنام شیو پرشاد۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۴۵۵)

جب وہ نالشات واسطے نفاذ حق شفعہ نسبت خاص ایک بیع کے دائر ہون۔ تو نالش متدائرہ اول کا مدعی بطور مدعا علیہ کے دوسرے مقدمہ مین فریق بنایا جائیگا۔ کیونکہ نسبت اوسکی نالش دوم ایک دعوی منجانب ایک شفیع کے بنام دوسرے کے واسطے تجویز کرنے اس امر کے ہے کہ آیا مدعی کو یا مدعا علیہ کو حق مرجح جائداد کی نسبت شفعہ کرنیکا حاصل ہے۔ (مقدمہ درگا۔ بنام حیدر علی۔ انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۶۷)

دو نالشات مخالف مین جو بابت حق شفعہ کے تہین - ہر ایک
شفیع دوسری نالش مین مدعاعلیہ بنایا گیا تہا - نالشات کی تجویز
یکجائی بربنائے شہادت واحد عمل مین آئی اور دونوںکا فیصلہ
ازروے ایک تجویز کے مگر بذریعہ علیحدہ ڈگریات کے ہوا - ایک
نالش مین شفیع نے ڈگری بعبارت دفعہ ۲۱۴ - ضابطہ دیوانی
کی تہی - دوسرے مقدمہ مین شفیع نے ڈگری تابع اس شرط کے پائی
کہ بصورت نہ جاری کرائے جانے ڈگری کے منجانب شفیع اول
دوسرا شفیع مستحق اوس کے جاری کرانیکا ہوگا - ڈگری نالش
اول کا اپیل نہین کیا گیا - اور وہ قطعی ہو گئی - شفیع دویم نے اپنی ہی
نالش مین اوسکا اپیل کیا - اس بنا پر کہ جس روپیہ کے ادا کرنے کا
حکم دیا گیا تہا وہ بہت زیادہ تہا اور شفیع اول کا حق زایل ہو گیا -
اور ڈگری نالش دویم مین تابع شرط مذکورۂ بالا کے صادر نہونی
چاہیے تہی - تجویز - ہوی کہ اگر اپیلانٹ یہ چاہتا تہا - کہ فیصلہ
مشعر حق مرجح شفیع اول کالعدم ہو جائے تو اوسکو لازم تہا -
کہ بنا راضی اوس ڈگری کے جو اول شفیع کے حقمین صادر ہوی تہی

اپیل کرتا - لیکن جبکہ وہ ڈگری قطعی ہوگئی - تو بحث جو مابین ذو شفیعوں کے تھی وہ پھر بذریعہ اپیل ثانی ڈگری شفیع دوم قایم نہین ہوسکتی -

(مقدمہ چھجو - بنام - شیو سہاے انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

باب ہفتم

سقوط و محرومی حق شفعہ

دفعہ ۴۶ دست کشی

جبکہ شفیع ایک مرتبہ حق شفعہ قایم کرنیسے دست کش ہوجاے تو دوبارہ حق شفعہ قایم نہین ہوسکتا مثلاً ایک شخص نے اپنا مکان بیچا اور شفیع نے حق شفعہ سے دست کشی کی - بعدازان خریدار نے بعد ملاحظۂ مکان کے حسب شرائط اختیاری کے خریداری سے انکار کیا یا بذریعۂ ڈگری عدالت باظہار نقایص مکان خریداری سے منکر ہوا - تو شفیع حق شفعہ قایم نہین کرسکتا ہی - عام اس سے کہ اوس شخص نے قبضہ حاصل کیا ہو - یا نہین (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۸) اگر شفیع نے طلب سواثبت یا اشہاد نکی یا بعد بیع کے شفعہ اپنا چھوڑ دیا - (اگرچہ شفعہ چھوڑ دینے والا

باپ وصی یا وکیل شفیع کا ہو) یا شفیع نے اپنے حق شفعہ کے بدلے مین
صلح کر لی کسی عیوض پر - تو ان سب صورتون مین شفعہ باطل ہو جائیگا
اور صورت آخر مین شفیع کو وہ عیوض بھی پھیر دینا ہوگا - اگر شفیع کو خبر
پہونچے کہ زید مکان خرید کرتا ہے - اور اوسنے شفعہ چھوڑ دیا - پھر یہ کھلا
کہ عمرو نے خریدا - یا شفیع کو پہلے معلوم ہوا کہ مکان ہزار روپیہ پر فروخت
ہوا - اور اوسنے شفعہ سے دست کشی کی - پھر یہ معلوم ہوا کہ ہزار سے
کم کو فروخت ہوا یا ایسے وزنی اعداد متقارب کے بدلے مین بکا کہ قیمت
اوسکی ہزار روپیہ یا زیادہ ہے - تو پھر شفیع کو دعوی شفعہ کا پونہچے
گا - اگر یہ کھلا کہ اسباب کے بدلے مین مکان بکا جسکی قیمت ہزار روپیہ
یا زیادہ ہے تو شفعہ نہ پونہچے گا - اسواسطے کہ وزنی اشیا کا دینا کبھی شفیع کو
آسان ہوتا ہی بہ نسبت زر نقد کے اور اسباب مین اگر اوسکی قیمت ہزار
روپیہ ہے تو شفیع کو ہزار روپیہ دینا ہوگا اور ہزار روپیہ پر وہ شفعہ کو چھوڑ
چکا ہے - اور اگر زیادہ ہے تو بطریق اولے شفعہ نہو گا - (کذافی الاصل)
بعد بیع ایک ثلث واقع ایک موضع کے مشتری نے واسطے تقسیم ایک
حصہ کے درخواست کی - ایک شریکدار نے جو حقدار شفعہ کا تھا - نالش کی

بیع کے تھا۔ اس درخواست کی نسبت کوئی عذر نہیں کیا اور تقسیم عمل مین آئی۔ بعد ازان شریک مذکور نے دعوی شفعہ کا پیش کیا۔ وو نو عدالتہائے ماتحت نے یہہ تجویز صادر کی۔ کہ مدعی بوجہ اپنے طریق عمل کے نالش نفاذ حق شفعہ کرنیسے ممنوع ہے۔ اور نظیر موتی ساہ۔ بنام۔ گوکلی رپورٹ صدر ممالک مغربی وشمالی بابت ۱۸۶۶ء صفحہ ۵۰۶۔ کا حوالہ دیا۔ عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز صادر فرمائی کہ ایسا کوئی امر شفیع کے طریق عمل مین نہین ہے۔ کہ جو امر مانع تقریر مخالف (اِسٹاپل) یا دست برداری حق شفعہ نامبردہ کی حد تک پونہچے۔ مقدمہ موتی ساہ بنام۔ گوکلی۔ سے اختلاف کیا گیا۔ اور مقدمہ بھیرون سنگھ بنام لالمن مندرجہ ویکلی نوٹس بابت ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۱۶ کا محمود صاحب جسٹس نے حوالہ دیا (مقدمہ بھمن سنگھ بنام جمال الدین انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۴۲) استحقاق شفعہ جو بر طبق بیع کے پیدا ہوا ایک استحقاق جدید ہے اور یہہ وہ استحقاق نہین ہے جو کسی رہن ماقبل کیوقت پیدا ہوا ہو کسواسطے کہ واجب العرض کا صاف منشا اوس استحقاق شفعہ سے ہے جو مختلف اوقات میں مع بیع سے پیدا ہو۔ اور تسلیم بالسکوت

مدعی شفیع کی اوسوقت وقوع مین آئی - جبکہ وہ استحقاق نامبردہ کو پیدا نہتا - اسوجہہ سے تسلیم بالسکوت یا حد سماعت عارض نہین ہے

(مقدمہ روپ نرائن - بنام - اودہ پرشاد - انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۸)

تسلیم بالسکوت

مد ۴۷

ایک مقدمہ مین ہائی کورٹ الہ آباد نے یہ تجویز کی - چونکہ مدعی نے ایک نالش ماقبل مین جواوسکے نام واسطے انفکاک رہن کے دائر ہوئی تھی - اور بوجہ عدم اختیار سماعت کے ڈسمس ہوئی تھی عذر حق شفعہ کا اپنے جواب مین پیش نہین کیا - اور نہ کوئی خواہش خریداری کی ظاہر کی - لہذا انصافاً اوسکو امتناع اظہار حق شفعہ کی اسوجہہ سے ہے کہ اوسنے بیع کو بذریعہ سکوت کے تسلیم کیا -

(مقدمہ شیام سندر - بنام - امانت بیگم انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد نہم ۹ صفحہ ۲۳۴)

ملک اودہ

ایک مقدمہ مین مسٹر کیپر صاحب سابق جوڈیشل کمشنر اودہ نے یہ تجویز صادر فرمائی - اس مقدمہ مین فریقین مسلمان ہین پس بموجب دفعہ ۳ - (ب) ۲ - ایکٹ ۱۸۶۶ء قانون شفعہ جسکے فریقین

پابند ہین - وہ شرع محمدی ہے باستثنا اوس قدر کے - کہ جسقدر وہ قانون شریعت - یا اس اکٹ یا کسی دوسرے اکٹ یا رواج کے روسے ترمیم ہوگیا ہو باب دوم اکٹ مذکور مین کوئی ایسا حکم نہین ہی جسکے روسے شرائط شرع محمدی کے درباب ضرورت طلب بالمواثبت کے دعوی شفعہ مین معدوم ہوگئے ہون - مین اس مسئلہ مین عدالت ماتحت سے اتفاق کرتا ہون - کہ مقدمہ مین یہہ امر ثابت ہوگیا کہ جسوقت مسودہ دستاویز کا لکھا جاتا تھا - اوسوقت مدعی رسپانڈنٹ وہان پر موجود تھا اور اوسنے دعوی شفعہ کا کیا - لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ اگر مدعی کو حق شفعہ حاصل تھا تو اوسنے اوسوقت کے سکوت سے اپنے حق کو تلف کردیا - (مقدمہ محمد تقی علی خان - بنام - محمد علی منفصلہ ۱۱ - دسمبر ۱۸۹۶ع - جوالا پرشاد ادوہ ولنگس صفحہ ۱۹۸ -)

مسٹر اسپارکس صاحب جوڈیشل کمشنر نے ایک مقدمہ مین یہ تجویز صادر کی کہ شہادت سے یہ امر ظاہر ہے کہ بیع علانیہ کی گئی تھی اور جملہ حصہ داران موقع پر جمع تھے - باوجودیکہ ضروری اصول قانون کے بائع کی جانب سے نظرانداز کئے گئے - میری راے یہ ہے -

کہ مدعی اپنا حق نافذ نہین کرسکتا - کیونکہ اوسکو وقوع بیع کی اطلاع تہی - بلکہ اوسکی رضامندی شریک تہی - لہذا مدعی کے دعوی مین دفعہ ۱۱۵ - قانون شہادت عارض ہے - (مقدمہ گوکل وغیرہ - بنام سماۃ چیرو بنجاو غیرہ فیصلہ ۲۲ - نومبر ۱۸۸۳ء - سلکٹ کیس نمبر ۸۳)

مد ۴۸ قانوناً ممنوع

اگر شفیع بطور کارندہ بایع کے کام کرے اور مکان کو بحق مشتری منجانب بایع فروخت کرے - تو وہ قانوناً دعوی شفعہ سے محروم ہوجاتا ہے اور جبکہ بطور کارندہ مشتری کے کام کرے اور کچھہ جائداد واسطے مشتری کے خرید کرے اوسکا حق شفعہ قایم رہتا ہے - کیونکہ یہہ ایک اصول ہے - کہ اگر کوئی شخص بطور کارندہ دوسرے کے اراضی مقبوضہ دوسرے کے فروخت کرے تو دونو صورتون مین حق شفعہ معدوم ہوجاتا ہے - لیکن برخلاف اسکے خریداری مین باقی رہتا ہے - اور دونو مسئلون مین نہایت خفیف اور نازک اختلاف ہے (ہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۰۲)

دعوی نفاذ حق شفعہ بمقابلہ خریدار جائداد منضبطہ گورنمنٹ جسنے ایسی جائداد کو خریدا ہو جسکو حکام مال نے بمواخذہ بقایا مالگذاری کے

فروخت کیا ہو۔ قایم نہین ہو سکتا۔ (مقدمہ محمد ولایت اللہ خان۔ بنام۔ احمد حسین خان آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷۰۔ ڈایجسٹ آف انڈین کیسیز جلد ۴۔ صفحہ ۴۵۳۵۔ شفعہ نمبر ۵)

مد ۴۹ شرکت اجنب

اگر وہ شخص جسکو حق شفعہ حاصل ہو ایسے معاملہ مین شریک ہو جو ہاتھہ شخص اجنب کے کیا جائے۔ یا جو خود مشتری جائداد کا ہو کر کسی شخص اجنب کو خریداری مین شریک کرے تو وہ بعدہ نسبت بیع کے عذر نہین کر سکتا جسکے ذریعے سے بہ تسلیم بالسکوت اوسنے حق شفعہ سے انحراف کیا۔ اور نہ وہ دعویدار دوسرے دعویداران شفعہ پر اعتراض کر سکتا ہے۔ جو از روے نالش شفعہ کے عوض اصلی حق مذکور کا نفاذ کراتے ہین۔ قاعدہ یہ ہے کہ وہ شخص اوس حق کا دعوی نہین کر سکتا کہ جس سے خود اوسنے انحراف کیا ہو۔ اور نہ اوسکو اجازت اسبات کی دیجا سکتی ہے کہ اوس نقصان کی شکایت کرے جسکو اوسنے بالسکوت تسلیم کیا۔ کہ درمیان مقدمہ حال اور اون مقدمات کے کہ جنمین شفیع نے شخص اجنب کو خریداری مین

شریک کرلیا ہو فرق ہے۔ مگر بوجوہ متذکرہ صدر ہماری یہ رائے
ہے کہ کوئی ایسا فرق اصولاً نہین ہے اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ
جسطرح جبکہ شریک مستحق شفیع فائدۂ حق مذکور سے بوجہ شریک
کرنے اجنب کے خریداری جائداد مین محروم ہوجاتا ہے ایسطرح سے
شفیع حق نفاذ شفعہ سے بوجہ شریک کرنے ایسے اشخاص کے
دعویدار ہین جو مثل مشتری کے اجنب ہین محروم ہوجاتا ہے۔
(بھوانی پرشاد۔ بنام۔ ڈمرہ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۹)

ملک اودہ

مسٹر تیگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودہ نے بحوالہ نظیر
محولہ بالا یہ تصفیہ فرمایا ہے کہ اگر شفیع شخص اجنب کو اپنے ساتھ
دعوی شفعہ مین شریک کرے تو لابد ہے کہ اوسنے اپنے حق شفعہ
کو خود تلف کیا۔ (مقدمہ بھودر سنگھ بنام بہاسنگھ سلکٹ کیس نمبر ۱۲۲)

مد ۵۰ ناقابلیت قانونی یا غیر حاضری شفیع

ایک مقدمہ مین۔ یہ بحث ہوئی کہ مدعی ۱۲ سال سے نیپال مین
رہتا تھا۔ اور اوسنے اوس جائداد کو جسکی ملکیت کی بنا پر اوسکا دعوی

حق شفعہ مبنی تھا اپنے پسر گنگا پرشاد کے ہاتھہ مین چھوڑی تھی — عدالتین ماتحت (جج ماتحت و صاحب جج ضلع بنارس) نے نسبت شخص اخیر الذکر کے یہہ تجویز کی کہ اوسنے بذریعہ تسلیم بیع کے جس سے نالش حال متعلق تھی دعوی شفعہ کا کیا — مدعی نے اس فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کیا — برطبق واپسی مقدمہ بحکم ہائی کورٹ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی — کہ گنگا پرشاد کی حیثیت نسبت اوسکے پدر کی حصہ کے ایسی تھی کہ جس سے اوسکا منجانب پدر کے بیع یا خرید کرنا قانوناً ناجائز تھا — کوئی عذر نسبت اس تجویز کے مدعی اپیلانٹ نے حسب دفعہ ۵۶۷ ضابطہ دیوانی کے نہین کیا از محمود صاحب جسٹس — یہ عام قاعدہ شفیع کا ہی کہ کوئی فعل یا ترک فعل کارندہ مجاز یا مہتمم شفیع کا شفعہ پر وہی اثر رکھتا ہی کہ گویا وہ فعل یا ترک فعل خود شفیع نے کیا — بس انکار گنگا پرشاد نسبت خریداری جائداد متنازعہ نالش حال کے مانع اوسکا ہی کہ مدعی کی نالش حال سرسبز ہو — اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہی (مقدمہ ہری پرشاد — بنام — شیو پرشاد انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۴۱)

مد ۵۱ شفیع بیدخل

مدعی نے یہ نالش واسطے نفاذ حق شفعہ نسبت ایک حصہ موضع کی جسمین
اوسنے ایک اپنا بقال کے ساتھہ شریک ہونا بیان کیا دایر کی - مدعا علیہم
نالش مذکور جسمین بقال و مشتریان و دیگر اشخاص دعویداران مخالف حق شفعہ
حصہ مبیعہ تھے - صرف شفیعان مخالف نے نالش کے جوابدہی اسن بنا پر
منجملہ دیگر امور کی کہ خود مدعیہ اپنے حصہ موضع پر جسکی بنا پر اوسنے اپنے
حق شفعہ کا پیدا ہونا بیان کیا قابض نہین ہی - عدالت مرافعہ اولے نے اوسکی
نالش کو ڈسمس کیا - بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے اوسکی دعوی کو در اصل
بمقابلہ مدعا علیہم شفیعان مخالف کے ڈسمس کیا مگر مدعا علیہ کا یہ حق قرار دیا
کہ اگر دیگر شفیعان اوس ڈگری سے مستفید ہون جو اونہون نے اپنی
نالش مین حاصل کی تہی تو مسماۃ اوس حصہ کو پا سکتی ہی - ۱۲ جنوری سنہ ۸۸ع
کو مدعیہ کا اپیل دوم منظور ہوا - اور ۲۰ جنوری کو مدعیہ کا حصہ موضع
جسکی بنا پر اوسنے دعوی شفعہ نسبت حصہ مبیعہ کے کیا تہا بعد اجرای
ڈگری مصدرہ ایک اور نالش کے نیلام ہوا رسپانڈنٹ نے یہ حجت
کی کہ چونکہ بعد دائر ہونے اپیل کے مدعیہ کا حصہ جسکے ذریعے سے اوسنے
اپنا حق بیان کیا تہا نیلام ہو گیا - لہذا اب کوئی ڈگری اوسکے حق مین صادر

نہین ہوسکتی - تجویز ہوی - کہ اس عدالت کو بحیثیت عدالت اپیل صرف
یہ دیکھنا چاہیے کہ عدالت مرافعہ اولی نے دعوی کو بمجاد سمس کیا تو مدعیہ
کے حقمین کوئی نقصان اسوجہ سے نہین ہوسکتا کہ اوسکا حصہ بعدہ
اجرا ڈگری مصدرہ ایک دوسری نالش مین نیلام ہوگیا - اگر مدعیہ
ڈگری اپنے حق مین عدالت اوسے سے حاصل کرلیتی تو ایسے نیلام سے
اوسکے حقمین کچھ خلل نہتا - کہ ڈگری کی تائید بر طبق اپیل یا تجویز ثانی
کرتی - اور نیلام کا ہوجانا کوئی وجہ اپیل بالغ کی نہوئی - مزید بران
یہ امر کہ مدعیہ اپنے حصہ سے بوقت ارجاع نالش بیدخل تھی - اہم نہین
ہے عدالت کو یہ تحقیق کرنا چاہیے تھا - کہ آیا مدعیہ بتاریخ نالش قانوناً
مستحق اوس حصہ کے تھی یا نہین جسکے ذریعے سے حق شفعہ کا پیدا ہونا بیان
کیا گیا ہے تجویز از محمود صاحب جسٹس نقرہ مندرجہ کتاب
ہدایہ ترجمہ ہملٹن صاحب مطبوعہ گریڈی صاحب صفحہ ۵۶۲ کے یہ معنے
ہین کہ جائداد مشفوعہ مین شفیع کو حق ملکیت حاصل ہو - اور نہ محض امید وراثت
یا حق دعوی یا کسی اور قسم کا حق مشروطہ جو ملکیت کامل سے کم نہو -

(مقدمہ سکینہ بی بی بنام - امیرن وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۲)

مد ٥٢ خریداری مابعد

یکم ستمبر ١٨٨١ء کو لچھمی نرائن و رام رچ لال نے مسماۃ بھگونتا کے ساتھ ایک اقرارنامہ جسکی رجسٹری باضابطہ ہوگئی تھی بدین مضمون لکھا - کہ ہمکو بعوض دائر کرنے نالش واسطے دلاپانے ۲/۱ حقیت موضع کی جسکا دعوے مسماۃ بھگونتا کو از روئی حق وراثت بمقابلہ گجادھر کے تھا الصف حصہ ملنا چاہیے - لچھمی نرائن و رام رچ لال نے واسطے پیروی کرنے و نالشات حقیت مذکور کے روپیہ لگایا جسکی نسبت ٥ - اپریل ١٨٨٢ء کو ابتدائے مصالحہ ہوگیا تھا اور مسماۃ بھگونتا نے ١/ ٣ پائی منجملہ ١٢/ کے جسکے لیے اوسنے دعوے کیا تھا پایا - مصالحہ مذکور مین مسماۃ بھگونتا نے حسب ذیل بیان کیا - مین اپنے دو شرکا لچھمی نرائن و رام رچ لال کو بعوض پیروی دو مقدمات کے ١/ دیتی ہون - مین مدعیہ بقیہ ٣ پائی پر قابض رہونگی - اوسی درمیان مین ٣ ستمبر ١٨٨٢ء کو گجادھر نے اپنی حقیت ١٢/ مین سے ٣/ متوگدت کے ہاتھ بیچ کردیا - ٣ - اپریل ١٨٨٣ء کو متوگدت نے بدعوی حق شفعہ حقیت ١/ جسے لچھمی نرائن و رام رچ لال نے مسماۃ بھگونتا سے حاصل کیا اس بنا سے نامبردگان پر نالش دائر کی - کہ انتقال حقیت کا -

۵- اپریل ۱۸۸۱ء کو ہوا- دعویٰ ہذا موضع کے واجب العرض پیشی تہا جس سے حق شفعہ شرکاء کو نسبت ہر حصہ دار کے جو اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے ملتا تہا- تجویز ہوئی کہ ۵- اپریل ۱۸۸۲ء کو مصالحہ صرف ایک تصفیہ بابت تعداد حصہ بھگونتا و لچھمی نرائن و رام سچ لال کے تہا- اصل انتقال لچھمی نرائن و رام سچ لال کا ستمبر ۱۸۸۱ء سے نافذ کرایا گیا تہا اور چونکہ یہ انتقال منوگدت کے موضع مذکور مین کسی استحقاق حاصل کرنے سے قبل ہوا تہا- اسلئے نامبردہ بوقت انتقال حصہ دار شریک نہ تھا لہذا اوسکو خلاف لچھمی نرائن و رام سچ لال کے بطور حق شفعہ کوئی دعویٰ نہ تہا

(مقدمہ لچھمی نرائن بنام منوگدت انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹۱-)

جس صورت مین بموجب واجب العرض کے حق شفعہ ہو اور جسکا حصہ دار پر بروقت فروخت جائداد کے دعویٰ کر سکے اور جسکا نفاذ کرا سکے تو شخص مشتری حق حصہ دار جسکا مابعد بیع کے وقوع ہو دعویٰ نفاذ شفعہ کا نہین کر اسکتا جسطرح کہ اوسکا بائع دعویٰ کر سکتا تہا- اور نفاذ شفعہ کا کرا سکتا تہا- (مقدمہ شیو نرائن مدعی بنام ہیرا انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷- صفحہ- ۵۳۵-

مد ۵۳

حق شفعہ استرداد بیع مین

بیع مابعد منجانب مشتری بنام بایع

اوس حق شفعہ پر جو پیدا ہوچکا ہے۔ کچھہ اثر نہین رکھتی ہے۔

(دیکھو ڈایجسٹ بنگال لارپورٹ کالم ۵۲۴۸ - مقدمہ عبد و محمد بنام راگو ہاجرن بولیا - جلد ۷ - A-C - صفحہ ۲۱۹)

ایک ڈگریدار نے اپنے مدیون کا حق نیلام مین بمعاوضہ اپنے مطالبہ ڈگری کے خرید کیا - لیکن زر ڈگری مدیون سے لیکر پہر اوس جائداد کو بدست مدیون مذکور قبل منظوری نیلام کے فروخت کر ڈالا - ہائی کورٹ نے - تجویز کیا گو یہ معاملہ ایسے انتقال کے حد کو نہین پہونچتا ہی جو کسی حصہ دار مدیون کیواسطے حق شفعہ کا بموجب واجب العرض کے پیدا کرے - (مقدمہ محمد رضا خان بنام جواہر سنگھ اگرہ جلد دویم صفحہ اول - ڈایجسٹ آف انڈین لا کیسز جلد ۴ صفحہ ۷۰۳۵ شفعہ نمبر ۱۵)

ایک مقدمہ شفعہ مین اپیل بنا راضی ڈگری عدالت ابتدائی مبنی بشرائط واجب العرض دائر ہوا - لیکن متخاصمین مقدمہ نے باخود راضی نامہ کرلیا جسکے ذریعے سے شفیع اپنے حق شفعہ سے

نسبت ایک جزو جائداد کے دست بردار ہوگیا اور اوس جزو کو بحق مدعاعلیہ چھوڑ دیا مشتری نے دعوی شفعہ کو نسبت باقیماندہ جائداد کے تسلیم کرلیا - اسی مصالحت پر ڈگری صادر ہوئی - بعد ازان ایک حصہ دار موضع نے جہان جائداد مسبوق الذکر واقع تھی - اپنا دعوی نفاذ حق شفعہ کا اس حجت سے دائر کیا کہ مصالحت اور ڈگری جو بربنائے اوسکے صادر ہوئی بحق مدعی بمفہوم واجب العرض انتقال کے حد کو پہونچ گئی - ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ ایسا دعوی شفعہ قابل سماعت نہین ہے - (مقدمہ ہنومان رائے - بنام - اُدونرائن رائے انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۹۱۰)

باب ہشتم

حق شفعہ کب اثر پذیر ہوتا ہے

مد ۵۴ بیعنامہ مین

ایک معاملہ بیع بالوفا ازروے دستاویز مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۷۲ء کے ہوا - مگر انتقال قبضہ کا نہین ہوا - اور میعاد گذرنے پر بیع بالوفا دار کارروائی بیعیات عمل مین لایا - اور سال مہلت تباریخ

۲۴ جولائی ۱۸۷۸ء مقتضی ہوا - بعدہ اوسنے نالش بہری بیع کامل کرا پائے اور قبضہ کے کی اور ۱۹ - دسمبر ۱۸۷۸ء کو ڈگری حاصل کی - شفیع نے نالش شفعہ بتاریخ ۱۵ - جنوری ۱۸۷۹ء دائر کی - دونون عدالت ماتحت نے نالش کو بہ بناے عدم سماعت ڈسمس کیا - اپیل خاص مین منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اعتراض ہوا کہ حق شفعہ مدعی کو بیع بالوفا کے تکمیل ہونے پر حاصل نہین ہوا بلکہ جو کچہہ اوسکو حق حاصل ہوا وہ اوسوقت پیدا ہوا تہا - کہ جب معاہدۂ بیع بالوفا عمل مین آیا تہا - عدالت ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی - کہ حق شفعہ بصورت بیع بالوفا کے جسکے بموجب قبضہ منتقل نہوا ہو - اوسوقت پیدا نہین ہوتا جبکہ بیع عمل مین آئی بلکہ جبکہ بیع بالوفا کامل ہو جاوے - (مقدمہ جیکرن راے - وغیرہ بنام - گنگا دہاری وغیرہ - انڈین لار پورٹ الہ آباد جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵ -)

ایک دوسرے مقدمہ مین یہ تجویز صادر ہوی کہ وجہہ مخاصمت ایسے شخص کو کہ جو دعویدار حق شفعہ کا نسبت رہن بطریق بیع بالوفا یا کے ہو رہن مذکور کے بیعنامہ ہونے پر پیدا ہوتی ہی - یعنے سال

مہلت کے بغیر ادا ہونے زر رہن منجانب راہن کے ختم ہونے پر کیونکہ میعاد مذکور کے ختم ہونے پر مرتہن کو حق مالکانہ جائداد مرہونہ کے نسبت حاصل ہوتا ہے۔ پس میعاد مذکور کی منقضی ہونے پر شخص مذکور نالش نفاذ حق شفعہ کی کر سکتا ہے۔ اور ضرور نہین کہ اوسوقت تک انتظار کرے کہ مرتہن مالکانہ جائداد مرہونہ کا حاصل کرے۔ (مقدمہ ہزاری بنام شنکر دیال انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)

ایک بیع بالوفا دار نے جو قابض تہا حسب آئین ہفدہم سنہ ۱۸۰۶ع درخواست بیع بالوفا کے بیع لاکلامی قرار پانے کی دی سال مہلت جولائی سنہ ۱۸۷۰ع مین ختم ہوا۔ نومبر سنہ ۱۸۷۰ع مین بیع بالوفا دار نے نالش واسطے قبضہ جائداد اس بنا پر کی کہ بیع بالوفا بیع لاکلامی ہو گئی ہے۔ نامبردہ نے ڈگری حاصل کی۔ جسکے اجرا مین ۳۰- اپریل سنہ ۱۸۷۹ع کو قبضہ حسب ضابطہ جائداد کا مطابق قانون کے نامبردہ نے حاصل کیا۔ ۲۳- مارچ سنہ ۱۸۸۰ع کو نالش بمقابلہ نامبردہ واسطے نفاذ حق شفعہ بابت جائداد مذکور دائر ہوئی تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت ایسی نالش مین ۳۰- اپریل سنہ ۱۸۷۹ع

سے کہ اس تاریخ کہ بیع بالوفادار نے قبضہ جائداد کا اپنی ڈگری اخیر حاصل کیا۔ محسوب ہوگی۔ نہ کہ انقضائے سال مہلت سے۔
(مقدمہ پراگ چوبے۔ بنام۔ بھجن چودہری نمبر ۵ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۱)

جس صورت میں کہ مرتہن معاملہ رہن بیع بالوفا از روئے رہن نامہ قابض نہو اور بعد بیعیات کے اوسکو نالش قبضہ کی کرنی چاہیے۔ تو استحقاق نفاذ حق شفعہ اوسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ قبضہ کی ڈگری حاصل کرے (مقدمہ شیک لال بنام گجراج سنگھ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۷)۔

ایک مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی کہ کارروائی حسب آئین ۱۷ سنہ ۱۸۰۶ء جسکے بموجب ایک رہن بیع بالوفا کے بیعیات ہوئی نسبت تعداد زرشن کے بمقابلہ اون اشخاص کے قطعی نہین ہے۔ جو بعدہ حق شفعہ کے نفاذ کا دعوی کرین۔ اور بحیث نسبت تعداد زرشن کے پیدا کرین (مقدمہ فاربس۔ بنام۔ امیر النسا بیگم صفحہ ۲ کا حوالہ دیا گیا)۔

نیز یہ کہ بربناے اصول عام ڈگری مصدرہ نالش بیعیات رہن بیع بالوفا اوس شخص پر قابل پابندی نہین ہے جو فریق نالش نہو

اور حق شفعہ کے نفاذ کا دعویٰ اور اسی قسم کی بحث پیدا کرے
نیز یہ تجویز ہوئی کہ اوس شخص پر جو حق شفعہ کا نسبت رہن
بیع بالوفا کے دعویٰ کرتا ہو لازم ہے کہ وہ کل روپیہ جو بموجب
رہن کے اوسوقت واجب الادا ہو جب وہ قطعی ہوا بطور قیمت
جائداد کے ادا کرے - نیز یہ کہ بعد انقضاے سال مہلت کے
جو بموجب آئین ۱۷ ۱۸۰۶ع کے دیا گیا ہے - ملکیت جائداد
مرہونہ کی قطعاً مرتہن کو حاصل ہوگی - گو اوسنے ڈگری اثبات
یا استقرار اپنے حق کی حاصل نہی کی ہو - (مقدمہ فاربس بنام امیر النسا بیگم
(۳) کا حوالہ دیا گیا اور مقدمات عاشق علی بنام متھرا کندد (۴) خوب چند
بنام لیلا دہر (۵) وجیو راکہن سنگھہ بنام حکم سنگھہ (۶) وسروپ چندر راے
بنام ہمندر چندر راے (۷) ولطف حسین بنام عبد العلی (۸) کی تقلید کی گئی

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۳ (۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد ۵ صفحہ ۱۸۰ (۵) رپورٹ ہاے کورٹ ممالک مغربی وشمالی بابت ۱۸۶۷ع
صفحہ ۱۰۳ (۶) ایضاً صفحہ ۳۵۸ - (۷) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۵۴۹
(۸) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۷۴) (مقدمہ توکل راے دیکسن گیر دعا علیہا

(بنام لچھمن راے وغیرہ جان انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۳۴۴)

ایک مقدمہ مین یہ ثابت ہوا کہ واجب العرض مین ایک قانون یہ شرط تھی کہ حق شفعہ نہ صرف لنسبت معاملات بیع لاکلامی کے بلکہ لنسبت معاملات بیع بالوفا اور رہن اور نیز ٹھیکہ کے بھی حاصل ہوگا تجویز ہوی - کہ بموجب اوسکی شرائط کے وقت بیع لاکلامی ہونے بیع بالوفا کے حق شفعہ پیدا ہوتا ہے وبجویز مقدمہ (الوپرشاد - بنام سکھن) پر استدلال کیا گیا -

(مقدمہ عاشق علی بنام متھرا کاندو - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۱۸۹)

ایک مقدمہ مین یہ بحث پیش ہوی - کہ آیا اس دستاویز بیع بالوفا مین انتقال حقیت واقع جائداد داخل ہے - پس احتیاج صرف دفعہ ۵۸ - اکٹ انتقال جائداد کے حوالہ کی ہی جسمین تعریف رہن کی یہ ہوئی ہی کہ ہر رہن مین انتقال حقیت واقع جائداد جو بغرض اطمینان مکفول ہوی ہو داخل ہوتا ہی - چنانچہ دستاویز بیع بالوفا اس قسم کا رہن ہے کہ جو حقیت واقع جائداد اوسکے ذریعہ سے منتقل ہوتی ہی وہ واسطے روا رکھنے حق شفعہ کے کافی ہے -

یہ ضرور نہین ہے کہ قبضہ کا انتقال ہو - تجویز ہوئی کہ دستاویز بیع بالوفا ایک حصہ دیہہ مذکور کی جسکے روسے قبضہ منتقل نہین ہوا تہا - ایک دستاویز انتقال واقع حصہ دیہہ مذکور کے تہی - اور حق شفعہ روا رکھنے کے لیے کافی تہی - مقدمہ شیو رتن کنور بنام مہپال کنور انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ کی تقلید کی گئی -

(مقدمہ عظیمن بی بی - بنام امیر علی وغیرہ - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۴۳)

مد ۵۵ شفعہ نیلام عام مین

ایک حصہ دار جائداد محال غیر منقسمہ کا جس محال کا ایک جزو نیلام عام مین بمواخذہ ایک ڈگری کے نیلام ہوا - بموجب دفعہ ۳۱۰ - ضابطہ دیوانی کے حق شفعہ بمقابلہ خریدار نیلام کے حاصل نہین کرسکتا ہے - محض اس امر سے کہ اوسنے وقت نیلام کے اظہار اپنے حق کا کیا - بالشرائط مندرجہ دفعات ۲۹۶ - ۳۰۷ - ضابطہ دیوانی کی تعمیل کی - بلکہ اوسپر فرض تہا کہ وقت پکارے جانے نیلام کے بولی بولیتا - اور اپنی بولی کو بمقابلہ شخص اجنبی کے بڑہا جاتا اوس وقت سمجہا جاتا کہ اوسنے

بموجب دفعہ مذکور حق شفعہ حاصل کیا۔ (مقدمۂ ہیج سنگھ بنام۔ گوبند سنگھ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۹۵۰)

شرائط دفعہ ۳۱۰ ضابطۂ دیوانی کے ادس مقدمہ سے متعلق نہون گے جس مقدمہ مین کہ جائداد بیع شدہ نیلام جزو ایک محال غیر منقسمہ کا نہو۔ اور صرف حق مرافق ایک رہن حصہ مذکور کا زیر نیلام ہو (مقدمہ جیرام داس بنام بینی پرشاد انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۵)

جبکہ جائداد بہ صیغۂ اجرائے ڈگری نیلام ہوا اور جملہ شرکیداران ہمسایان کو مثل دیگر خریداران کے عدالت مین حاضر ہو کر بولی بولنے کا موقع ہو تو ایسی صورت مین دعوی حق شفعہ نہین ہو سکتا (مقدمہ عبدالجلیل بنام کہلت چند گھوس بنگال لارپورٹ جلد اول صفحہ ۱۰۵ و ویکلی رپورٹ جلد دہم صفحہ ۱۶۵)

اگر کوئی جائداد کسی دائن کی ڈگری مین نیلام ہو۔ تو دائن بنسبت اوس جائداد کے دعوی حق شفعہ کا نہین کر سکتا (مقدمۂ نظام الدین بنام کہنی جاہ نارتھ رپورٹ صفحہ ۵۵۵)

نوٹ - مگر جب کوئی ایسی جائداد بعلت اجرائے ڈگری نیلام
کیجائے جو حصہ کسی جائداد غیر منقسمہ کا ہے اور دو یا کئی شخص
(جنمیں سے ایک حصہ دار اوس جائداد کا ہے) ایک ہی تعداد
کی بولی بولیں تو ایسی صورت میں حصہ دار کی بولی کو ترجیح
ہوگی دیکھو دفعہ ۳۱۰ ضابطہ دیوانی - یہ دفعہ ساتھہ دفعہ
۱۸۸ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع (نافذہ ممالک مغربی و شمالی)
اور دفعہ ۱۵۵ - ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ع نافذہ ملک اودہ کے
پڑہنا چاہیے -

ایک جائداد غیر منقسمہ و غیر منقولہ کا جزو بعلت ایک ڈگری
کے دار نیلام ہوا اور اوسکا نیلام بنام مدعی مقدمہ ہذا کے
ختم ہوا - عین قبل اسکے کہ مدعی کی بولی پر نیلام ختم ہوا
مدعا علیہ نالش ہذا نے جو اس حصہ میں شریک تھا اور جسنے
جائداد مذکور پر بولی نہیں بولی تھی ایک درخواست تحریری
حاکم نیلام کو جسمیں اوسنے اپنا حق شفعہ بحیثیت شریک بیان
کیا تھا دی اور جائداد مذکور کی بابتہ اوسقدر روپیہ پیش کیا کہ

جسقدر مدعی کی بولی تھی - چونکہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری
نے حکم منظوری نیلام بحق مدعا علیہ صادر کیا - لہذا مدعی نے
نالش حال واسطے دلا پانے دخل جائداد اور منسوخی حکم مذکور
اور منظور کیئے جانے نیلام کے بحق اپنے اس حجت سے دائر
کی - کہ مدعا علیہ نے احکام دفعہ ۳۱۰ - اکٹ ۱۸۸۲ع
کی تعمیل نہین کی ہے - کیونکہ جائداد مذکور پر بولی نہین بولی
ہی - پس نیلام اوسکے حقمین غلط طور پر منظور ہوا ہے عدالت
مرافعہ اولی نے اس حجت کو منظور کیا - اور مدعی کی حقمین
ڈگری صادر کی - برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ عدالت
اپیل کے ماتحت نے تجویز کی کہ قبل اسکے کہ نیلام ختم ہو - مدعا علیہ
کیطرف سے اسقدر روپیہ کا پیش ہونا کہ جسقدر زیادہ سے
زیادہ بولی تھی - تعمیل کافی احکام دفعہ ۳۱۰ - اکٹ ۱۸۸۲ع
کی متصور ہونی چاہیے - اور نالش کو ڈسمس کیا
مدعی نے ہائی کورٹ مین پھر اوسی حجت سے اپیل کیا کہ
مدعا علیہ نے احکام دفعہ مذکور کی تعمیل نہین کی ہے اور نیلام

اوسکے حقمین منظور نہین ہونا چاہیے۔ مسٹر لین وبابو بینی پرشاد
منجانب اپیلانٹ پنڈت نندلال منجانب رسپانڈنٹ
تجویز عدالت (اسٹریٹ صاحب جسٹس وسٹرل صاحب
جسٹس) اسٹریٹ صاحب جسٹس نے صادر فرمایا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ ہمارے نزدیک صاحب جج نی
یہ تجویز غلط کی کہ مدعاعلیہ رسپانڈنٹ نے احکام دفعہ ۳۱۰
مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل کی ہی۔ یہ الفاظ صاف
ہین کہ شریک اور شخص دیگر پر لازم ہے کہ بوقت بولنے کے ایک
ہی تعداد کی بولی بولین۔ پس اسکا یہ مقصود ہی کہ شریک
بطور معمولی بولی بولنے کے علیحدہ بولی بولی۔ اس امر کے
نسبت پیشتر ہیچ ہای عدالت ہذا نے ایک سے زیادہ
مرتبہ غور کیا۔ اور مقدمہ حال مین اوسکا اسطرحپر فیصلہ کرنیکے
وقت یہ کہنا کافی ہی کہ ہم سند مقدمہ ہیچ سنگھ بنام گوبند سنگھ
انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۰۰ کو تسلیم کرتے
ہین اپیل معہ خرچہ ڈگری ہونا چاہیے۔

(مقدمہ ہیرا - بنام - یونس علی خان - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴۰ - صفحہ ۶۲۷)

مد ۵۶ شفعہ بیع ممکن الانفساخ میں

اگر جائداد کی بیع بطور ناجائز ہوئی ہو اسطور سے کہ بائع کو حق فسخ باقی ہو تو جب تک حق فسخ باقی ہے۔ شفیع کو حق شفعہ نہ پہونچے گا۔ اور جب حق فسخ ساقط ہو جاوے۔ مثلاً مشتری اوس جائداد میں عمارت بنائے تو شفعہ ثابت ہو جائیگا (کذا فی الاصل) اگر بیع کیوقت شفیع نے شفعہ نہ لیا بعد اوسکے مبیعہ بسبب خیار الرویت یا خیار الشرط یا خیار العیب کے بحکم قاضی بائع کے پاس پھر آئے تو ایسی صورت میں شفیع کو حق شفعہ نہ پہونچے گا اسلیے کہ یہ فسخ بیع ہے۔ (نور الہدایہ شرح وقایہ جلد چہارم صفحہ ۳۰۳ - باب وجوہ شفعہ و بطلان شفعہ) —

مد ۵۷ شفعہ بیع ناجائز میں

وہ معاہدہ قانوناً کالعدم ہے۔ جسکے متعاقدین نے نفس معاملہ کے سمجھنے میں غلطی کی ہو — (تشریح) رائے غلط نسبت تشخیص مالیت شے متعلقہ معاہدے کے غلطی واقعہ کے

نہین ہے۔ مثلاً زید جو مستحق ایک ملک کا ہے جو حیات عمرو تک
محدود ہے۔ اور اوسنے معاہدہ بیع جائداد مذکور کا خالد سے
کیا۔ لیکن۔ وقت معاہدے کے عمرو مرچکا تھا۔ اور متعاقدین
معاملہ کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ یہ معاہدہ کالعدم ہے
واضح رہے کہ غلطی واقعہ کی وہ غلطی ہے جو غلطی کرنیوالے
کی غفلت قانونی سے نہوئی ہو۔ اور بے احتیاطی اور لاعلمی
یا سہو زمانہ ماضی یا حال کا نسبت نفس معاملہ کے یا اوسکے وجود
کی بابتہ نہو۔ غلطی ضرور ہے۔ کہ سبب اصلی یا وجہہ موجبہ
معاملہ کی ہو غلطی ایسے واقعات مین جو اتفاقیہ اور متعلق ماہیت
معاملہ کے یا غیر موجبہ ہو وہ مفید نہین ہی۔ بلکہ مضر ہے۔
مثلاً دو شخص ایک علانیہ معاہدہ کرین جسمین ایک خاص شخص یا
خاص جائداد متعلق بہ معاہدہ ہو۔ لیکن ہر ایک ان معاہدہ کرنیوالون سے
نام کی موافقیت ہونے سے دہوکا کہا یا جاوے۔ اسطور سے
کہ جس شخص یا جو جائداد مقصود ذہنی ہے وہ دوسرا ہو۔ تو ایسی
حالتمین یہ سمجھا جائیگا کہ فیمابین ان دونون شخصون کے کوئی معاملہ

نہین ہوا - بموجب شاستر ہنود کے ہبہ قابل الانفساخ سمجھی جائیگی - اگر غلطی یا ناواقفیت قواعد سے واقع ہو - کیونکہ معاہدہ بوجہہ غلطی مذکورکے ناقص ہوگیا - (دیکھو قانون معاہدہ اکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع دفعہ ۲۰ معہ تشریح صدر لینڈ صفحہ ۱۴۰ -)

کوئی معاہدہ اسوجہہ سے قابل الانفساخ نہوگا کہ وہ معاہدہ بوجہہ نافہمی قانون نافذہ ہند کے ہوا تھا - لیکن غلطی نسبت ایسے قانون کے جو برٹش انڈیا مین نافذ نہین ہے وہی اثر رکھی گی جو غلطی واقعی کی نسبت ہے - مثلاً زید عمر معاہدہ کرنےمین غلطی سے یہ باور کرین کہ ایک خاص قرضہ مین تمادی حد سماعت مجریۂ ہند عارض ہے تو ایسا معاہدہ قابل الانفساخ نہوگا - اگر زید عمر ایک معاہدہ کرنےمین ریگیولیشن متعلق ہنڈیات نافذہ ملک فرانس کو غلط باور کرین - تو ایسا معاہدہ قابل انفساخ ہی - (
(دیکھو اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع دفعہ ۲۱ - معہ تشریح صدر لینڈ صفحہ ۱۴۱)

کوئی معاہدہ صرف اسوجہہ سے قابل الانفساخ نہوگا کہ متعاقدین معاملہ مین سے ایک فریق نے واقعہ مین غلط فہمی کی -

(دیکھو دفعہ ۲۲ - قانون مذکور معہ تشریح محولہ بالا)

وہ معاملات جنکا بدل حسب تشریح ذیل خلاف قانون ہین -
اول قانوناً ممنوع ہو - دوئم - ایسا ہو کہ اگر نافذ کیا جاے تو کسی خاص منشاء قانون کے برعکس ہوگا - سیوم - فریبی ہو -
چہارم ایسا ہو کہ کسی شخص یا کسی کی جائداد کو نقصان پہونچانیوالا ہو -
پنجم ایسا ہو کہ عدالت اوسکو خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامہ خیال کرے - ان سب صورتون مین اگر یہی صورتین بدل معاہدہ یا مقصود معاہدہ ہون تو کہا جائیگا کہ وہ قانوناً ناجائز ہے -

اور ہر ایسا معاہدہ جسکا بدل یا مقصود خلاف قانون ہو کالعدم ہے

مثلاً

(الف) زید عمرو بکر یہ معاہدہ کرتے ہین کہ ایک جائداد جو اونکو حاصل ہوگئی ہے - یا جسکو وہ بذریعۂ فریب کے حاصل کرنیوالے ہین - باخودہا تقسیم کرلین گے - ایسا معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ مقصود اوسکا قانوناً ناجائز ہے -

(ب) زید نے عمرو سے یہ معاہدہ کیا کہ اوسکو وہ کسی محکمے مین نوکر کرا دیگا -

اور بعوض اوسکے زید اوسکو ایکہزار روپیہ دیگا - یہ معاہدہ کالعدم ہی کیونکہ بدل اوسکا قانونًا ناجائز ہے -

(ج) زید نے جو ایک مالک اراضی کا کارندہ ہی بکر سے اس شرط پر کچہہ روپیہ کا معاہدہ کیا کہ وہ اوسکو اپنے آقا سے پٹہ کسی اراضی کا دلادیگا حالانکہ اسکی اطلاع اوسکے آقا کو نہ تہی - یہ معاہدہ کالعدم ہی کیونکہ یہ مبنی بفریب ہی جو زید نے اپنے آقا سے مخفی رکہا -

(د) زید کی حقیت بمطالبہ بقایا مالگذاری کے بموجب قانون وصول مالگذاری کے نیلام ہوئی جسکے رو سے باقیدار خریداری سے ممنوع تہا بکر نے باخود زید سے اتفاق کرکے اوسکو خرید کیا اور یہ اقرار ہوا کہ بکر زید کو وہ حقیت خرید کردہ واپس کریگا بشرطیکہ قیمت اداکردہ زید دیدے - ایسا معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ یہ معاہدہ خریداری کا منجانب باقیدار سمجہا جاتا ہے اور اس سے منشا قانون کا ساقط ہوتا ہی -

(ہ) زید جو مختار عمرو کا ہے وہ بکر سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ اپنے دباؤ کے ذریعے سے عمرو سے کچہہ فائدہ بکر کا کراویگا تو بکر

تو بکر اوسکو ایکہزار روپیہ دیگا - یہ معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ خلاف تہذیب ہے

(و) — زید اپنی لڑکی بکر کو کرایہ پر دے اس معاہدے سے کہ بکر اوسکو اپنی حرم بناوے - ایسا معاہدہ کالعدم ہے - کیونکہ خلاف تہذیب ہے - گو ایسا کرایہ پر دینا بموجب تعزیرات ہند قابل سزادہی نہو -

(نوٹ) اسی مثال کی تحت مین اسکا ظاہر کرنا ضرور ہے کہ عورات بازاری فحش پیشہ اپنی مقررہ اجرت روزینہ یا ماہانہ کا دعوی نہین کرسکتی ہین کیونکہ بہ حیثیت قاعدہ محولہ بالا کے وہ معاہدہ کالعدم ہے -

ایک مقدمہ مین جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے نظیر نمبر ۹۲ مین تحریر فرمایا ہے کہ کسی ناچنے والی عورت کا پرورش کنندہ یا تعلیم دہندہ اوس زیور کو واپس نہین پاسکتا ہے جو اوسے اپنے پیشہ کسب سے پیدا کیا ہو - وہ مال ویسیکا ہی جسکے پاس ہے کیونکہ وہ نوکر نہ سمجھی جائیگی -

(مقدمہ چھجو خان بنام نعل جان وغیرہ)

ایک مقدمہ مین یہ واقعات ظاہر ہوے کہ زید نے ساتھہ ہندہ کے چندسال تک بطور اپنی حرم کے تعلق رکھا۔ ہندہ نے اس معاوضہ مین اپنے علوفہ سالانہ کا ایک حصہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ مورخہ ۲۸ - مارچ سنہ ۱۸۶۶ع کے منتقل کردیا۔ زید نے بمقابلہ ورثاء ہندہ کے واسطے نفاذ معاہدہ کے اس دلیل سے دعوی کیا۔ ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ وہ معاہدہ نہ خلاف تہذیب تہا اور نہ بدل اوسکا خلاف قانون تہا بلکہ قابل نفاذ تہا

(مقدمہ مان کنور بنام جسو دہا کنور الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۷۸)۔

دوسرے مقدمہ مین یہ تصفیہ کیا گیا کہ جماع گذشتہ اگر بدل کسی معاہدہ کا قرار دیا جاوے تو وہ خلاف تہذیب نہ تصور کیا جائیگا۔ کیونکہ اوسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ بطور نفقہ مقررہ کے ہے جسکے دینے کا عورت سے اقرار ہوا تہا۔ ایسا معاہدہ گو وہ بطور ایک خدمت معاہدہ کے خیال کیا جائے جو بدل سابقہ صحبت کا ہو۔ تاہم حسب قانون معاہدہ کے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ معاہدہ بغیر بدل تصور کیا جاوے۔

(مقدمہ مہاراج کنور بنام بکرماجیت سنگھ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۲۸۷)

دفعہ ۵۷ معاہدات خلاف مصلحت عام

ایک مقدمہ مین یہہ واقعات بیان ہوئے کہ زید نے ایک مکان کو معہ احاطہ خرید کیا اور بمقابلہ بکر بائع کے اوسکے دخل کا دعوےٰ کیا منجانب مدعاعلیہ یہہ جواب ہوا کہ بیع اس غرض سے واقع ہوئی کہ روپیہ ایک شخص ثالث کو بطور رشوت کے دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ شخص ثالث مدعاعلیہ کو مواخذہ جرم بددیانتی سے بچا دینے کی کوشش کرے۔ عدالت اپیل ابتدائی نے یہہ تجویز کی کہ مثل مین ایسی شہادت موجود نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ مدعاعلیہ اوس مقدمہ بددیانتی مین کوئی فریق تہا۔ اور دعوی کو ڈگری کیا عدالت ہائیکورٹ نے اس رائے سے نسبت واقعات کے اتفاق کیا گو یہہ تجویز کیا کہ ایسا معاہدہ فی الاصل خلاف قانون ہے۔

(مقدمہ راج کرسٹو ٹر بنام کیلاش چندر بھٹاچارجی انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ہشتم صفحہ ۲۴)

مد ۵۹

انتقال حق نالش شفعہ

حق شفعہ ناجائز ہوجاتا ہے - اگر شفیع اپنے حق کو کسی معاوضہ
سے بطور مصالحت کے بیچے نیز حق شفعہ ناجائز ہوجاتا ہے
اگر شفیع قبل اسکے کہ اپنے دعوے کو پاس قاضی کے
رجوع کرکے ڈگری حاصل کرے فروخت کر ڈالے اگر شفیع اپنے استحقاق
شفعہ کو کسی معاوضہ سے بدل کرے - تو گویا اوسنے اس فعل
سے اپنے حق کو تلف کیا - اور وہ مستحق اوس معاوضہ کا بھی
نہین ہوتا - کیونکہ اوس وقت تک وہ حق مستقل یا ملک جائے
متنازعہ مین نہین رکھتا تھا - صرف اسقدر کہ اوسکو ایک قوت
مالک ہوجانے کی باخراج خریدار حاصل تہے - کیونکہ قطع تعلق
شفعہ سے بدل معاملہ کا نہ تہا - اور بدین وجہہ مطالبہ معاوضہ کا
نہین ہوسکتا (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۹) اگر شفیع ماقبل ڈگری قاضی کے
ایک مکان کو بیع کرے - جسکے ذریعہ سے وہ حق شفعہ قایم کرتا ہے
پس وجوہ واسباب استحقاق شفعہ کے ساتھہ اوس بیع کے معدوم
ہوگئے - اور حق شفعہ ناجائز ہوگیا - عام اس سے کہ اوسکو بیع مکان

متنازعہ کی خبر نہ ہو۔ یہ وہی صورت ہے۔ مثلاً۔ ایک شخص اپنے استحقاق شفعہ سے بلا اطلاع وقوع بیع کے دست کش ہوا ہو یا کسی شخص مقروض کو بلا دریافت تعداد روپیہ کے مواخذہ سے بری کر دیا ہو۔ تو شکل اول مین شفعہ ناجائز ہوگا۔ اور شکل ثانی مین مدیون بری الذمہ ہو جائیگا۔

البتہ یہ دوسری صورت ہے کہ شفیع اپنے مکان کو بطور بیع خیار کے فروخت کرے۔ کیونکہ ایسی حالت مین اختیار استرداد بیع کا باقی رہتا ہے۔ اور حق مالک کلیتاً معدوم نہین ہوتا۔ تو ایسی صورت مین حق شفعہ باقی رہتا ہے (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۶۰۱ لغایت ۶۰۲)

ایک مقدمہ مین محمود صاحب جسٹس نے یہ رائے قائم کی کہ مقدمہ بنام لالمن الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۳۲ مین اس عدالت نے یہ اصول قائم ہوا ہے کہ جب کوئی شفیع اپنے دعوی شفعہ کے سرسبز ہونے سے پہلے جائداد متنازعہ کو کسی ایسے طور پر کہ جو خلاف غرض نالش شفعہ کے ہو منتقل کرے۔ تو اثر ایسے انتقال کا یہ ہوتا ہے کہ حق شفعہ زائل ہو جاتا ہے۔ اور ضرور ہے کہ نالش شفعہ

دتسمن کنجابے مقدمہ غیر مطبوعہ بابو سرجو پرشاد بنام جمنا پرشاد منفصلہ ۲۱- نومبر ۱۸۹۵ع مین اسٹریٹ صاحب جسٹس نے یہ قاعدہ قائم کیا کہ ہرگاہ ڈگری شفعہ محض ذاتی قسم کی ہوتی ہے تو وہ اسطور پر منتقل نہین ہوسکتی کہ مشتری مستحق اوسکے جاری کرانیکا ہو- وکلار ذیعلم اپیلانٹ کے یہ حجت ہے کہ جو اصول ان دو تجویزون مین قائم ہوا ہے وہ مقدمہ ہذا پر حاوی ہے کیونکہ کارروائی شفیع ڈگریدار کی درباب منتقل کرنے جائداد مشفوعہ مندرجہ ڈگری بذریعہ تحریر بیعنامہ مورخہ ۲۹- نومبر ۱۸۹۳ع دراصل بمنزلہ انتقال خود ڈگری کے ہے اسیوجہ سے تاثیر اوسکی یہ ہونی چاہیے کہ حق شفعہ ڈگریدار کا درباب جاری کرانے ڈگری کے ساقط ہوجاوے- ہماری یہ راے ہے کہ یہہ حجت گو کہ بظاہر معقول ہے لیکن وہ وقعت اپیل نہین رکھتی (مقدمہ رجو بنام لال سن) مین انتقال منجانب مدعی شفیع قبل ڈگری ہونے اوسکے نالش کے ہوا تھا- اور مقدمہ سرجو پرشاد بنام جمنا پرشاد- مین وہ شخص جو مستدعی اجراے ڈگری ہوا تھا شفیع ڈگریدار نہ تھا بلکہ وہ شخص تھا

جسکی طرف ڈگری منتقل ہوئی تھی - ہمکو اون قواعد سے جو ان مقدمات
مین تحریر ہوئی ہین اتفاق ہے - لیکن اون مقدمون مین باعتبار اصول
کے مقدمہ زیر تجویز ہمارے سے فرق ہے منجملہ مقدمات مذکور
کے مقدمہ اول الذکر مین حجت یہہ تھی کہ آیا ایسے مدعی شفیع کو
جو خود مرتکب خلاف ورزی حق شفعہ کا نسبت جائداد متنازعہ
ہوا تھا - ڈگری شفع کی حاصل ہونی دینی چاہیے - اور تائید تجویز
آخر الذکر کے یہ ہے کہ یہ اصول بحال کیا گیا - کہ کوئی ڈگری
عدالت کی جو نالش شفعہ مین صادر ہوئی ہو اسطور پر منتقل نہین ہو سکتی
کہ منتقل الیہ کو حق حصول قبضہ جائداد مشفوعہ کا بذریعہ اجرائے اس
ڈگری کے حاصل ہو یہ مقدمہ جواب زیر تجویز ہمارے ہے ایسا ہی
کہ جسمین شفیع کا حق شفعہ بذریعہ ڈگری کے جو قبل تحریر بیعنامہ مورخہ
۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ع کے ناطق ہوگئی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تھا اور
از روے بیعنامہ مذکور کے ڈگری نہین بلکہ وہ جائداد منتقل ہوئی
تھی جسکے قبضہ ملکیت کی نسبت شفیع ڈگریدار صرف بقید
اس شرط کے مستحق تھا - کہ زر ثمن بالمیعاد ادا کر دے - اور بواسطے (۳۵)

اعتراض اپیل ہذا کے - تجویز اس امر کی ضرور نہین کہ آیا بعینامہ جائز ہی
کیونکہ یہ ایک ایسی حجت ہے کہ اگر کبھی پیش ہو تو تجویز ناطق اوسکی
صرف ایک نالش مین جو شفیع ڈگریدار اور درمیان اوسکے مشتری
کے ہو سکتی تھی - جب تک شخص آخر الذکر مستدعی اجرائے ڈگری
کا نہو یہ معاملہ بطور ایک ایسے حجت متعلقہ اجرائے ڈگری کے متصور
نہین ہو سکتا جو داخل فحوائے دفعہ ۲۴۴ - مجموعۂ ضابطۂ دیوانی
کے ہو - فریقین ڈگری پر پابندی مضمون ڈگری کی لازم
ہے اور عدالت جاری کنندہ ڈگری کو کچھ اختیار اوسکے خارج
از لحاظ کرنے یا اوسکو مسترد قرار دینے یا ایسے حجتون کے دیکھنے
کا نہین ہے جو اسوقت ڈگری سے باہر ہین - پس از روے قواعد
ضابطہ کے عدالت ماتحت کو سماعت اعتراضات مدیون ڈگری
اپیلانٹ کے جہانتک کہ وہ بعینامہ نوشتۂ شفیع ڈگریدار پر مبنی تہا
جو اجرائے ڈگری کی استدعا کرنیمین بجا آوری اوسکے حقوق کی کرتا تہا
ممنوع تھی - اور نہ یہ بات متصور ہو سکتی ہے کہ ڈگری اسوجہ سے
مسترد ہو گئی کہ روپیہ اسکا پرشادے منجانب شفیع ڈگریدار کے

حاصل کیا۔ حسب مضمون ڈگری کے اپیلانٹ کو صرف یہی حق حاصل
تہا کہ قبل دینے قبضہ جائداد مشفوعہ کے ڈگریدار کو زرِ ثمن وصول کرلیتا
اور ڈگری دار نہ کہ امبکا پرشاد وہ شخص ہی جو ازروئی اوس کارروائی
کے جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہی مستدعی حصول قبضہ جائداد کا ہے۔
اور یہ بات اہم نہین کہ زرِ ثمن شخص آخر الذکر نے منجانب شخص اول الذکر
کے داخل کیا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ شفیع ڈگریدار نہ کہ امبکا پرشاد
وہ شخص ہے جسکو اجراء ڈگری مین قبضہ ملنا ضرور ہے اور اگر امبکا پرشاد کو
کچھہ حقوق جائز ازروئے بیعنامہ کے حاصل ہون تو نامبردہ نفاذ
اونکا صرف بذریعہ نالش علیحدہ کے کرسکتا ہے۔ اس امر اخیر سے مقدمہ
ہذا مین باعتبار اصول کے بتجویز مقدمہ سرجو پرشاد بنام جمنا پرشاد
سے فرق ہوتا ہے اگر مقدمہ ہذا مین امبکا پرشاد منتقل الیہ ڈگری شفعہ
کا ہوتا اور مستدعا اوسکی ازروئے اوس ڈگری کے حصول قبضہ جائداد مشفوعہ
کے ہوتی تو ہم اوسکی درخواست اخیر کو نا منظور کرتے۔ لیکن ایسی صورت
نہین ہے اور اسیوجہہ سے نظیر محولہ اوس مقدمہ پر حاوی نہین جو
فرق ہمنے اسطور پر بیان کیا ہے وہ محض ضابطہ کا نہین ہے۔ بلکہ

اصل اصول قانون شفعہ پر مبنی ہے - غرض تنہا حق شفعہ کی یہ ہے
کہ ایسے اشخاص اجنب خارج ہین جنکی نسبت بالغ کہ حصہ داران شفیعان کو
اعتراض ہو - اور اگر کوئی ڈگری شفعہ اسطور پر قابل انتقال ہو کہ اوسکے
روسے منتقل الیہ کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا اوسی ڈگری کے اجرا مین
حاصل ہو سکے تو ظاہر ہے کہ غرض حق شفعہ کی تلف ہو جائیگی - کیونکہ
ممکن ہے کہ منتقل الیہ ویسا ہی ایک شخص اجنب ہو جیسا وہ مشتری ہو
جسکے مقابلہ مین ڈگری حاصل کی گئی - یا کہ شخص اخرالذکر ایک شفیع
درجہ اولی کا بہ نسبت اوس شفیع کے ہو جسنے ابتداءً ڈگری حاصل کی
جبکہ ڈگری ایکمرتبہ صادر ہو گئی تو پہر اوسپر وقت جاری ہونے کے
کسی شخص کیطرف سے منجملہ اون شخصون کے جو اوسمین فریق تہے
کلام نہین ہو سکتا - جیسا کہ ہم لکہہ چکے ہین - اور اگر کوئی ڈگری
شفعہ بطور جائز منتقل ہو سکے تو تاثیر اوسکی یہ ہو گی کہ منتقل الیہ
کو بلا تجویز اس حجت کے قبضہ دلایا جاوے کہ آیا ایسے منتقل الیہ
کو بہ ترجیح مشتری کی جسکے مقابلہ مین ڈگری حاصل کی گئی - حق
شفعہ حاصل تہا - اور بہ نسبت بیع ڈگری شفعہ کے یہ منظور ہو سکتا ہے

کہ اوسکی جہت سے وجہ مخاصمت جدید واسطے نالش علیحدہ لفاظ
شفعہ کے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر منتقل الیہ
ڈگری شفعہ کو اجرا ڈگری کرنی ویجاے تو نہ صرف حقوق مدیون
ڈگری یعنے مشتری کو بلکہ دیگر حصہ داران کو بھی مضرت پہونچ سکتی
ہے۔ بخلاف اسکے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسمین
جائداد مشفوعہ کی ڈگری منتقل ہوئی ہے تاثیر اجرا ڈگری کی
صرف یہی ہو سکتی ہے کہ شفیع ڈگریدار کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا ہے
اور اگر بیعنامہ نوشتہ نامبردہ جائز ہو تو اوس سے وجہ مخاصمت
علیحدہ واسطے نالش شفعہ کے حاصل ہو گئی جسکو وہ شخص یا اشخاص
دائر کر سکین گے۔ جو یہ سمجھین کہ معاملہ بیع سے خلاف ورزی نسبت
اونکے حق شفعہ کے عمل مین آئی ہے مقدمہ ہذا مین خواہ بیعنامہ
مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء جائز ہو یا ناجائز ضرور ہے کہ وہ خواہ
مخواہ اوسوقت تک معرض تعطل مین رہے کہ ڈگریدار شفیع کو قبضہ
جائداد مشفوعہ کا از روے ڈگری کے حاصل ہو جاے۔ اور
بلحاظ اس راے کے مقدمہ ہذا ہمشکل ایک مقدمہ کے ہے جسمین

شفیع ڈگریدار فوراً بعد حاصل کرنے قبضہ از روئے ڈگری کے
جائداد کو بیع کر دے - پس بلحاظ ان وجوہ اور بغیر پہونچنے کچھہ مضرت
کے اون حقوق کو جو بیعنامہ مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء سے پیدا ہوئے
ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے اجرا ڈگری حسب استدعا
مدعی شفیع کے حاصل ہونے دی ہے - اور ہم اس اپیل کو معہ خرچہ کے
ڈسمس کرتے ہین (مقدمہ رام سہائے وغیرہ - بنام گنگا پرشاد وغیرہ - انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۷ - صفحہ ۱۰۷)

باب ۹ نہم

ترتیب مقدمہ شفعہ

عرضیدعوی

مد ۶۰

واسطے ترتیب عرضیدعوی کے باب چہارم اکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء
کا حوالہ کافی ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہی کہ ترتیب عرضیدعوی کے
مقدمات شفعہ مین اکثر وہ ضروری مطالب جو واگذاشت ہو جاتے
ہین جنکا درج ہونا بہ پابندی شرع محمدی بھی ضرور ہے - بموجب
شرع محمدی مدارج ذیل کا درج عرضیدعوی ہونا لازمی ہے -

اول۔ نام مدعی و نام مدعا علیہ۔

دوئیم بائع و مشتری دونون مدعا علیہ بنائے جائین۔

سوئیم۔ جائداد شفعہ طلب جسکا دعوی ہے اس تصریح سے لکہی جائے کہ کس شہر اور کس محلہ مین واقع ہے۔ اور اوسکے حدود کیا ہین۔ کیونکہ حق تلف شدہ ہمیشہ معلوم ہونا چاہیے اور دعوی شئے مجہول کا صحیح نہین ہے۔

چہارم۔ آیا مشتری جائداد بیع شدہ کا قابض ہے یا نہین

پنجم۔ اسباب شفعہ اور حدود اوسکے یعنے کیونکر اور کس ذریعے سے حق شفعہ پہونچتا ہے۔ اسواسطے کہ حقوق اسمین مختلف ہوتے ہین۔ شاید کہ شفیع سبب غیر صالح کیوجہہ سے دعوے کرتا ہو یعنے شفیع محجوب ہو گیا ہو۔

ششم۔ علم بیع کا کب ہوا۔ اور شفیع نے بیع کی خبر سُنکر کیا کیا تہا۔ کیونکہ شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ طول زمان اور اعراض یعنے سبب اول اور ثانی کے ترک کرنے سے۔

ہفتم۔ طلب مواثبت اور طلب شہادت کیونکر واقع ہوئی

اور کسکے پاس واقع ہوئی —
ہشتم کیونکہ زرِ ثمن پیش کیا گیا - اور کس مقدار مین —
(نوٹ) واضح رہے کہ شرعاً دعوی کا تحریری ہونا ضرور نہین ہے
لیکن انگریزی عدالتون مین جو قواعد تحریری کی پابندی کیگئی ہے
بغرض ترتیب دفتر و باقی رکھنے یاد داشت مقدمہ کے یہ طریقہ
بہت ہی عمدہ اور پسندیدہ ہے بموجب ضابطۂ مجریۂ عدالت ہائے
دیوانی نالشات حق شفعہ کے بابتہ کوئی خاص نمونہ عرضی دعوی کا
مقرر نہین کیا گیا ہے - لیکن عام طور پر مقدمات شفعہ مین معمولی
واقعات ہوتے ہین - چنانچہ عبارت ملحقہ بالا مین جو شرائط امراتب
عرضیدعوی کے نسبت بیان ہوئے ہین - وہ کافی ہین —

مراتب عرضیدعوی

دفعہ ۱۶۱

صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے دفعہ ۸ سرکلر نمبر ۳ ۱۸۶۴ء
مین عمدہ اصول جانچ عرضیدعوی کے تحریر فرمائے ہین - لیکن اکثر
حکام اوسپر توجہ تام نہین کرتے ہین - اور کثرت رجوع نالشات
بھی زیادہ سبب عدم توجہ کا ہے —

دفعہ ۸ - اکثر اسوجہ سے حکام کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور مستغیثون کو عبث تکلیف ہوتی ہے اور خرچ زائد پڑتا ہے کہ عرضیدعوی بغیر جانچ کے منظور کر لیا جاتا ہے - اور مدعاعلیہ صرف بطور کارروائی معمولی کے طلب کیا جاتا ہے - مقابلہ کر کے اگر کہا جائے تو چند عرائض دعوے ایسے نکلین گے جو وکلا کے لکھے ہوئے ہون - عرضیدعوی لینے کے بعد عدالت کو ضرور ہے کہ کماحقہ اوسکی جانچ یکطرفہ کرےنہین امور ذیل کا لحاظ رکھے -

۱ آیا جائداد مابہ النزاع کے مناسب تصریح کی گئی ہے -

۲ آیا اگر واقعات مندرجہ ثابت کیے گئے یا اقبال کر لیے گئے تو اس سے مدعی مستحق دادرسی مطلوبہ کا ہوگا -

۳ - آیا عرضیدعوی ایسا لکھا گیا ہے جس سے قطعی فیصلہ شے متدعویہ کا ہو جائے - اور آیندہ نزاع کا مانع ہو (دفعات ۴۲ و ۴۳ - ضابطہ دیوانی) -

۴ - آیا کل فریق کا نام درج ہے اور مناسب ترتیب سے لکھا ہے

۵ آیا عرضی دعوے مین فضول مضامین لکھے ہین یا مطول ہے

٦ آیا تعمیل منشاء دفعات ۵۰ و ۵۹ و ۶۰ و ۲۲۶ ضابطہ دیوانی کے واجبی طور سے کی گئی ہے - امر اول مین ان امور مین سے زیادہ تر کارروائی مین سہو کیا جاتا ہے - (الف) اگر ممکن ہو تو نمبر خسرہ بھی (جبکہ قطعات اراضی یا مکانات کا دعوی ہو) درج کیے جائین (ب) جہان ممکن ہو وہان نمبر — نام — رقبہ — ہر ایک قطعہ اراضی کا لکھا جائے (ج) جہان صرف ایک جزو کسی ایسے اراضی کا دعوے ہو جنکی حدبندی علیحدہ سے ہوئی ہو - تو اوسکی جزو کی تصریح کسی صاف و بلا شبہ انداز و طریقہ سے کرنا چاہیے (د) مقدمات تعلق اراضی مین حقیت و قبضہ بصراحت درج ہونا چاہیے - اکثر اس سے دقت واقع ہوتی ہے - کہ عرضی دعوے مین درج ہونے سے رہگیا اور عدالت دریافت کرنا بھی سہو کر گئی کہ آیا اراضی منقسمہ ہے یا غیر منقسمہ ہے اور آیا قبضہ جائداد پر بطور رشتہ داران مشترکہ کی ہے - یا پٹی داری مکمل یا غیر مکمل ہے جہان اراضیات مشترکہ و منقسمہ کا یکجا دعوی ہو - جبکہ پٹی داری غیر مکمل مین ہوتا ہے تو وہان صاف طور پر اسکی تصریح

ہونی چاہیے کہ اراضی منقسمہ کونسی ہے - جسکے قبضہ بلاشرکت کی
استدعا ہے - اراضی غیر منقسمہ کون سے جسمین حصہ منافع کا دعوی
ہے - جہان حصص بذریعۂ تعداد بگیہ بسوہ یا روپیہ کے ظاہر کیے
جائین تو بہ صاف طور سے درج کرنا چاہیے کہ مسلم موضع یا جائداد آبی
ہے - امر دویم کالحاظ ہر مقدمہ مین رہنا چاہیے - مگر خاص توجہ اوسوقت
ضروری ہے جبکہ استدعا واسطے ڈگری استقرار حق یا حکم امتناعی کے
ہو یا واسطے خاص تعمیل کسی خاص معاہدہ کے ہو - بلحاظ امر سوئم (الف)
یہ غیر معمولی بات نہین ہے کہ مستغیث اصل امر متنازعہ سے گریز کرنے مین
کوشش کرتے ہین - مثلاً الف نالش کرتا ہے ب پر واسطے دلاپانے
صہ ر ہرجہ کے اسوجہ سے کہ ب نے یکم جنوری کو اوسکی تالاب سے
پانی لے لیا اور ب دعویدار اسبات کا ہے کہ تالاب ہماری ملکیت ہے
الف - دو عدالتون سے مقدمہ ہار کر واسطے قبضہ تالاب کے
ب پر نالش کرتا ہے - بدین بیان کہ ب نے یکم جنوری کو پانی
لیکر الف کو بیدخل کر دیا - ب دفعہ ۱۳ و ۴۳ کا عذر کرتا ہے
اور مقدمہ پھر اونہین عدالتون مین جاتا ہے - اگر عدالتین دفعات ۴۲

و ۵۳ کو ابتدا سے پڑہین تو بہت ایسے تنازعات مسدود ہو جا سکتے ہین (ب) جبس مقدمہ مین کہ مرتہن صرف بعض چارہ جوئیون کا خواستگار ہے اور جہان مستغیث صرف تعمیل خاص چاہتا ہے - اور صراحۃ مقابل طلب کرنا سہو کر گیا ہے - وہان بھی عدالت کی توجہ دفعات ۴۳ پر ضرور ہے - بلحاظ امر چہارم (الف) ہر ایک مقدمہ وراثت جائداد مین اور ہر ایک اوس مقدمہ مین جسمین کہ حصص جائداد مابہ النزاع ہون ایک شجرہ مکمل جس سے کہ قرابت داری فریقین ظاہر ہو داخل ہونا چاہیے اس صورت سے مقدمہ کے آغاز ہی مین یہ امر یکسو ہو جائے گا کہ آیا ایک شخص از قسم ہنود صرف اپنی طرف سے کارروائی کرتا ہے یا آنکہ منجانب دیگر افراد خاندان اپنے کے اور آیندہ نزاع موقوف رہیگی اگر دیگر افراد خاندان کو تعلق ہے تو اونکی حاضری عموماً بموجب دفعہ ۳۰ ضابطۂ دیوانی معاف کیجا سکتی ہے (ب) ایکٹ انتقال اراضی نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی دفعہ ۸۵ - کو متروک النظر نکرنا چاہیے نسبت امر چہارم کے اسقدر رکھنا ضرور ہے کہ عرضی دعوی متعلق عبارت مین نہونا چاہیے - اور فضول مضمون کے بھرتی کرنا متناقض اصول مندرجہ ضابطۂ دیوانی کے ہے دفعہ ۵۳ ضمن (الف) و نمونہ عرضی دعوے مندرجہ ضمیمہ ۴

ملاحظہ طلب - اس سے حسب قاعدہ جوابدہی مین نہایت فتور واقع ہوتا ہے - ان تمام امور پر توجہ اتم عدالت کی درکار ہے قبل اسکے کہ مدعاعلیہ کے نام سمن جاری کیا جائے - انکو حقیقی یا غیر ضروری سمجھکر منصرمون کے بھروسے پر چھوڑ دینا چاہیے -

عرضی دعوی مین ہمیشہ (الف) ! صراحت قیمت شے متدعوٰۃ کی درج ہونا چاہیے - تاکہ عدالت کو ظاہر ہو جائے کہ آیا اوسکو اختیار سماعت مقدمہ کا ہے یا نہین اور شمار مختتانہ وکیل مین بکار آئیگی

(۲) تعین دعوی واسطے اغراض کورٹ فیس کے ضروری ہے

نوٹ واضح رہے کہ بتائید دفعہ ۵ سرکلر مذکور - یہ ضروری خیال کرنا چاہیے کہ عرضیدعوی خواہ مخواہ اوس نمونہ کے مطابق اور اونہین الفاظ مین ہو جو نمونہ جات ساتھہ - اکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کے منسلک ہین - کیونکہ وہ نمونہ جات محض سیاق تحریر عرضی کا بتاتے ہین اونکو قوت قانون کی حاصل نہین ہی (جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۹۳ بابتہ ۱۸۹۵ء)

مد ۶۲ ترمیم عرضیدعوی

حسب شرائط مندرجہ دفعہ ۵۳ - مجموعۂ ضابطۂ دیوانی جائز ہے

کہ عرضی دعوی بروقت یا قبل از پیشی اول عدالت کی راے کے موافق
نامنظور یا کسی میعاد کے اندر جو عدالت سے مقرر ہو ترمیم ہونے کے
لیئے واپس کیجاے - یا اوسیوقت اور وہین ایسے شرائط پر جو عدالت
درباب اداے اوس خرچہ کے جو عرضیدعوی کے ترمیم ہونے کے
بابت پڑا ہو مناسب سمجھے ترمیم کیجاے - جبکہ مدعی مقدمہ حق شفعہ مین
اپنے عرضیدعوی مین یہ ظاہر کرے کہ زرثمن جائداد مبیعہ مندرجہ دستاویز
بیعنامہ غلط ہے - اور تعداد واقعی اوس سے کم ہے اس دعوے مین
وہ - تعداد ظاہر کرے جسکو وہ کم بیان کرتا ہے اور یہ ظاہر نکرے کہ وہ
اوس تعداد کے دینے پر آمادہ ہوگا - جو عدالت مناسب تجویز کریگی
لیکن اوس تاریخ کو جو واسطے فیصلہ قطعی کے مقرر ہو ایک درخواست اس
مضمون کی پیش کرے - کہ شفیع اوس تعداد زرثمن کے دینے کو آمادہ ہے
جو عدالت تجویز کرے گی عدالت ہائیکورٹ نے یہ تجویز صادر کی کہ
عدالت پابند اسکی نہین ہے کہ مدعی کو ایسے ترمیم عرضی کی اور نیز تعداد
زرکثیر پیش کرنیکی اجازت دے -

(مقدمہ درگا پرشاد بنام نوازش علی انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۹۱)

مدعی نے ایک نالش مین واسطے ترمیم عرضی دعوی کے درخواست گذرانی
مدعی علیہ نے ترمیم کی نسبت عذرداری کی - عدالت نے واسطے منظوری
یا نامنظوری درخواست ترمیم اور واسطے فیصلہ عذرات مدعاعلیہ نسبت
اوس ترمیم کے ایک تاریخ مقرر کی - عدالت نے بعد سماعت تقریر
فریقین حکم منظوری درخواست ترمیم اور نامنظوری عذرات مدعاعلیہ
صادر کیا - مدعاعلیہ نے بناراضی حکم مذکور کے ہائی کورٹ مین اپیل کیا
تجویز ہوئی - چونکہ ایسے احکام جنکے رو سے ترمیم عرائض دعوی
اوسیوقت اور دائر مین ہوتی ہے ازروے ایکٹ ۱۴ سنہ ۸۲ع قابل اپیل نہین
قرار دیگئی ہین اور حکم مذکور اگر کسی قسم احکام مین داخل ہوسکتا ہے تو
اوسی قسم مین داخل ہوگا - لہذا حکم مذکور قابل اپیل نہین ہے -

(راج اندر کشور سنگھ بنام - رادہا پرشاد سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۵)

جب بوقت سماعت اول نالش کے عرضی دعوی واسطے کرنے ترمیم
اندر زمانہ معین کے حسب احکام دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۸۲ع واپس کیجاوے
اور مطابق اوسکے ترمیم عمل مین آوے تو وہ بعد ازان واسطے ترمیم کے
دوبارہ واپس نہین کیجاسکتی -

(مقدمہ بدرالنسا بنام محمد خان انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۱۷۱)

ایک مقدمہ مین عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ سے یہ تجویز ہوا کہ اگر کوئی عدالت عرضیدعوی کو ایسی ترمیم کیواسطے ترمیم کرے کہ جس سے نوعیت ایک مقدمہ کی بدل کر دوسری نوعیت ہوجائے یا باہمدگر نقیض ہو تو ایسی ترمیم کا حکم خلاف قانون ہے۔

(مقدمہ نواب مرزا ابوطالب خان بنام لالہ شبشیر پرشاد وغیرہ جوڈیشل سلکٹ کیس نمبر ۹۲ بابتہ ۱۸۶۵ء)

مقدمہ محض اسوجہ سے خارج نہین ہوسکتا کہ عرضیدعوی مین صراحت اراضی مقبوضہ مدعاعلیہ کی نہین کیگئی۔ نیز تحریر سکونت مدعاعلیہ مین غلطی تھی۔ (رضا علی۔ بنام۔ پرمانند چترپتی بنگال لا رپورٹ جلد ۱۶ ۱ے۔ بی صفحہ ۴۴۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۴۷۴۔ ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسیز جلد ۴ صفحہ ۴۰۰۔ پلینٹ نمبر ۱۸)

ایک مقدمہ مین مدعی نے چند قطعات اراضی کا دعوی کیا۔ لیکن منجملہ قطعات مذکور کے ایک قطعہ کے حدود لکھنا عرضیدعوی مین سہوا رہگئی۔ تجویز ہوا۔ کہ عدالت کیواسطے مناسب طریقہ یہ تھا کہ مدعی کو ترمیم عرضیدعوی کا موقع دیا جانا چاہیے۔

(جناب علی مُلّا - بنام - غلام اسد چودھری - ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۸ - اڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد ۴ صفحہ ۴۴۴ - پلنٹ نمبر ۳۴۴ -)

جبکہ ایک شخص بذریعہ وراثت واسطے استقرار حق اپنے حصہ کے کسی روپیہ مین جو بقبضہ مدعا علیہ ہے - دعویٰ کرے - اور مدعا علیہ بجواب بیان مذکور ملک اپنی بذریعہ بیع کے ظاہر کرے اور اوس واقعہ کو مدعی تسلیم کرے - عدالت ہائی کورٹ سے تجویز ہوا کہ مدعی پر فرض تھا کہ وہ اس واقعہ کو کہ اوسنے کیون اوس سے گریز کی و نیز تصریح ان واقعات کی کرتا کہ خلاف واقع یا کم قیمت یا فریب سے بیع واقع ہوئی - جسکی بنیاد پر وہ تنسیخ بیع کی چاہتا ہے - نیز یہ امر کہ بنائے نالش اندر حد سماعت کے پیدا ہوئی اگر کافی وجوہ پائے جائین تو عدالت مدعی کو ترمیم عرضی دعویٰ کی اجازت دے -

(مقدمہ عظیم الدین خان - بنام - ضیاء النسا - انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۰۹)

ایک مقدمہ مین دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ان الفاظ پر بحث ہوئی (بروقت یا قبل پیشی اول) محمود صاحب جسٹس نے اس بحث خاص مین ایک طول طویل تجویز حسب ذیل صادر کی -

جو سوال کہ ہمسے اس مقدمہ مین کیا گیا ہی گو بعبارت عام بیان کیا گیا ہی
یہہ ہے کہ آیا بموجب دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے عرضیدعوے
کسیوقت بعد سماعت اول نالش کے نامنظور کیجا سکتی ہی یا نہین
اس امر پر غور کرنیکے بعد ہمنے وہی نتیجہ اخذ کیا ہی جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب
نے اخذ کیا ہے —

الفاظ دفعہ ۵۴ جو واسطے غور امر ہذا کے اہم ہین یہ ہین —
جائز ہے کہ عرضیدعوی بروقت یا قبل از پیشی اول عدالت کی رائے
کے موافق نامنظور یا کسی میعاد کے اندر جو عدالت سے مقرر ہونیکے
لیے واپس کیجاوے یا اوسوقت یا اوسکے بعد ترمیم کیجائے الخ —
اب دیکھنا چاہیے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ جن الفاظ کے نیچے
ہمنے خط کیا ہے وہ محض ہدایتی ہین یا حکمی — یہ بیان کیا گیا ہے کہ
جب بذریعہ کسی قانون کے واسطے عمل مین لانے کسی فعل یا استعمال
کسی اختیار کے کوئی وقت مقرر کیا جائے تو اوس تعین وقت کو محض
ہدایتی تصور کرنا چاہیئے — بجز اسکے کہ اوسکے بعد الفاظ صریح مشعر امتناع
عمل مین لانے فعل مذکور کے یا استعمال اختیار مذکور کے بعد انقضای اوس وقت

کے جو اسطرحپر مقرر کیا گیا ہو مندرج ہون — اور بتائید اس حجت کی
بعض فقرات کا جو بہ صفحات ۲۰۷ لغایتہ ۲۰۹ مسٹر ولبر فورس کی
کتاب درباب قوانین پارلیمنٹ کے پائی جاتی ہین — حوالہ دیا گیا ہے
ان فقرات مین سے ایک کا حوالہ فیلڈ صاحب جسٹس نے بمقدمہ عباسی
بیگم بنام عمدہ خانم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۴)
بتائید اس رائے کے دیا ہی کہ احکام دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری
مصدرہ ۱۸۷۲ء متعلق نمونہ سمن کے محض ہدایتی ہین نہ حکمی —
لیکن ہم نہ تو فقرہ اور نہ تجویز محولہ مقدمہ حال سے متعلق معلوم ہوتے
ہین — کیونکہ جو بحث ہمارے روبرو پیش ہی وہ محض متعلق نمونہ کے
نہین ہی نہ وہ متعلق اوس طریقے کے ہے کہ جس سے افعال عہدہ دار
سرکاری عمل مین آنی چاہیے — جو امر کہ ہمارے روبرو پیش ہے
ایک امر نہایت زیادہ اہم ہے کیونکہ تجویز نہین ہو سکتا کہ تعبیر قانون
اس مقدمہ مین محض بذریعہ اس خیال کے ہو سکتی ہی کہ تعمیل واقعی کو تعمیل
کلی تصور کیا جائے — پس دیکھنا چاہیے کہ مقدمہ حال مین کن خیالات
سے تعبیر قانون مین ہدایت لینی چاہیے — قبل اسکے کہ امر خاص پر

بحث کیجائے مین چاہتا ہون کہ یہ پہلے سے کہدون کہ میری دانست
مین یہ صحیح توضیح قانون کی ہو کہ قوانین متعلق ضابطہ عدالتون کے
ہمارے نزدیک معمولی طور پر حکمی ہوتے ہین اور نہ محض ہدایتی مثلاً
اگر اجازت اپیل کی بنا راضی کسی فیصلہ کے دیجائے اور اوسکے ساتھہ
مین احکام ہون جنمین یہ حکم ہو کہ تعمیل بعض شرائط کی کیجائے مثلاً
یہ کہ اپیل کی اطلاع دیجائے اور مچلکے لکھے جائین یا دستاویزات اندر
ایک میعاد کے ارسال کیجائین تو اوسکی تعمیل سخت حکمی ہوگی۔
اور عدم تعمیل سے اپیل زایل ہوجائیگا۔ (رسالہ میکسویل صاحب
دربارہ تعبیر قوانین طبع دوم صفحہ ۴۵۶) وہ قاعدے تعبیری جو متعلق
تعبیر اون الفاظ کے ہین جنسے سے ہدایتی نکلتے ہون لارڈ ہسلبون
صاحب نے بمقدمہ جولیاس بنام لارڈ بشپ آف اکسفرڈ (لا رپورٹ
مقدمات اپیل جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ - دیکھو صفحہ ۲۲۵) جامع طور پر تحریر کیا ہے
یہ سوال کہ آیا کوئی جج یا عہدہ دار سرکاری جسکو بذریعہ ایسے الفاظ کے
اختیار دیا جای اسبات کا پابند ہو کہ اوسکا استعمال کسی موقع خاص پر یا کسی
خاص طور پر کیا جائے کسی اور طرح پر طے ہونا چاہیے - اور بالعموم اوسکو

محتواے عبارت یا احکام خاص یا عام منشا و اغراض اوس قانون سے جسکے
ذریعہ سے اختیار دیا گیا حل کرنا چاہیے - پس یہ اصول علم تعبیر ہے
اور باستعمال عبارت مرہی صاحب جسٹس کے قاعدہ عام یہ ہے کہ جس
حال مین کہ قانون مین تصریح اوس وقت کی کیگئی ہو - جسکے اندر عہدہ دار
سرکاری کو کوئی فعل متعلق عہدہ نسبت حقوق و فرائض دیگر اشخاص کے
عمل مین لانا چاہیئے تو وہ محض ہدایتی تصور کیا جائیگا - بجز اسکے کہ نوعیت
اوس فعل کی جو کیا جائیگا یا عبارت مستعملہ و اضعان قانون سے ہو کہ
بیان وقت سے یہ مقصود تھا کہ اختیار عہدہ دار مذکور مین قید لگائی جائے
ایسا نتیجہ جیسا کہ اخیر سطر محولۂ فقرۂ اول مین بیان کیا گیا ہے کہ بعد انقضائے
ایسی حالت مین نکالا تھا جب واسطے مندرج حساب کرنے خرچہ کے جو متعلق دریہ
کے جو بمقابلہ عرائض عمومی اشخاص عوام کے ہون اور واسطے منظوری
عدالت ہائے ششماہی کے فہرست اجرت جو کلارکون جسٹسان کے
کی وقت مقرر کیا گیا - ان دونون صورتون مین وقت جو مقرر رکھا گیا
تھا حکمی قرار پایا تھا - اور اوسکے عدم تعمیل سے خرچہ کا قائم کرنا اور فہرست
فیس کی ناجائز قرار پائی تھی (دیکھو کتاب لیٹبرن صاحب متعلقہ قانون

پارلیمنٹ صفحہ ۲۰۸) مجھکو اپنے بھائی اولڈفیلڈ صاحب سے اوس حد تک جہان تک اس امر کے تسلیم کرنیکو متعلق ہی اتفاق ہے کہ الفاظ دفعہ مذکور کے اگر تعبیر بالا لحاظ کسی اور خیال کے کیجائی تو اوس سے خواہ مخواہ یہ مفہوم نہین ہوتا ہی کہ عبارت قانون قطعاً حکمی ہے یہانتک کہ نا منظوری عرضیہ دعوی کی منجانب عدالت بعد پیشی اول مقدمہ کے ناجائز ہوجائیگی لیکن میرے رائی مین امر مذکور کا فیصلہ اسطرح پر نہین کیاجاتا ہی جیسا کہ لارڈ بورن صاحب نے فرمایا۔ اوسکا تصفیہ دیگر نوع پر ہونا چاہیے اور بلحاظ عام منشاء و اغراض قانون کے ہونا چاہیے اول قول ذی علم لارڈ صاحب کو قاعدہ قرار دادہ مرسی صاحب کے شامل تصور کر کے مین تین امور قرار دیتا ہون جنسے تجویز اوس امر کی ہوسکتی ہی جو ہمارے روبرو پیش ہے۔

(۱) عبارت و مخوائے دفعہ ۳۵ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) عام منشاء و اغراض احکام خاص مندرجہ دفعہ مذکور کیا ہین۔

(۳) کیا نوعیت فعل کی یعنی اوس اختیار کی جو عدالت کو از روئے دفعہ مذکور دیاگیا ہے ایسی تھی کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ فقرہ بر وقت

یا قبل اول بیٹی کا یہ مقصود ہو اوس اختیار مین جو عطا کیا گیا ہے
قید لگائی جاوے پس اول نسبت عبارت و مخواے دفعہ مذکورہ کے
لفظ سے (جائز ہے) سے بطور قاعدہ عام بلا شبہہ معنی اجازت
ظاہر ہوتے ہین ـ لیکن قاعدہ مذکور ہر جگہ سے بلا خیال مخواے
احکام قانون اور اون اغراض کے جنکے لیے احکام مذکور داخل کیے
گئے ہین متعلق نہین ہے جس حال مین کہ قانون مین حکم عمل مین لانے
کسی شے کا بغرض انصاف یا قاعدہ عام کے ہو تو لفظ سے (جائز ہے)
ویسا ہی جیسا لفظ شیل (لازم ہوگا) ہے قاعدہ کا کیرن صاحب
چیف جسٹس نے بمقدمہ سرکار بنام بشپ آف اکفرڈ لا رپورٹ
کوئنس بنچ جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ قرار دیا ہے ـ علاوہ بریں استعمال
الفاظ جروِیس صاحب چیف جسٹس بمقدمہ میکڈوگل بنام پیٹرسن
رپورٹ کامن بنچ جلد ۱۱ صفحہ ۵۰۰ کے کیا جا سکتا ہے ـ
کہ جب بذریعہ قانون کے اختیار عمل مین لانے کسی فعل عدالتی کا
کسی صورت خاص مین دیا جائے تو جن اشخاص کو اختیار مذکور دیا گیا ہے
لازم ہی کہ جب وہ صورت پیش آوے اوسکو عمل مین لائین لفظ

ہے۔ اسلیے کہ استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ کہ اختیار تمیزی دیا جائے بلکہ اسلیے کہ اختیار دیا جائے (دیکھو کتاب ولیبرٹن صاحب متعلقہ قوانین پارلیمنٹ صفحات ۱۹۶-و ۱۹۷) بوقت یہ الفاظ داخل قانون کرنیکے جائز ہے کہ وہ۔ یا لازم ہوگا کہ اگر۔ اونکو مناسب معلوم ہو۔ یا اختیار حاصل ہوگا یا اونکو جائز ہوگا کہ ایسے افعال کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قانون میں عبارت محض اجازت کے استعمال کی گئی ہے لیکن یہ امر اسقدر اکثر فیصل ہو چکا ہے کہ وہ ایک امر بدیہی ہو گیا ہے کہ ایسی صورتوں میں جائز ہے کہ ایسی عبارت۔ اول درجہ۔ تاثیر میں لازمی ہو اور ہمارے نزدیک ابتدائی آرائے عدالت سے بھی یہی ترمیم ہوئی ہے (رسالہ میکسلرہل صاحب درباب تعبیر قانون طبع دوم صفحہ ۲۰۸)۔ پس رائے عدالتی نسبت معنے لفظ ہے جسطرح پر کہ وہ دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں استعمال ہوا ہے کیا ہونی چاہیئے۔ بعد کرنے غور اوپر امر مذکور کے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ لفظ مذکور کو جسطرح پر کہ دفعہ مذکور میں واقع ہوا ہے اس فقرہ ہم معنے سے کم و بیش معنی نہیں رکھتا۔

یعنے جائز ہوگا کہ لفظ مذکور بغرض عطا کرنے اوسی اختیار کے کہا گیا ہو جو
عدالت کو اوس نہج پر حاصل ہوتا۔ اور بذریعہ فقرہ حسب اقتضائے رائے
عدالت کے قطعی حکمی معنی الفاظ مذکور کے قائم نہین رہتے ہیں۔
لیکن جو اختیار تمیزی کہ اسطرح پر دیا گیا ہے کیا آئین کلیتاً کوئی قید بنسبت
اون حالات کے جنمین یا بنسبت اوس وقت کے جسکے اندر وہ عمل مین
لایا جائیگا نہین ہے۔ میرا جواب بنسبت اس سوال کے یہ ہے کہ دفعہ
۵۳ کا یہ منشا نہین ہے کہ اختیار تمیزی مذکور مین ان دونو قیدون مین
سے کوئی قید ہو۔ کوئی شک نہین کہ بلحاظ ان خیالات کے بنسبت
ایک امر کے ضمنہائے (الف) لغایۃ (واو) دفعہ مذکور سے حد
اختیار تمیزی مین قید لگائی گئی ہے کیونکہ یہ حجت نہین کیگئی ہے کہ
عدالت عرضیدعویٰ کو کسی اور حالات مین سوائے حالات مصرحہ
ضمنہائے مذکور کے سرسری طور پر نامنظور کرسکتی ہے۔ لیکن یہ بیان
کیا گیا ہے کہ ان الفاظ کے نہونے سے۔ لیکن بعد ازان یہ تصور کرنا چاہیے
کہ اوسکا ضمناً یہ منشا ہے کہ کوئی ایسی قید بابت وقت کے واضعان
قانون کے ذہن مین رہنا بہتر ہے۔ لیکن اگر واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ بلحاظ

حالات کے قیود لگائے جائیں تو یہ کیونکر تصور کیا جائے کہ اون اختیار تمیزی
مین کوئی قید وقت کی نہین ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک جو دلیل کہ روسے
الفاظ معینہ پر مبنی ہے ایک قید سے ویسی ہی متعلق ہے جیسی دوسری
قید سے متعلق ہے۔ اور اگر لفظ مے (جائز ہے) اور فقرہ حسب مقتضائے
رائے عدالت کو ایسا تصور کیا جاوے کہ اون سے قید متعلق وقت مندرجہ
اس فقرہ کے ہر وقت اور قبل پیشی اول کے زائل ہو گئی تو بطور نتیجہ منطقی کے
یہ ہے جائز رکھنا چاہیے کہ اونکے ذریعہ سے قید نسبت حالات مختلف
فقرہ ہائے مذکور کے بجائے اسکے کہ وہ شرائط ضروری واسطے استعمال
اختیار تمیزی کے ہون محض ایک ایسا ہے جس سے عدالت تجاوز کر سکتی ہے
یا جسکو نظر انداز کر سکتی ہے۔ مین الفاظ دفعہ مذکور کی کوئی ایسی تعبیر
نہین کر سکتا ہون۔ کیونکہ جیسا مین ابھی ثابت کرونگا۔ ایسی تعبیر خلاف
خاص اعتراض قانون مذکور کے ہوگی۔

لیکن یہ حجت کی گئی ہے کہ عبارت متشابہ دفعہ ۳۵ کے دفعات ۱۱۰
و ۱۱۱ مجموعہ ضابطۂ دیوانی مین استعمال کیگئی ہے۔ اور ان دونون صورتون مین
صرف وجہ اس امر کی کہ بیانات تحریری کو استحقاقاً پیش کرنے مین سماعت اول کی

قید کیون لگائی گئی ہے بہتر ہے کہ دفعہ ۱۱۰- الفاظ منفیہ مندرجہ دفعہ ۱۱۲ سے مشروط ہے اور دفعہ ۱۱۱- مین یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہین لیکن نہ بعد ازان دلیل مذکور مین صرف ظاہری وقعت ہے کیونکہ میرے نزدیک دونون صورتون مین جو اسطرحپر بیان کیگئی ہین داخل کرنا الفاظ منفیہ کا نہ اس سبب سے ضروری ہے کہ خاص مراد قید وقت قائم کرنیکے لیئے ایسے الفاظ منفیہ کا ہونا قطعاً ضروری تھا بلکہ اسیوجہ سے کہ واسطے بنانے مسودہ کے یہ ضرور تھا کہ الفاظ مذکور بغرض سہولت داخل کرنے اون قیود کے جنکا دفعہ ۱۱۲- مین ایک جانب اور جزو آخر فقرہ اول دفعہ ۱۱۱ مین بجانب دیگر اون قاعدون سے متعلق کرنا مقصود تھا جو اون دفعات مین مندرج ہین استعمال کیئے جائین - دونو صورتون مین حق فریقین نسبت پیش کرنے بیانات تحریری کے بعد سماعت اول کے قائم نہین کہا گیا ہے دونون صورتون مین اختیار تمیزی صریحاً عدالت کو اسلیے دیا گیا ہے کہ قاعدہ مذکور مین نرمی ہو ضرور تھا

دفعہ ۵۳ کے لیے ایسے احکام کا ہونا ضروری نہین تہا اور کوئی
دلیل جو عبارت اول دفعات پر مبنی ہو جسکا مینے حوالہ دیا ہے
تعبیر اوس مقدمہ سے متعلق نہین ہے کہ جسکی تعبیر کرنیکی درخواست
ہم سے کیگئی تہی - مگر اور دفعات مجموعہ مذکور ایسے ہین جنکا
حوالہ واسطے اغراض مقابلہ کرنیکے زیادہ تر مناسب ہی - کیونکہ
صرف دفعہ ۵۳ - ہی ایسے دفعہ مجموعہ کی نہین ہے جسکی تعبیر
اوس قسم کی ہو سکتی ہو جو مین دفعہ مذکور کے کرنا چاہتا ہون
اوسی قسم کی قید متعلق وقت دفعہ ۳۲۸ - مین پائی جاتی ہے
جو متعلق ڈگریدار کے اس حق کی ہے کہ وہ شکایت معترض ہیا
مزاحم ہونے اجرائے اوسکی ڈگری کی کرے - الفاظ یہ ہین
کہ ڈگریدار کو اختیار ہے کہ ایسی مزاحمت یا التعرض کیوقت
سے ایک مہینہ کے اندر کسیوقت عدالت مین اوسکا استغاثہ
کرئے آیا قید وقت کی مندرجہ دفعہ مذکور محض ہدایتی تصور
کیجائیگی یا حکمی - کیا وہ محض اسوجہ سے ہدایتی تصور کیجائیگی
کہ الفاظ - لیکن (بعد ازان) دفعہ مذکور مین مندرج نہین ہین

مجھکو واضح ہوتا ہے کہ باوجود استعمال ہونے لفظ فی (جائز ہے) اور باوجود نہونے الفاظ منفیہ کے قید نسبت وقت کے حکمی تصور کرنی چاہیے - حکمی اس معنی ہین کہ اگر وہ گذر جائے میعاد مصرحہ گذر جانے دے تو اوسکو اختیار کرنا ضابطہ محکومہ دفعہ مذکور کا ممنوع ہے قید کسی وقت کی دفعہ مذکور مین شاید غلط موقع پر قائم کیگئی ہے لیکن - تائید اپنی رائے کے مین بخوبی مستند قواعد تعبیر قوانین کا تذکرہ بذریعہ مقابلہ احکام قانون معاملات ہم قسم کے کرتا ہون - اور مجھکو دریافت ہوتا ہے کہ مد ۱۶۷ ضمیمہ ۲ اکٹ حد سماعت کو (جو متعلق اوسی معاملہ کے ہے) بشمول احکام دفعہ ۴ ایکٹ مذکور کے دیکھا جائے تو اس امر مین کوئی گنجائش شبہ کی باقی نہین رہتی ہے کہ درخواستین حسب دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بعد گذرنے ایک مہینہ میعاد مصرحہ دفعہ مذکور کے پذیرا نہین ہوسکتین بلاشک سوائے اسکے کہ ازروئے خود قواعد شمار کرنے میعاد سماعت کے بڑہانا میعاد کا جائز ہو نہین چاہتا ہون کہ ایک اور دفعہ مجموعہ ضابطہ

دیوانی کا حوالہ دو ن جسمین باوجود لفظ ہے کے تصریح ایک ایسی میعاد کی
کی گئی ہے جسمین فریقین مقدمہ کو اجازت استعمال ایسے حقکے
دیگئی ہے کہ جو اونکو بذریعہ قانون کے عطا کیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۶۷۔ مین یہ حکم ہے کہ فریقین مین سے ہر ایک کو جائز ہے
کہ مابین اوس میعاد کے کہ جو عدالت اپیل سے مقرر ہو ایک یادداشت
عذرات کی نسبت اوس تجویز کے داخل کرے کہ جو عدالت ماتحت
نے برطبق والیسی امور تنقیح طلب کے تحریر کی ہو۔ بوقت تعبیر
دفعہ ہم قسم یعنے دفعہ ۳۵۴ مجموعہ سابق (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع)
کے کہ اوسکی عبارت بہی ایسی ہی تہی اجلاس کامل عدالت ہذا سے
بمقدمہ رتن سنگھہ بنام وزیر انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۱ صفحہ ۱۶۵۔ یہ تجویز ہوئی کہ بعد گذرنے اوس میعاد کے
جو واسطے داخل کرنے عذرات کے مقرر ہے کوئی فریق مستحقاق
دعوی سماعت کیئے جانے کا نہین کر سکتا ہے۔
لیکن عدالت کو اختیار ہے کہ عذرات مذکور بعد میعاد مذکور
کے بہی منظور کرے اوس قاعدے سے جو اسطرح پر قرار دیا گیا تہا۔

عدالت ہذا نے کبھی خلاف اوسکے نہین کیا اور یہی تعبیر دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطۂ دیوانی حال کی کیگئی ہے ۔ لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس تعبیر سے جو اسطرحپر دفعہ مذکور کے کیگئی ہے بجاے اسکے کہ میری راے کی تائید ہو اوس سے تائید راے خلاف کی ہوتی ہی ۔ کیونکہ اوسمین یہ تجویز کیگئی ہے کہ عدالت کو اختیار بڑہانے میعاد کا حاصل ہے بجواب اسکے مجھکو صرف یہ مقصود ہے کہ اوس دفعہ مین قید وقت سے صرف یہ مراد ہے کہ حقوق فریقین مین اور نیز اختیار عدالت مین ایک قید ہو اور مین بہ اصرار یہ کہتا ہون کہ تجویز مذکور ایک سند صحیح اس امر کی ہے کہ وہ قید وقت کی باوجود استعمال لفظ ہے اور باوجود نہونے اون الفاظ کے جس سے معنے الفاظ ۔ (لیکن) نہ (بعد ازان) کے پیدا ہون حکمی تصور کیگئی ہے اوس دفعہ مین ایسی کوئی عبارت نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ کسی قید وقت کا اختیار تمیزی اوس عدالت پر لگانا مقصود تہا جو عدالت کہ میعاد مقرر کر سکتی ہے وہ اوسوقت توسیع بہی دیسکتی ہے ۔ لیکن اوس فرق سے جو مینے اسطرحپر نکالا ہے ۔ مجھکو

ایک اور دفعہ مجموعہ کا خیال آتا ہے کہ جسکا حوالہ میرے بھائی اول جلد ضلع صاحب نے دیا ہے اور جسمین میعاد کی قید واسطے عمل مین لانے بعض ایسے افعال کے کیگئی ہے کہ جو وہ فریق عمل مین لائیگا جو اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل دائر کرے وہ دفعہ ۶۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ہے جو لفظ بلفظ متعلق دفعہ ۱۱ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۴ء کے ہے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ درصورت عطا ہونے سارٹیفکٹ کے سائل کو لازم ہے کہ جس ڈگری کا اپیل ہو اوسکی تاریخ سے چھہ مہینے کے اندر یا سارٹیفکٹ کی عطا ہونیکی تاریخ سے چھہ ہفتے کے اندر یعنے ان دونوں میعادونمین سے جو پیچھے گذری خرچہ رسپانڈنٹ کی ضمانت داخل کرے اور بعض دیگر افعال متذکرہ دفعہ مذکور بجا لائے (بمقدمہ سومج مکی کنور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴۔ اپیلیٹ ہند صفحہ ۱۱ صفحہ ۷۔)

ایک بنچ نے جسمین جناب فیض علم چیف جسٹس صاحب اور دو دیگر فیض علم حکام ہائی کورٹ کلکتہ اجلاس فرماتے تھے۔ بوقت تعبیر اون الفاظ کے جنکا مینے حوالہ دیا ہے یہ تجویز کی کہ اس فقرہ کے (لازم ہے کہ چھہ مہینے

کے اندر) قطعاً حکمی معنی نہین تھے اور وقت مندرجہ دفعہ کی توسیع
استعمال اختیار تمیزی عدالت کے ہوسکتی تھی اوس قاعدے کو
جو اسطرحپر قرار دیا گیا تھا حکام عالی مقام پریوی کونسل نے
(مقدمہ صبیر چور بنام بھگنا انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۵۷-
و لارپورٹ ہاے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۷) مین اختیار کیا جسکی تقلید اجلاس
کامل عدالت ہذا نے (مقدمہ فضل النسا بیگم بنام سوبو- انڈین لارپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۰) مین کی تجاویز بلاشبہ اسناد قوی
اسبات کی ہین کہ وہ میعاد جسکی اندر فریق نالش کو بعض افعال کرنے
ہون محض ہدایتی ہے اور اون سے یہ اختیار تمیزی عدالت کا کہ
میعاد بڑہاوے زائل نہین ہوتا ہے- گو اون الفاظ قانون کے
قبل جسکے ذریعہ سے وہ قید لگائی گئی ہو لفظ شل (لازم ہی)
واقع ہوا اور یہہ ایسا لفظ ہے کہ اوسکی تعبیر معمولی طور پر حکمی
کیجاتی ہے- اور لفظ مے- (جائز ہے) بلاشک معمولی طور پر
صرف اجازتی تصور کیا جاتا ہے- اس تجویز پریوی کونسل مین
جہانتک کہ تعبیر قید متعلق وقت موقوعہ دفعہ ۶۰۲ کو تعلق ہے

بلا شبہ قاعدہ اور قانون ہو چکا ہے۔ خیالات حکام عالی مقام نسبت
امر مذکور و نیز حکام ذیعلم عدالت کلکتہ کے اوس مقدمہ مین جسکو پریوی
کونسل نے منظور فرمایا مختصراً اظاہر کیے گئے ہین۔ اور مین اقبال
کرتا ہون کہ تجاویز مذکور سے میرا دل کچہہ عرصہ تک نسبت اس امر کے
ششش و پنج مین رہا کہ آیا وہ قطعی طور پر تعبیر دفعہ ۳۵ سے بہی
متعلق ہین۔ یا نہین لیکن امر مذکور پر بتوجہ تمام غور کرنیسے مین
اپنے بہائی اولڈفیلڈ صاحب سے نسبت اس خیال کے اتفاق
نہین کر سکتا ہون۔ کہ اونسے وہ دقت جو ہمارے روبرو پیش ہے
رفع ہوتی ہے مین عبارت دفعہ ۵۳ متعلقہ قید وقت اور عبارت
دفعہ ۶۰۲ مین فرق کرتا ہون۔ اور میرے وجوہ فرق مذکور کے
مشابہ اون وجوہ کے ہین کہ جو مینے بضمیمہ تعبیر دفعہ ۵۶۷۔
ازجانب عدالت ہذا اسکے ظاہر کئے ہین جو قیود نسبت وقت کے
دفعہ مذکور مین و نیز دفعہ ۶۰۲ مجموعۂ مذکور مین مندرج ہین وہ قیود
نسبت حقوق فریقین کے ہین اور وہ تجاویز جنکا مینے حوالہ دیا ہے
بدینوجہہ مطابق اوس اصول کے ہین جسپر تجویز اجلاس کامل عدالت ہذا

بابتہ تعبیر ۴۳۵ - مجموعہ ۱۸۵۹ء کے پہلے ہی دفعات مذکور ہین سے
کسی مین عبارت قانون مین کوئی ایسا فقرہ نہین ہے کہ جس سے
ایسی قید تصور کیجائے جو اختیارات عدالت مین لگائی گئی ہو -
اور دفعہ ۵۳ - مین فقرہ توصیفے بروقت یا قبل پیشی ادل کے اگر اوسکا
کچھہ معنی ہین ضرور متعلق اختیار عدالت کے ہونا چاہیے - وہ بلا شبہہ
کسی اور شے سے متعلق نہین ہو سکتا - لیکن صرف یہی وجہہ اثبات
کی نہین ہے کہ مین مقدمہ حال اور تجویز پریوی کونسل مصدورہ مقدمہ
برجور بنام بہگتا (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۵۵ - ولاء رپورٹ
اپیل ہائے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۷) مین فرق کرتا ہون مین ابھی بیان کر چکا
ہون کہ منشاء اغراض خاص احکام قانون اور نوعیت اوس فعل کی
جس سے وہ متعلق ہی خیالات ضروری واسطے نکالنے صحیح نتائج
متعلق تعبیر عبارت واضعان قانون کے ہین اور یہ بات کہ یہ
خیالات امر حال پر موثر ہین - مین ثابت کرنیکی لئے ابھی کوشش
کرونگا - لیکن مین اس موقع پر تذکرتا یہ کہہ سکتا ہون کہ اوس
مقدمہ مین جورو برد عدالت کلکتہ کے تھا - اور نیز اوس مقدمہ مین

جو روبرو پریوی کونسل کے تعافی الواقع لتعمیل منشار واغراض قانون کی ہوگئی تھی۔ مقدمۂ اول الذکر مین خرچہ اندر میعاد کے اسوجہ سے داخل نہین ہوسکا تھا کہ تاریخ جمع کرنیکی ایسے وقت واقع ہوئی کہ جب عدالت بند تھی اور اوس مقدمہ مین جو روبرو پریوی کونسل کے تھا خرچہ بین المیعاد داخل کردیا گیا تھا۔ یا بین المیعاد داخل کرنیکی کوشش کیگئی تھی۔ لیکن غلطی سے جو بہ نیک نیتی تھی خرچہ غلط طور پر عدالت مرافعۂ اول مین جمع کیا گیا یہ ایسی صورتیں تھین کہ جو قواعد سخت قانون حد سماعت مین بھی وجہ واسطے بڑہانے میعاد کے تسلیم ہوئی ہین اندر ایسے حالات کے منشار واضعان قانون کی اصل مین تعمیل ہوگئی کہ وہ شخص جسپر میعاد کا اثر پہونچتا تھا۔ مستحق رعایت اختیاری عدالت کا تھا یہ ایک معاملہ ہے کہ جواز روئے قواعد تعبیر قوانین کے جائز ہے۔ کیونکہ اوس سے غرض قید وقت کی زائل نہین ہوسکتی ہے نہ اوس سے کوئی بے انصافی یا سختی یا دقت ہوتی ہے۔ اور مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا کہ بوقت کرنے تعبیر دفعہ ۲۰۲۔ مجموعہ کے منشار واغراض دفعہ

مذکور اور نوعیت اوس فعل کی جس سے قید وقت متعلق ہے۔
اور ہونا ایسے الفاظ کا جس سے اختیارات عدالت مین قید لگائی گئی ہو
یہ سب ایسے خیالات ہین کہ جو نظر انداز نہین ہوسکتے تھے اور مین
یہ خیال کرنے سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ ان باتونکو ذہن مین رکھکر
کوئی بابت دفعہ ۲۰۲ و دفعہ ۳۵ مجموعہ مین یکسان نہین ہے پس جو آب
اوس امر اول کا جو مینے قائم کیا ہے یہ ہے کہ عبارت دفعہ ۳۵ مین
کوئی ایسا امر نہین ہے۔ کہ قید وقت سماعت اول کی جو واضعان
قانون نے لگائی ہے۔ اسمین توسیع یا تبدیل مطابق اقتضائے
رائے عدالت کے ہونا مقصود واضعان قانون کا تھا۔ اور مین
ابھی کوشش اس امر کے ظاہر کرنیکی کرونگا کہ ہر دیگر خیال سے تائید اس نتیجہ
کی ہوتی ہے کہ قید وقت کا حکمی ہونا مقصود ہے۔ اسکے بعد مین
اون دو امور پر متوجہ ہوتا ہون کہ جو مینے شروع مین بیان کی ہین عام
منشاء دفعہ جیسا کہ الفاظ قانون سے صریحاً ظاہر ہوتا ہی یہ ہے کہ
عدالت کو ایسا اختیار دیا جائے جو اختیار اوسکو اوس نہج پر حاصل
نہوتا اور قواعد واسطے ہدایت اور قیود بابت استعمال اختیار مذکور کے

بذریعہ ظاہر کرنے اون شرائط کے قرار دیے جائین کہ جنکے ساتھ اونکا استعمال کیا جائے - اون شرائط مین دو امور جداگانہ ہین - ایک متعلق وقت یا اوس موقع کے جبکہ اختیار مذکور عمل مین لانا چاہیے - دوسرا متعلق اون صورتون کے جنسے اختیار مذکور متعلق ہی - امر اول الذکر اس عبارت مین ظاہر کیا گیا ہی - بر وقت یا قبل پیشی اول کے امر دویم کا ذکر اون مختلف فقرات مین کیا گیا ہی جو جز ضروری دفعہ مذکور کے ہین اور کل دفعہ تابع قیود مندرجہ شرط کی قرار دیگئی ہے - آخر جز و دفعہ واسطے بحث حال کے غیر اہم ہے - پس منشاء عام دفعہ مذکورہ کی حسب مذکورہ بالا ہے - اوسکی غرض اصلی مثل دیگر قواعد متعلقہ ضابطہ کے یہہ ہے کہ حتی الامکان عدالتین یکسان ضابطہ پر عمل کرین - علاوہ برین غرض یہ ہے کہ تصحیح غلطی ضابطہ کی عرضی دعوی مین حتی الوسع نوبت اولین پر کیجائی اور انسداد پڑنے ایسے جھگڑے کا کیا جائے کہ جو بوجہ کسی نقص باطنی کے اگر اوس نقص کی اصلاح نہ کیجائے ضرور بالآخر ڈسمسی نالش کے ساتھ ختم ہوگا یا اوس سے کوئی امر باعث بے ترتیبی کا پیدا ہوگا - پس میرے رائے مین عام

منشار و اغراض احکام دفعہ ۲۳ مجموعہ کے یہی ہین ۔
نسبت نوعیت اوس اختیار کے جو عدالت کو از روئے دفعہ ۲۳ کے
عطا کیا گیا ہے مجھکو بحث کہنے کی ضرورت نہین ہے ۔ کیونکہ میری
نزدیک یہ صاف ظاہر ہے کہ اختیار نامنظور کرنے عرائض دعویکا
بموجب دفعہ مذکور کے فی الواقع ایک اختیار تمیزی ہے جسکا استعمال
سرسری طور پر عدالت خود اپنی طرف سے نسبت اون معاملات کے
کر سکتی ہے جیسا کہ فقرہ دفعہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے ایسے معاملات
ہین کہ جنپر غور اور جنکا فیصلہ خود عرضی دعوی کو پڑھکر بخوبی کیا جاسکتا ہے
لہذا نوعیت اختیار کے لحاظ سے بلا شبہہ یہ ضرور نہین ہے کہ اوسکی
استعمال کرنیکی وقت کی توسیع کسی نوبت مابعد پر بہ نسبت اول
سماعت نالش کے کیجائے ۔ اور بلحاظ نوعیت ایسے اختیار تمیزی کے
میرے نزدیک یہ امر ضروری ہے کہ اوسکا استعمال فوراً او رحتی الوسع
سب سے پہلے موقع پر کیا جائے ۔ کیونکہ اگر یہ قرار دیا جائے کہ اختیار
مذکورہ استعمال ہر وقت ہو سکتا ہے تو ہمکو یہ صورت پیش آئیگی کہ ممکن ہے
کہ عرضی دعوی کسی نہ کسی وجہہ مندرجہ فقرات مختلف دفعہ مذکور پر کسی

ایسی نوبت پیدا متصور کیجائے کہ جب کل شہادت مقدمہ کی دے لیگئی ہو
اور بحث فریقین کی آخر تک سن لیگئی ہو - اور عدالت کو سواے ڈگری
یا ڈسمس کرنے نالش کے کچھ اور کام کرنا باقی نرہا ہو -

پہنے عام منشا اغراض نوعیت دفعہ پر اسقدر استدلال اسوجہ سے کیا ہے
کہ بلالحاظ اون خیالات کے لفظ پہنے خواہ لفظ شیل خواہ تعین وقت
خواہ نہونے الفاظ امتناعی سے بنفسہ کوئی ہدایت بخطاء اسکے تعبیر
احکام قانونی مثل ایسے حکم کے کہ جیساب زیر لحاظ ہی حاصل نہین
ہوتی ہے - اگر یہ قاعدہ تعبیر ہوتا تو قریب قریب ہر دیگر دفعہ مجموعہ
تعزیرات اور بہت سی دفعات اکٹ شہادت و دیگر قوانین مین جنمین
لفظ پہنے واقع ہوا ہے اور اوسکے بعد الفاظ منفیہ نہین ہین صریحاً
غلط سمجھی جائیگی - بغرض دینے مثال اس امر کے کہ میری کیا مراد ہے
مین دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات کو لیتا ہون جسمین بوقت درج کرنے
سزا سے سرقہ کے یہ لکھا ہی دونون قسمون مین کسی قسم کی قید کی سزا
دیجائیگی جو تین برس تک ہو سکتی ہی الخ - واضح ہو کہ اس دفعہ مین لفظ
پہنے - واقع ہوا ہے اور میعاد سزا بلا کسی ایسے الفاظ منفیہ کے جنسے

ظاہر ہو کہ سزا اوس سے زیادہ ہوگی - جو محکوم ہے - بیان کیگئی ہے
میری دانست مین جو حد کہ دفعہ مذکورہ مین مقرر کیگئی ہے بلاشبہ ایک قید
نسبت اختیار عدالت کے ہے اور باوجود ہونے امتناع جرم کے
یہ نہین ہو سکتا کہ اوس قید کا لحاظ نہ کیا جائے - یا اوس حد سے تجاوز
کیا جائے اب مین ایک دفعہ اکٹ شہادت کی لیتا ہون دفعہ ۹۱
اکٹ مذکور مین یہ حکم ہے کہ جائز ہے کہ مضامین دستاویزات بذریعہ
شہادت اصلی یا منقولی کے ثابت کیئے جائین - پہر اس قدر پر لفظ حجے
بلا اسکے کہ اوسکی بعد کوئی الفاظ امتناعی جنکے معنے مثل اس فقرہ کے
ہون لیکن نہ اور طرح پر استعمال کیا گیا ہو - باینہمہ دفعہ مذکور کے یہ معنی
مقصود نہین کیے جاسکتے ہین کہ مضمون دستاویزات بذریعہ کسی تیسری قسم
کی ایسی شہادت کے جو اصلی یا منقولی نہو ثابت کیے جائینگے -
بعد اوسکے جو تعلیم چیف جسٹس صاحب نے نسبت اوس نتائج
کے جو بمقابلہ عبارت دفعات ۲۹ - و ۳۲ مجموعہ ۱۸۵۹ع) سے
ساتھ دفعہ ۵۳ - مجموعہ ۱۸۷۲ع جو مجموعہ حال ہین لفظ بلفظ داخل ہوا ہے
نکلتے ہین لکھا ہے - مجھکو کچھ لکھنے کی ضرورت نہین ہے لیکن تجویز

کرنا چاہتا ہون کہ بروٹن صاحب نے اپنی شرح متعلقہ دفعہ ۳۵ مجموعہ ۱۸۷۷ء مین تعبیر داخل لیموئی اس فقرہ کی بروقت یا قبل پیشی اول کے یہ کی ہے کہ وہ حکمی ہے اور اوسکے ذریعہ سے عدالت کے اختیار تمیزی مین قید لگائی گئی ہے۔ ذی علم چیف جسٹس صاحب نے غیر معین ہونا ضابطہ کا اور تکلیف و بے یقین اور توقف تصفیہ نالش کا ذکر کیا ہے جو ایسی تعبیر سے منتج ہوگا کہ جنکے ذریعہ سے عدالت کو یہ اختیار تمیزی حاصل ہو۔ کہ عرائض دعوی کو سرسری طور پر کسی حالت نالش مین بلا کسی قید معیار کے یا تابع ایسے قید کے جو عملاً کوئی قید ہرگز نہو نا منظور کرے۔ یہ منشاء واضعان قانون کا بوقت بنانے دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہرگز نہوگا۔ اسمین شبہہ نہین کہ ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ مودہے بنام ڈونگر (۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۷۰۹۔ رائے خلاف اوس رائی کے جو بیشے اسمقدمہ مین قائم کی ہے ظاہر کی ہے۔ اور میرے بھائی اولڈفیلڈ صاحب نے اوس تجویز پر عمل کیا ہے مگر نسبت اوس تجویز کے مجھکو ہرگز ضرورت نہین ہے کہ اوس سے کچھ زیادہ تحریر کرون کہ جسقدر ذی علم چیف جسٹس صاحب نے

اس مقدمہ مین تحریر کیا ہی لیکن یہ تعظیم تمام اپنے بھائی اولڈ فیلڈ صاحب
سے بنسبت امر ہذا کے اور یہ تعظیم بحد جو مین ہمیشہ راے قانونی
مصدرہ سر میکائیل ویسٹراپ صاحب کی کرتا رہا ہون مجھکو
اقرار کرنا چاہیے کہ اون وجوہ سے جنپر حاکم موصوف کی تجویز
منبی ہے میرا اطمینان بنسبت اس امر کی نہین ہوتا ہے کہ جو
تعبیر معنی دفعہ ۵۳ کی کی ہے۔ اوس سے دفعہ مذکور خلاف کسی
اور جز و مجموعہ کے ہو جائیگی۔ یہ دلیل کہ اگر قید سماعت اول مندرجہ
دفعہ ۵۳ سے یہ مراد سمجھی جائیگی کہ وہ معنی حکمی قائم کیگئی ہے
تو ضمن (د) دفعہ مذکور خلاف فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے ہو جائیگی
میری دانست مین اوس سے زیادہ باوقعت نہوگی کہ اگر یہہ
کہا جاے کہ احکام دفعہ ۱۱۰۔ خلاف عبارت شرائط متعلقہ
دفعہ ۱۱۲ کے ہین خود میری یہہ راے ہے کہ یہہ مقصود تھا کہ اختیارات
عدالت حسب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ مثل دفعہ ۱۱۲ کے خاص
صورتون سے متعلق ہون اور خود اس امر سے کہ ایسے اختیارات
وسیع عدالت کو اون صورتہاے مین دیے گئے ہین یہہ ظاہر ہوتا ہی

کراون اختیارات کا جو بذریعہ دفعہ ۵۳ کے دیے گئے ہین متروک ہوگا یہ مقصود تھا کہ استعمال وس اختیار تمیزی کا جو بذریعہ دفعہ مذکور کے دیا گیا ہے سماعت اول پر محدود ہو لیکن بوجہ تعظیم متعلقہ بنسبت ڈیپٹیر اپیل صاحب چیف جسٹس کے مجھکو لازم ہے کہ بیان اون وجوہ کا کرون کہ جو مجھکو حاکم موصوف کی رائے کے تسلیم کرنے مین پیدا ہوتی ہین نہایت اہم جزو وجوہ فیصلہ کا جسپر تجویز حاکم موصوف کی مبنی ہے یہہ ہے کہ قید وقت مندرجہ دفعہ ۵۳ کو حکمی سمجھنے سے ضمن (و) دفعہ ۵۳ بالکل خلاف فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے ہوجائیگی۔ واضح ہو کہ اگر یہہ صورت ہے تو بلاشبہہ ایک دلیل قوی بابت قائم کرنے معنے اجازتی دفعہ ۵۳ کے موجود ہے۔ لیکن مین یہ بات تصور کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ ایسی صورت نہین ہے بذریعہ دفعہ ۳۲۔ کے عدالت کو دو جداگانہ اختیارات دیے گئے ہین۔ اول یہ اختیار ہے کہ کسی فریق کا نام جو نالش مین بیجا طور پر شامل کیا گیا ہو خارج کرے دوسرا اختیار مندرجہ دفعہ مذکور متعلق اسکے ہے کہ نام فریقین مقدمہ کے ایک زمرہ سے

دوسرے زمرے مین رکھی جائین یا اشخاص جدید شامل کیے جائین واضح ہو کہ استعمال اختیار اول کا ساعت اول پر محدود ہی اختیار دوم اسطرحپر محدود نہین ہے اور یہانتک مجھکو والیشراپ صاحب چیف جسٹس سے اتفاق ہے لیکن یہ صورت اسوجہ سے ہے کہ قانون مین ایسا ہی لکھا ہے اور مین مقر ہون کہ مجھکو یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کس طرحپر اس تعبیر سے دفعہ ۳۲ - خلاف دفعہ ۵۵ کے ہوجاتی ہے کہ قید وقت کی جو دفعہ آخرالذکر مین مندرج ہی معنے حکمی قرار دیے جائین - کیونکہ مین یہ قرار نہین دیسکتا ہون کہ سرسری طورپر واپس کرنا عرضی دعویکا واسطے ترمیم کے یا اوسکی نامنظوری بوجوہ مندرجہ ضمن (د) دفعہ ۵۳ کے ایسے معاملات مین کہ جو ہم معنی یا قابل تبدیل ساتھہ اوس کاروائی عدالت کے ہین کہ جو از روے فقرہ دوئم دفعہ ۳۲ - کے کیجاتی ہے کہ یہہ دفعہ اضافہ فریقین سے متعلق ہے اور اوسمین کچھہ ذکر منسبت سرسری طورپر نامنظور کرنے عرضیدعوی یا اوسکی واپسی کا بغرض ترمیم کے نہین ہے - اختیار فریق مقدمہ کا

نسبت ترمیم عرضی دعوی کے بعد اسکے کہ وہ اوسکو ایکمرتبہ حسب دفعہ ۵۳ - واپس دیگئی ہو علاً بلا قید ہے اور اوسمین ازروی عبارت شرط متعلقہ دفعہ مذکور کے قید لگائی گئی ہے - بخلاف اسکے شامل کرنا اشخاص کا بموجب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے اون اشخاص پر محدود ہے کہ جنکی حاضری اوس عدالت کے نزدیک جو فیصلہ مقدمہ کا کریگی - اسلئے ضرور ہو کہ وہ جملہ مراتب متنازعہ متعلقہ مقدمہ کو بخوبی تکمیل کے ساتھہ فیصل او طے کر سکے - اور بلاشک ترمیم عرضی دعوی کے اس صورت مین اوس وسیع معنی مین نہین ہوسکتی ہے کہ جیسی بموجب دفعہ ۵۳ کے ہوسکتی ہے کیونکہ جو ترمیم کہ بوجہہ فعل عدالت کے بموجب فقرہ دویم دفعہ ۳۲ کے مقصود ہے - وہ ایسے معاملات پر ضرورۃً محدود ہی کہ جو واسطے ظاہر کرنے اوس تعلق کے ضروری ہون کہ جو فریق جدید کو نسبت منشاء نالش کے حاصل ہو بموجب دفعہ ۵۳ کے جائز ہے کہ عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس کیا جائے - یا کلیتاً نامنظور کیجائے بموجب دفعہ ۳۲ کے ان دونون باتون مین سے ایک بات بہی نہین ہوسکتی ہی اور مجہکو واضح

ہوتا ہے کہ جو
جا سکتے ہین
دوسرے کے کہنا
مجاز ہی کہ تمام فریقین مقد
مین داخل کرے اور دو
کرے اشخاص کو بطور
ایسے ہوتے ہین کہ اگ
وہ باعث اس بات
واسطے ترمیم کے حسب
اسطرح پر بوقت سماعت
عدالت کو اختیار واپس
نہین پہنچتا لہذا احکام دفعات
ہین اس مطابق میری راے
اونکو سمجھتا ہون خلاف عبارت
منظور کرنے عرایض دعوی خواہ او

وہ اوسکو ایکمرتبہ حسب
اور اونمین ازروی عبارت
ہ - بخلاف اسکے شامل
کے اون اشخاص پر
نزدیک جو فیصلہ مقدمہ
رعہ متعلقہ مقدمہ کو
اور بلاشک ترمیم عرضیدعوی
تی ہے کہ عینہی بموجب
ببہ فعل عدالت سے
ہے - وہ ایسے معاملات
اوس تعلق کے ضروری
ے حاصل ہو بموجب
سطے ترمیم کے واپس
دفعہ ۲۰۳ کے ان
لکتی ہی اور مجکو واضع

دفعه ۲...

بغ...

ضمن...

۳۴...

بموجب...

وقت...

۳۴ مجم...

اروسے...

مقد...

نهین...

کسی متق...

...تہری کا جو بذریعہ

...ایر محدود ہے

...ول ہوتا کیونکہ خود

...ماروائی ہوسکتی کہ جنکے لیئے

...امر کو بیان کرتا ہون کہ میرا

...ب دفعہ ۳۲ کے عدالت

...رنے اون نقایص کے

...ے سبب سے پیدا ہون

...ن ہی کہ عرضیدعوی کو واپس

...این مدعی واسطے ایک زمانہ

...دوسری صورت مین عدالت

...ل جو وہ خود اگر اوسکو مناسب

...مین فعل عدالت حسب دفعہ ۳۵

...ا ہے خود مجموعہ مین تسلیم کیا گیا ہی

...عرضیدعوی بطور ڈگریات حسب مراد

دفعہ ۲ کے قابل اپیل ہین اور احکام مشعر والیسی عرایض دعوی
بغرض ترمیم کے حسب ضمن ۴ دفعہ ۵۰۰ کے قابل اپیل ہین کہ دفعہ
ضمن ۲ سے مختلف ہے - کہ جسکی بموجب احکام جو حسب دفعہ
۴۳ کے صادر ہوئے ہون قابل اپیل ہین - نوعیت فعل عدالت
جو بموجب ان دو دفعات کے کیے جائین اسطرح پر قابل فرق ہے
اور جب یہ رائے نسبت قانون کے قائم کیجاتی ہے تو کچھہ اختلاف
مابین ضمن ۹ دفعہ ۵۳ - اور فقرہ دویم دفعہ ۴۳ کے نہین ہوتا اور وہ
وقت جو ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے خیال کی ہے بلحاظ دفعہ
۴۳ مجموعہ کے پیدا نہین ہوتی ہے - یہ ممکن ہے کہ اوس دفعہ کے
روسے حق مدعا علیہ کا بابت کرنے عذر نسبت نہ شامل کیے جانے
اشخاص کے بطور فریق مقدمہ کے باعتبار وقت محدود ہو لیکن اوس
دفعہ کے روسے حق مدعی نسبت شامل کرنے اشخاص کے بطور فریق
مقدمہ کے محدود نہین کیا گیا ہے لیکن یہ رائے مخالف اوس تعبیر کے
نہین ہے کہ جو ہمنے دفعہ ۵۳ کے کی ہے - کیونکہ اگر از روے اتفاقات
کسی مقدمہ کے یہ ضرور ہو کہ کوئی شخص بطور مدعا علیہ بعد اسکے کہ سماعت

اول نالش کی ہو چکی ہو شامل کیا جائے - تو اوسکی نسبت دفعہ ۳۲
مین حکم ہے نام مدعاعلیہ جدید کا بموجب اون شرائط کے جو دفعہ ۳۲
مین محکوم ہین شامل کیا جا سکتا ہی - اور عدالت حکم عرضی دعوی کی
ترمیم ضروری کا بموجب دفعہ ۳۳ کے دیسکتی ہے بلاشک مجھکو واضح
ہوتا ہے کہ منشاء دیگر احکام مجموعہ سے نتائج مفید ادس رائے کے ظاہر
ہوتے ہین کہ جو ہمنے قائم کی ہے دفعہ ۳۱ مین یہہ حکم ہے کوئی نالش
بوجہہ بیجا شامل کرنے فریقین کے ساقط نہوگی - اور عدالت کو جائز ہی
کہ ہر مقدمہ مین جو اہالی مقدمہ فی الواقع حاضر ہون اونکے حقوق و
مرافق سے جسقدر کہ مقدمہ کو تعلق ہو صرف اوسیقدر کہ بابت امر یہ النزاع
کا تصفیہ کرے یہہ عام اور حکمی قاعدہ ہے اور دفعہ مابعد (۳۲) مین
یہ اختیار عدالت کا کہ نام اشخاص فریق مقدمہ کو عرضی دعوی سے
خارج کرے ساعت اول پر محدود کیا گیا ہی - مگر عدالت کو یہ اختیار
دیا گیا ہے کہ نام ایسے اشخاص کا کہ جنکا عدالت مین حاضر ہونا اوسکے
نزدیک اسوجہہ سے ضرور ہو کہ عدالت جملہ مراتب متنازعہ متعلق
مقدمہ کو بخوبی تکمیل کے ساتھہ فیصل اور طے کر سکے شامل کرے -

اور اسکے بعد دفعہ ۳۳ ہے اور اوسکے روسے عدالت کو یہ اجازت دیگئی ہے کہ حسب دفعہ ۳۲ کے ایسی ترمیم کرنی ضروری معلوم ہو تو عرضی دعوی کو ترمیم کرے اسکے بعد کی دفعہ (۳۴) مین حکماً یہ قاعدہ درج کیا گیا ہے کہ عذرات نسبت عدم شمول یا شمول بیجا فریقین کے جسقدر جلد ممکن ہو اور ہمیشہ مقدمہ کی پیشی اول سے پہلے پیش کیے جاوینگے۔ دفعات درمیانی کو چھوڑ کر باب ۴ مین ذکر نالش کی ترتیب کا ہے اور اوس باب مین دفعہ ۴۵ واقع ہوتی ہے جسمین عدالت کو یہ اختیار تمیزی دیا گیا ہے کہ حکم تجویز جداگانہ ایسے وجوہ نالش کا صادر کرے کہ جو ایک نالش مین داخل کیگئی ہون۔ جو اختیار کہ اسطرح پر دیا گیا ہے صرف اسی امر پر محدود ہے کہ وہ کسی وقت پر قبل پیشی اول کے استعمال کیا جائے۔ بجز اسکے کہ فریقین راضی ہون کہ مقدمہ کی کسی نوبت مابعد پر اختیار مذکور عمل مین لایا جائے۔ مطابقت اون احکام کی دفعہ ۱۰۴ مین بھی پائی جاتی ہے۔ اوسکی روسے مدعا علیہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ قبل پیشی اول یا جس حال مین کہ امور تنقیح طلب قرار پا چکے ہون شہادت

کے قابض ہونے سے پہلے کسیوقت پر عدالت مین درخواست کرے - کہ نالش صرف نہین بناہائے دعوے سے متعلق قرار دیجائے کہ جو ایک مقدمہ مین بسہولت طے ہوسکین - اس جگہہ پر بہر قید نسبت وقت کے صریحًا حکمی ہی گو الفاظ منفیہ موجود نہین ہین - اسکے بعد دفعہ ۴۷ واقع ہوتی ہے جسمین اجازت ایسی ترمیم کی ہے کہ جسکی ضرورت بوجہہ اختیار کرنے ضابطہ محکومہ دفعہ مین ماقبل کے ہو اس قانون مین بعد قرار دینے اوس قاعدہ کے کہ جہانتک ممکن ہو وقت ہائے ضابطہ متعلقہ عرضیدعوی حتی الامکان نالش کے اول ترین نوبت مین رفع کیجائین ایک اختیار علیحدہ بذریعہ دفعہ ۵۳ کے دیا گیا ہے - اور وہ اختیار بذریعہ کسی دفعہ ماسبق کے نہین دیا گیا ہے اگر مین یہ لفظ استعمال کرسکون تو فی الواقع اہم الفاظ متعلقہ اختیار مذکور کے نامنظوری اور واپسی ہین اور یہ الفاظ ایسے ہین کہ جو دفعہ ۵۳ - یا کسی اور دفعہ مین جسکا مین نے حوالہ دیا ہے پائے نہین جاتے ہین - اور گو لفظ ترمیم کر دفعہ ۵۳ - مین ہے واقع ہوا ہے اوسکو بوجہہ فحوائے عبارت خواہ مخواہ

ایسا تصور کرنا چاہیے کہ متعلق اون ترمیمات کے ہے کہ جو کسی وجہ مندرجہ دفعہ مذکور سے پیدا ہون اور نہ ایسے وجوہ سے کہ جنکے لیئے پہلے قاعدہ مقرر ہو چکا ہے - علاوہ برین جہانتک کہ لفظ ترمیم کو تعلق ہے فقرہ توصیفے "اٹسیوقت" اور "وہین" سے اختیار مذکور خواہ مخواہ سماعت اول پر محدود ہوتا ہے یعنے ترمیمات بابت کسی وجہ خاص مندرجہ دفعہ مذکور کے ضرور ہے کہ اوسی نوبت پر کیجائین - اس سے میری رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ مجھکو یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ کسطرح پر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ الفاظ "اوسیوقت" اور "وہین" کسی اور نوبت مقدمہ سے سوا اوسکے کہ جو دفعہ مذکور مین مندرج ہے متعلق ہو سکتی ہین - اقل درجہ مین فقرہ مذکور کی یہی تعبیر کرتا ہون کہ جو فقرہ اوس زبان کا نہین ہے جو میرے خاص زبان ہے - لیکن جیسا کہ مینے پیشتر تحریر کیا ہے خاص وقت متعلق الفاظ واپس کرنے اور نا منظور کرنے کے ہے - اس مقدمہ مین ہمکو اس اختیار عدالت سے کہ عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس کرے صرف ضمناً تعلق ہے - اور ہمکو اس اختیار

عدالت سے کہ عرضید عوی کو کسی وجہ متذکرہ دفعہ ۵۳ سے نامنظور کرے صریحا تعلق ہے جہان تک کہ تجویز والیٹراپ صاحب چیف جسٹس کو تعلق ہے مین یہہ کہ سکتا ہون کہ اگر وجہ فیصلہ تجویز حاکم موصوف محض اس امر پر مبنی ہوتی کہ عرضید عوی بعض حالات مین منجانب عدالت بعد سماعت اول کے (مثلاً اون صورتونمین جو دفعات ۲۲ و ۳۳ و ۴۷ - مین خیال کیگئی ہین) بربناے اون وجوہ کے ترمیم ہوسکتی ہے - کہ جو علاوہ وجوہ متذکرہ دفعہ ۵۳ کے ہون تومین خواہ مخواہ اوس تجویز کو ایک سند خلاف اوس راے کے تصور کرتا جو مینے نسبت ایک ایسے خاص امر کے قائم کی ہے - کہ جسکے داخل کرنیکی ہمکو مقدمہ ہذا مین ضرورت ہے - لیکن نسبت ٹھیک اوس امر کے جو صریحا ہمارے روبرو پیش ہے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ قید وقت مندرجہ فقرہ (۱) بروقت اور قبل پیشی اول "موقوعہ دفعہ ۵۳ حسب منشاء واضعان قانون حکمی ہے اور اجد زمانہ مصرحہ کے استعمال اوس اختیار کا جواز روی دفعہ مذکور نسبت نامنظوری عرایض دعوی کے عطا کیا گیا ہے ممنوع

جو کچھ کہ مینے تحریر کیا ہے وہ بلاشک نامنظوری عرالیض دعوی
حسب دفعہ ۵۴ سے متعلق نہین ہے کہ جسمین کوئی لفظ مشعر داخل
کرنے قید وقت کے واقع نہین ہوا ہی کہ اس امر سے بھی تائید اوس
نتیجہ کی ہوتی ہے جو مینے اخذ کیا ہے - اور مین یہ بھی تحریر کرنا چاہتا ہون
کہ چونکہ امر مذکور اب ہمارے روبرو پیش نہین ہے - لہذا جو کچھ کہ مین نے
اس جگہہ تحریر کیا ہی اوسکو ایسا تصور نہین کرنا چاہیے - کہ اوسکی رو سے
کوئی قاعدہ ایک طرح پر یا دوسری طرح پر نسبت اختیارات عدالت
اپیل کے ایسے معاملات مین قائم کیا گیا ہی - میرا جواب نسبت اوس
سوال کے جواب ہمارے روبرو پیش ہے نفی مین ہی -

(مقدمہ مدا سودر داس - بنام - گوکلچند انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ، صفحہ ۷۹)

نوٹ

لیکن دفعہ ۹ - ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۸ع کی رو سے دفعہ ۵۴ - ضابطہ
دیوانی کے تبدیل ہوگئی اور دفعہ مندرجہ ذیل بجا ہی اوسکے قایم ہوے -
اب وہ دقت وحجت رفع ہوگئی جسکی وجہہ سے تجویز محولہ بالا مین اسقدر طوالت
کی ضرورت ہوئی - اور اب زمانہ ترمیم عرضیدعوے کا محدود ہوگیا -

دفعہ ۹ - ایکٹ نمبر سنہ ۱۸۸۸ء

دفعہ ۵۳ - کی عیوض عبارت مرقومہ الذیل قائم کیجائیگی -

دفعہ ۵۳ - عرضی عدالت کی صوابدید کے بموجب -

(الف) امور تنقیح طلب کی تجویز کیوقت یا اوسکے قبل کسیوقت نامنظور کیجاسکتی ہے - اگر اوس سے بنائے دعوی ظاہر نہوتی ہو -

(ب) امور تنقیح طلب کی تجویز کیوقت یا اوسکے قبل کسیوقت ایسی مدت کے اندر جو عدالت کی طرف سے مقرر ہو - اور ایسی شرطوں پر جو ایسے خرچہ کے ادا کرنیکے بابت ہوں جو اصلاح کرنےمیں عاید ہوں - اور جو عدالت مناسب سمجھے ترمیم کی لیے واپس کیجاسکتی ہے -

(۱) - اوسپر دستخط یا اوسکی تصدیق جیساکہ قبل اسکے ایکٹ ہذامیں حکم ہے ہوئے ہوں یا نہوی ہو -

(۲) - اوسمیں وہ امور صحیح صحیح اور بدون پھیلاؤ کے لکھے نہوں - جنکے ہونیکی نسبت قبل اسکے ایکٹ ہذامیں حکم ہے یا اوسمیں ایسے امور مندرج ہوں - جو وہ نہوں جنکی نسبت اوسطور پر حکم ہے -

(۳) یا اوسمین غلطی سے ایسے فریق کو داخل نکیا ہو جسکا داخل کرنا ضرور تھا یا ایسے فریق کو داخل کیا ہو جسکو داخل نکرنا ضرور تھا - یا ایسی بنا پر دعوی لکھی گئی ہو جو اوس نالش کی بنائے دعوی نہین ہو سکتی ہے -

(۴) وہ دفعہ ۳۲ - کے احکام کے بموجب نہ طیار کی گئی ہو -

(ج) کسی وقت قبل فیصلہ کے ادائے اخراجات کی ایسی شرط پر جو عدالت مناسب سمجھے عدالت کیطرف سے ترمیم وقوع مین آئے مگر شرط یہ ہے کہ کسی عرضی کی نہ تو اوس فریق کیطرف سے جسکو واسطے ترمیم کے واپس کیا جائے اور نہ عدالت کیطرف سے ایسی ترمیم کیجائیگی جس سے نالش ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کی یا ایسی حیثیت کی جسکو اوس سے کچھہ مناسبت نہو ہو جائے -

جب اس دفعہ کی رو سے کسی عرضی کی ترمیم عمل مین آئے تو اوس ترمیم کی تصدیق صاحب جج کے دستخط سے ہوگی -

فیصلہ پریوی کونسل

ایسے عرضی دعوی مین جسمین الزام فریب کا لگایا گیا ہو واقعات مخصوص مندرج ہونے چاہیے - عام بیانات گو وہ کیسے ہی قوی الفاظ

نہیں ہون ایسے بیان فریب کی حد تک بھی نہیں پہونچتے جسپر کوئی عدالت لحاظ کر سکے۔

بعد استفسار وکیل مدعی کے جو عدالت نے واسطے دریافت کرنے اس امر کے قلمبند کیا۔ کہ آیا وجوہ واسطے ترمیم کے ہین۔ حالانکہ وجہ مذکور معلوم نہوئین بلحاظ نقایص عرضی دعوے کے جسمین اگرچہ الزام فریب کا لگایا گیا تھا الا وجہہ نالش صحیح نسبت اوسکے ظاہر نہین کی گئی تھی۔ ڈسمس کی گئی۔ تجویز ہوئی کہ ڈسمس کرنا طریقہ مناسب طے کرنے نالش کا نہتا بلکہ عرضی دعوی نامنظور ہونی چاہیئے تھی کہ اوس طریقہ سے مدعی کو یہہ موقع حاصل ہوتا۔ کہ اگر آیندہ مدعی ایسے بیانات کر سکتا جنسے نالش صحیح تصور کی جاسکتی تو وہ عرضی نالش جدید پیش کر سکتا۔ (مقدمہ گنگا نرائن گپت مدعی۔ بنام۔ تلک رام چودہری وغیرہ مدعا علیہم انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵۔ صفحہ ۵۳۳۔)

دفعہ ۱۳ نقایص عرضی دعوی وجزو متروک

قانون کا منشا یہہ ہے کہ جہان تک ہوسکے مدعی اون کل داد رسیون کا چارہ کار ایکہی مرتبہ چاہیے جو ایک بنائے نالش سے

پیدا ہوئی ہون - مجموعہ ضابطۂ دیوانی کی دفعہ ۴۳ کا یہہ منشا صاف ہے کہ ہر ایک مقدمہ جہانتک ممکن ہو سکے ایسا صاف مرتب کرنا چاہیے جسمین پوری وجوہ بنابر تصفیہ قطعی مقدمہ کے شئی متدعویہ کے تحریر ہون - تاکہ آیندہ کی نزاعون کا سدباب ہو اس دفعہ کو ساتھہ دفعہ ۴۳ - ضابطہ کے پڑہنے سے یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ مدعی پر فرض ہے کہ دفعہ ۴۲ - کے شرائط پر غور کرکے دیکھے کہ اوسکو پورا دعوی عدالت مین پیش کرنا چاہیے اور کل چارہ کار کی ایک ہی وقت مین استدعا کرنا چاہیے کیونکہ بحالت فروگذاشت کے پہر مقدمہ آیندہ مین اوسکا چارہ کار ممنوع ہو جاتا ہے جیسا کہ مقدمہ دعوی اضافہ لگان اور مقدمہ بقایا لگان یا اور حق نالش جو اوس سے پیدا ہوتا ہو - یہہ سب اوسیطور سے ممنوع ہو جاتے ہین زمیندار لگان اضافہ شدہ کا دعوی کرے اور جب ہار جائے تو پہر اوسی سال کے اصلی لگان کا نہین کر سکتا ہے -

(مقدمہ کیلک چندر کرجی - بنام - گرو داس بسواس انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۱۹)

عرضیدعوی کے ساتھ ہون - تاکہ فریق ثانی کو نقل عرضیدعوے
اور نقل فہرست دستاویزات کی (جو ذیل عبارت عرضیدعوے
مین لکھی جاتی ہے) پانے سے جوابدہی کا آسان موقع ملے - اور وقت
جواب دینے کے دستاویزات کی صحت و غلطی کا اقبال و انکار
کر سکے - ورنہ ایک دوسری تاریخ اس غرض سے مقرر کرنا پڑتی
ہے کہ مدعاعلیہ اوس روز صحت و سقم دستاویزات کی بابت جوابدہی
کو طیار ہو - مثلاً دعوی شفع مین مدعی پر فرض ہے کہ نقل بیعنامہ
مناط بحث جسپر دعوی مبنی ہو - اور اون کاغذات بندوبست
کی نقل باضابطہ جو بادی النظر مین یہ ظاہر کر سکتے ہون کہ وہ جائداد
بیع شدہ کس محال یا پٹی مین ہے اور شفیع و بائع کی حیثیت ملکیت
واقع محال مذکور کیونکر ہے - اسلئے کہ یہ وہ کاغذ ایسے ضروری
ہین کہ ہر مقدمہ شفعہ مین انکی ضرورت ہے گو اکثر مقدمات
مین مدعی یا اونکے وکیل فوری تکلیف بچانے کو یا مقدمہ کو جلد
دائر کرنیکی خواہش سے ضروری کاغذات کو ساتھ عرضیدعوے کے
شامل نہین کرتے حالانکہ اوسیقدر وقفہ غیر ضروری فیصلہ مین ہوتا

یہ عذر کسی فریق کا کہ میعاد گذرنیوالی ہے۔ غیر موجہ ہے۔ ہر آئینہ میعاد کے تحفظ کا ذمہ دار مدعی ہے اوسپر فرض ہے کہ بنائے نالش پیدا ہوتے ہی اپنے حق کی چارہ جوئی کرے۔ اور وسیع وقت کو غفلت مین ضایع نکرے کیونکہ نقائص عرضیدعوی کے روکنے کو یہہ عذر جہل کافی نہین ہے۔

مد ۶۵ شمول فریق مقدمہ

عدالت کو حسب دفعہ ۳۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اختیار ہے کہ بروقت پیشی اول یا پہلے اوس سے کسی فریق کی درخواست پر یا بخود حکم دے کہ کوئی شخص فریق بنایا جائے۔ یا جو ناجائز فریق بنایا گیا ہو وہ خارج کیا جائے۔ یا مدعی علیہ کے زمرہ مین یا مدعا علیہ مدعی کے زمرہ مین ملایا جائے۔ لیکن کوئی شخص بغیر رضامندی خود زمرۂ مدعیان مین ملایا نہ جائیگا۔ مگر مدعی کو چاہیے کہ عرضیدعوے کو اس ہوشیاری سے مرتب کرے کہ حقداروںمین سے کوئی چھوٹ نہ جائے۔ اور جنکے مقابلہ مین بنائے مخاصمت نالش پیدا ہوئی ہے وہ سب زمرۂ مدعا علیہ مین ملائے جائین۔ کیونکہ ناقص ترکیب

اشتمال غیر یقین سے عدالت کا وقت ضایع ہوتا ہے۔ اور خواہ مخواہ ترمیم کرنا پڑتی ہے۔ جیساکہ مقدمات شفعہ مین اگر شفیع کئی مشترکہ الحق حصہ دار ہین تو مناسب یہی ہے کہ سب مدعی بنائے جائین گو ایک شریک بھی انکی طرف سے دعوی کرسکتا ہو ویساہی ضرور ہے کہ بائع و مشتری دونون مدعا علیہ بنائے جائین ورنہ بموجب شرح محمدی کے بھی نالش ناقص رہیگی۔

ایک نالش شفعہ مین مشتری نے اپیل دوم مین یہ عذر کیا کہ بائع فریق نہین بنا ہے۔ تجویز ہوئی کہ۔ خواہ اس ترک سے کہ بائع نالش نفاذ حق شفعہ مین فریق نہین بنایا گیا۔ نالش قابل پذیرائی ہو یا نہو۔ لیکن چونکہ مشتری کو اس ترک سے مقدمہ ہذا مین کچھہ نقصان نہین ہوا ہے۔ لہذا یہ عذر جو مقدمہ کے ایسے نوبت اخیر مین کیا گیا ہے۔ منظور نہین ہوسکتا ہے۔

(مقدمہ ہیرالال۔ بنام۔ رام جس انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۷۵)

مد ۶۷ بنائے مخاصمت

لفظ بنائے مخاصمت۔ اور بنائے نالش۔ یا ظہور بنائے دعوے

کے معنے ایک ہین مفہوم قانونی اسکا یہ ہے کہ وہ فعل یا ترک فعل یا واقعہ حایلہ جسکی وجہ سے استغاثہ کرنا پڑے - اور انگریزی مین اسکو کاز آف اکشن کہتے ہین - مسٹر نیگ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودہ نے سلکٹ نمبر ۱۱۱ - مین یہ تجویز صادر کی ہے کہ لفظ بناے نالش یعنے "کاز آف اکشن" کے یہ معنے ہین خاص حصہ بناے دعوی کا - بناءً علیہ صرف وہی عدالت مجاز سماعت نہوگی کہ جہان کل بناے دعوے پیدا ہوئی ہو - بلکہ وہ عدالت بہی مجاز سماعت ہے جہان جزو خاص بناے دعوی کا واقع ہو - یعنے جہان عہد شکنی عمل مین آئی ہو -

(لا رپورٹ مقدمات دیوانی صفحہ ۳۳۵ مقدمہ جیکسن - بنام - اسٹیل انڈین لا رپورٹ مدراس جلد اول صفحہ ۳۷۵ - مقدمہ محمد عبد القادر وغیرہ بنام ایسٹ انڈین ریلوی کمپنی - انڈین لا رپورٹ کمپنی کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵ - لالیجی لال بنام ہردی نرائن) -

اس مقام پر تمثیلاً ایک نظیر کا انتخاب تحریر کیا جاتا ہے - وجہہ مخاصمت (بناے نالش) ایسے شخص کو جو دعوی دار حق شفعہ کا ہو نسبت رہن کے جو بطریق بیع بالوفا کے ہو رہن مذکور کے بیعبات ہونے سے پیدا ہوتی ہے - یعنے سال مہلت کے بغیر ادا ہوے زرشن

منجانب راہن کے ختم ہونے پر کیونکہ میعاد مذکور کے ختم ہونے پر مرتہن کو حق مالکانہ جائداد مرہونہ کے نسبت حاصل ہوتا ہے پس میعاد مذکور کے منقضی ہونے پر شخص مذکور نالش نفاذ حق شفعہ کی کرسکتا ہے اور ضرور نہیں کہ اوس وقت تک انتظار کرے کہ مرتہن قبضہ مالکانہ جائداد مرہونہ کا حاصل کرے۔ (مقدمہ ہزاری رام۔ بنام شنکر دیال انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۲۷۰)

۶۸ - مقام نالش

بموجب دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ہر نالش سب سے ادنےٰ درجہ کی عدالت مین جو اوسکی تجویز کرنیکی مجاز ہو رجوع کیجائیگی۔ دفعہ ۱۶۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔ مقدمات جنمین دعویٰ اقسام مفصلہ ذیل سے ہو بقید تعداد مالیت یا اور قیود کے جو کسی قانون کے روسے مقرر ہوئے ہین اوس عدالت مین دائر کیجائے کہ جسکے اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر جائداد واقع

(الف) واسطے حصول جائداد غیر منقولہ کے

(ب) واسطے تقسیم جائداد غیر منقولہ کے۔

(ج) واسطے کرانے بیعبات یا انفکاک رہن جائداد غیر منقولہ کے

(د) واسطے تصفیہ کرانے کسی ادرحق یا مرافق کے جو جائداد غیر منقولہ مین یا اوس سے متعلق ہون۔

(ہ) واسطے پانے معاوضہ کسی نقصان کے جو جائداد غیر منقولہ کو پہونچا ہو۔

(و) واسطے پانے جائداد منقولہ کے جو فی الواقع تحت حراست یا قرقی ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ جو نالشات واسطے دادرسی کے نسبت ایسی جائداد غیر منقولہ کے یا معاوضہ نقصان ایسی جائداد غیر منقولہ کے ہون جو مدعا علیہ کے قبضے مین ہو یا مدعا علیہ کے لیئے کسی اور کے قبضے مین ہو اور خود مدعا علیہ کی تعمیل حکم سے اوس تمام دادرسی کا حصول ممکن ہو تو جائز ہے کہ اوس عدالت مین رجوع کئے جائین۔ جسکے علاقہ کے حدود ارضی کے اندر جائداد واقع ہو یا اوس عدالت مین جسکے علاقہ کے حدود ارضی کے اندر مدعا علیہ فی الواقع اور بالارادہ سکونت رکھتا ہو یا کاروبار کرتا ہو۔ یا حصول منفعت کے لیئے خاص کام کرتا ہو۔

تشریح

اس دفعہ مین جائداد کی لفظ سے وہ جائداد مراد ہے جو برٹش انڈیا مین واقع ہو بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۸ء و دفعہ ۱۶ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کے بعد دفعہ ۱۶ - الف بڑھائی گئی ہے —

(الف) - (۱) جہان یہ بات غیر متیقن ہو یا بیان کیجائے - کہ دو یا دو سے زیادہ عدالتون مین سے - کن عدالت کے اختیار سماعت کے حدود مقامی کے اندر کوئی جائداد غیر منقولہ واقع ہے تو عدالتہائے مذکورین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اگر اوس شبہہ کے سبب موجود ہونیکا جبکا بیان کیا جائے یقین ہو تو اس بارے مین ایک تحریر قلمبند کرکے جائداد مذکور کے متعلق کسی نالش کی سماعت اور فیصلہ کرنیکا اقدام کرے - اور اوس نالش مین اوسکی ڈگری کا وہی اثر ہوگا جو اوسکے اختیارات کے حدود مقامی کے اندر جائداد مذکور کے واقع ہونیکی صورت مین ہوتا - مگر ہمیشہ یہ شرط ہے کہ نالش مذکور ایک ایسی نالش ہو جسکی نوعیت اور مالیت کے بابتہ عدالت مذکور اختیارات عمل مین لانیکی مجاز ہو -

(۲) جہان دفعہ ماتحت (۱) کے روسے کوئی تحریر قلمبند ہوئی ہو اور عدالت اپیل یا عدالت تجویز ثانی مین یہ عذر پیش ہو کہ اوس نالش کی ڈگری یا اوسکے متعلق کوئی حکم جو جائداد مذکور سے علاقہ رکھتا ہے ایسی عدالت سے صادر ہوا یا صادر ہوا ہے کہ جسکو اوس مقام مین جہان جائداد مذکور واقع ہے اختیار سماعت حاصل نہین ہے تو عدالت اپیل یا عدالت تجویز ثانی عذر مذکور کی سماعت نہین کریگی اگر اوسکی راے مین ارجاع نالش کیوقت نالش مذکور کی نسبت عدالت مذکور کے اختیار سماعت رکھنے کی نسبت ویسے شبہہ کا معقول سبب پایا جاوے —

دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی

(دفعہ ۱۹) اگر نالش واسطے دادرسی نسبت ایسی جائداد غیر منقولہ کے یا معاوضہ نقصان ایسی جائداد غیر منقولہ کے ہو جو ایک ہی ضلع کے حدود کے اندر عدالتہاے متعدد کے علاقہ اختیار مین واقع ہو تو جائز ہے کہ نالش اوس عدالت مین رجوع کیجاے جسکے علاقہ اختیار کے اندر اوس جائداد کا کوئی جزو واقع ہو بشرطیکہ کل

دعوی مین مالیت مدعابہا قابل سماعت عدالت مذکور کے ہو۔
اگر وہ جائداد غیر منقولہ اندر حدود اضلاع متعدد کے واقع ہو تو۔
نالش کو کسی عدالت مین جو دوسرے مراتب کے لحاظ سے اوسکی
سماعت کے مجاز ہو۔ اور جسکے علاقہ کے اندر جائداد مذکور کا کوئی
جزو واقع ہو رجوع کرنا جائز ہے۔

(دفعہ ۲۰) اگر کوئی نالش جسکا ایک سے زیادہ عدالتون مین رجوع
ہونا جائز ہے ایسی عدالت مین رجوع کیجائے۔ جسکے علاقہ اختیار کے
حدود ارضی کے اندر مدعاعلیہ یا جملہ مدعاعلیہم فی الواقع بالعموم بود
و باش رکھتے ہون یا کاروبار کرتے ہون۔ یا منفعت کے لیے بذات
خاص کام کرتے ہون تو اوس مدعاعلیہ یا کسی مدعاعلیہ کو اختیار ہے
کہ فریق ثانی کو اپنے ارادے سے درباب گذراننے درخواست
کے بغرض موقوف رہنے کارروائی مقدمہ کے بذریعہ اطلاع
تحریری مطلع کرکے عدالت مین اوس مضمون کی درخواست دے۔
اگر عدالت کو بعد سماعت بیان اون فریقون کے جنکو عرض کرنا
منظور ہو۔ اس بات کا اطمینان ہوجائے کہ مقدمہ کے کسی

اور عدالت مین رجوع ہونے سے انصاف ہونیکی زیادہ امید ہے
تو اوسکو اختیار ہے کہ کارروائی مقدمہ کو قطعًا تا صدور حکم ثانی
موقوف رکھے – اور نسبت اوس خرچہ کے جو لاحق حال فریقین
یا کسی فریق کے ہوچکا ہو جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے –
ایسی صورت مین اگر مدعی درخواست کرے تو عدالت کو لازم ہے
کہ کیفیت اوس حکم کی جسکے روسے کارروائی ملتوی کیگئی ہو –
عرضیدعوی کی پشت پر لکھکر عرضیدعوے واپس کرے –
چاہیے کہ ایسی درخواست سب سے پہلے موقعہ ممکن الحصول پر اور
ہر صورت مین امور تنقیح طلب کے قرار پانے سے پہلے داخل کیجائے
اور اگر کوئی مدعاعلیہ ایسی درخواست نکری تو یہ سمجھا جائیگا کہ گویا وہ
مقدمہ کے رجوع ہونے پر راضی ہوا تھا –

(دفعہ ۲۱) جب عدالت دفعہ ۲۰ کے بموجب کارروائی ملتوی
کرے اور اپنا مقدمہ مدعی کسی اور عدالت مین دوبارہ دائر کرے
تو اوس عرضی نالش کے بابتہ کچھہ رسوم نہ لیجائیگی – مگر شرط یہ ہے کہ
عدالت سابق مین اوسکے رجوع ہونیکے وقت رسوم کامل لیگئی ہو

اور اُس عدالت سے عرضیدعوی واپس کیا گیا ہو۔

(دفعہ ۲۳۲) جب ایک سے زیادہ عدالتون مین رجوع ہونا جایز ہو اور وہ سب عدالتین ایک ہی عدالت اپیل کے ماتحت ہون تو ہر مدعاعلیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے اس ارادے سے کہ مقدمہ کو دوسری عدالت مین منتقل کرانے کے لیئے اوس عدالت مین درخواست دیا چاہتا ہے۔ بذریعۂ اطلاع تحریری مطلع کرکے اوسی کے مطابق درخواست دے۔ اور عدالت اپیل طرف ثانیون کا بیان سُنکے اگر اونکو کچھہ عرض کرنا ہو یہہ بات تجویز کریگی کہ منجملہ اون عدالت ہاے ذی اختیار کے کس مقدمہ مین کارروائی ہوگی۔

(دفعہ ۲۳۳) جب وہ عدالتین مختلف عدالت ہاے اپیل کے تحت ہون مگر ایک ہی ہائی کورٹ کے تابع ہون تو ہر مدعاعلیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے اس ارادے سے کہ وہ عدالت ہائی کورٹ مین یہہ درخواست دیا چاہتا ہے کہ مقدمہ کسی ذی اختیار عدالت مین منتقل کیا جائے بذریعہ اطلاع تحریری مطلع کرکے اوسی کے مطابق

درخواست داخل کرے اور اگر نالش کسی ایسی عدالت مین رجوع کیجائے جو عدالت ضلع کی ماتحت ہو تو وہ درخواست معہ عذرات طرف ثانیون کے اگر کچھہ ہون اوس عدالت ضلع کی معرفت بھیجی جائیگی جسکی عدالت مذکور ماتحت ہو اور ہائی کورٹ کو اختیار ہوگا کہ بعد سماعت عذرات طرف ثانیان کے اگر کچھہ ہون یہہ امر طے کر دے کہ منجملہ عدالت ہاے ذی اختیار کے مقدمہ کی کارروائی کس عدالت مین ہو۔

(دفعہ ۲۴) اگر وہ عدالتین مختلف عدالت ہائی کورٹ کی ماتحت ہون تو ہر مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ طرف ثانیون کو اپنے اس ارادے سے کہ وہ بحضور اوس ہائی کورٹ کے جسکے علاقہ کے اندر عدالت مذکور واقع ہو جسمین مقدمہ دائر ہوا ہے۔ درخواست دیا چاہتا ہے۔ اطلاع تحریری کے ذریعہ سے مطلع کر کے اوسکے مطابق ہائی کورٹ مین درخواست دے۔ اگر نالش کسی ایسی عدالت مین رجوع کیجائے جو عدالت ضلع کے ماتحت ہو تو درخواست معہ عذرات مدخلہ طرف ثانی۔ (اگر کچھہ عذرات ہون) اوس عدالت ضلع

کے معرفت بھیجی جائیگی جسکی عدالت مذکور ماتحت ہو۔ اور وہ
عدالت ہائی کورٹ طرف ثانی کے عذرات پر غور کرنیکے بعد
(اگر کچھہ عذرات ہون) یہہ امر طے کریگی کہ منجملہ چند عدالت ہائے
ذی اختیار کے مقدمہ کی کارروائی کس عدالت مین ہوگی۔

(دفعہ ۲۵) عدالت ہائی کورٹ یا عدالت ضلع مجاز ہے کہ اہالی
مقدمہ مین سے کسی کی درخواست پر فریق مقدمہ کو اطلاع دیکر اور جن
فریقونکو عرض معروض کرنا ہو اونکا بیان سنکر یا خود اپنے مرضی سے
بغیر دینے ایسی اطلاع کے کسی فریق مقدمہ کو عام اسکے کہ وہ کسی عدالت
مرافعہ ادنی مین دائر ہو یا کسی عدالت اپیل مین جو ماتحت عدالت
ہائی کورٹ یا عدالت ضلع مذکور کی ہو (جیسی کہ صورت ہو)
اپنے پاس طلب کرکے خود اوسکی تجویز مین مصروف ہو یا کسی اور
عدالت ماتحت مین تجویز کے لیے منتقل کرے جو بلحاظ نوعیت مقدمہ
اور تعداد یا مالیت شے دعوی کے اوسکی تجویز کرنیکی مجاز ہو۔
واسطے اغراض اس دفعہ کے اڈیشنل جج اور اسسٹنٹ جج کی عدالتین
عدالت ضلع کی ماتحت سمجھے جائینگے۔

مد ۶۹

تشخیص مالیت

مقدمات حق شفعہ مین تعین رسوم عدالت کا مطابق قیمت اراضی یا مکان یا باغ کے ہوگا۔ جسکے حق شفعہ کا دعوے ہو۔ اور وہ قیمت حسب ضمن ۵ دفعہ ۷۔ اکٹ کورٹ فیس ۱۸۷۰ع کی محسوب ہوگی (ضمن ۷۔ دفعہ ۵۔ اکٹ ۷ ۱۸۷۰ع)

ضمن ۵

مقدمات قبضہ اراضی و مکانات و باغات مین تعین دعوی کا مطابق مالیت شے متنازعہ کے ہوگا۔ اور وہ مالیت در صورت اراضی کے ۔

(الف) استمراری مالگذاری۔ دہ چند مالگذاری کا۔

(ب) اراضی کل محال یا حصہ معین اوس محال کی ہو جسکے سالانہ مالگذاری سرکار مین ادا کیجاتی ہو یا جزو ایسے محال کی ہو اور مندرجہ جسٹر ہو اور اوسکا بندوبست استمراری نہو۔ تو اوس مالگذاری کی پنجگونہ

(ج) جس حال مین کہ اراضی مالگذار سرکار نہو۔ یا جزاً مالگذاری سے معاف ہو یا بجائے مالگذاری مذکور کے اوسکی بابتہ ایک تعداد

معین ادا ہوتی ہو اور منافع خالص اوس اراضی کا عرضی نالش کے پیش ہونیکی
تاریخ کے پہلے برس مین حاصل ہوتا رہا ہو۔ تو اوس منافعہ خالص کے پندرہ
گنا پر تعین مالیت کا ہوگا۔ لیکن جس حال مین کہ کوئی منافع خالص اوس سے
پیدا نہوا ہو تو تعین مالیت کا اوس تعداد سے ہوگا جو عدالت اوس حیثیت کے
اراضی قرب وجوار کے مالیت کے لحاظ سے اوسکے واسطے قرار دے۔

(و) جس مقدمہ مین کہ اراضی ایک جزو محال مالگذار سرکاری ہو لیکن وہ
کوئی حصہ معین اوس محال کی نہو اور تشخیص جمع جداگانہ کے حسب توضیح بالا
او سپر نہوئی ہو تو اوس اراضی کی مالیت مروجہ وقت کی موافق رسوم محسوب ہوگی
بموجب دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ع (نالشات کی تعین مالیت
کا ایکٹ) جب کوئی ایسی نالش جسکا رسوم عدالت کے ایکٹ مصدرہ
سنہ ۱۸۷۰ع دفعہ ۷ کے فقرہ ۴۔ یا ضمیمہ دویم کے آرٹکل ۱۷
مین ذکر ہے۔ ایسے اراضی یا حقیقت واقع اراضی سے متعلق ہو جسکی
مالیت قواعد تحت دفعہ آخر مذکور الصدر کے ذریعہ سے ٹھہرائی گئی ہو
تو جس مقدار مین کہ واسطے اغراض حد سماعت کے شے دعوی نالش کے
مالیت ٹھہرائی جائے۔ وہ اراضی یا حقیت مذکور کی اوس مالیت سے

زیادہ ہوگی جو قواعد مذکور کے ذریعے سے تشخیص ہوئی ہو۔ بموجب دفعہ ۷ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع جب ایسی نالشات مین جو غیر اون نالشات کے ہون جنکا رسوم عدالت کے ایکٹ مصدرہ سنہ ۱۸۷۰ع کی دفعہ ۷ کے فقرہ ۵ و ۶ و ۹ و فقرہ ۱۰ کے ضمن (د) مین حوالہ دیا گیا ہے۔ رسوم عدالت کے ایکٹ کے روسے رسوم عدالت بموجب مالیت ادا کیے جائین۔ تو جو مالیت کہ رسوم عدالت کے شمار کے لیے لائق تشخیص ہو وہی مالیت اغراض اختیار حد سماعت کے لیے بھی ہوگی۔ بموجب اشتہار گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ سپرنٹنڈنٹ اشٹامپ (جوڈیشل) نمبر ۲۴۷۱ مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۰ع تنقیح اشٹامپ کے اسطو پر ہوئی ہے۔ باستعمال اون اختیارات کی جو نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند کو بموجب دفعہ ۳۵ کورٹ فیس ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ع کے حاصل ہین جناب ممدوح اشتہار نمبر ۹۰ با صیغہ مال و تجارت مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۷۸ع کو منسوخ فرما کر یہ حکم صادر فرماتے ہین کہ جبکہ نالش نسبت دخلیابی یا حق شفعہ ایسی جائداد اراضی کے ہو جو مالگذار سرکار ہو اور جسکا بندوبست استمراری نہو۔ اور رجسٹر کلکٹری

مین جداگانہ درج ہوئی ہو تو مالیت شئے متدعویہ نالش مذکور کی
یا اوسکی کسی جزو کے حصہ کی بنا پر اغراض تعین کورٹ فیس واجب الادا کے
ہیچگونہ تعداد حصہ رسدی بالالذاتی شخصہ سے زائد ہو جو واسطے اوس
حصہ کے جداگانہ تشخیص ہو کر درج رجسٹر کلکٹری ہوئی ہو۔

مد ۷۰ — دو یا زیادہ دادرسی

جس شخص کو ایک ہی بنائے دعوے کے نسبت کئی چارہ جوئیون کا
استحقاق ہو اوسے اختیار ہے کہ اون تمام یا اونمین سے کسی چارہ
جوئی کی نالش کرے۔ لیکن جس حال مین کہ (بغیر اجازت عدالت کی
جو قبل پیشی اول حاصل کیگئی ہو) اون چارہ جوئیون مین سے کسیکی نالش
ترک کرے۔ تو من بعد بابتہ اوس چارہ جوئی کے جو ترک کیگئی ہو مجاز
نالش کا نہوگا۔ اس دفعہ کے اغراض کے لیئے دستاویز معاہدہ اور کفالت
نامہ جو اوسکی تعمیل کی اطمینان کے لیے لکھا جائے۔ دونون بمنزلہ بنائے
دعوئے واحد کے متصور ہون کے (دفعہ ۴۳) ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع
دفعہ ۴۵۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع۔ برعایت قواعد مندرجہ باب ۲
اور دفعہ ۴۴۔ مدعی کو اختیار ہے کہ ایک ہی مقدمہ مین چند بنا ہائے

دعوی کو مقابل ایک ہی مدعا علیہ یا چند مدعا علیہم مشترک کے شامل کریں اور جن مدعیونکو اوسی مدعا علیہ واحد یا مدعا علیہم مشترک پر چند بنا ہائے دعوی کے روسے جنمین اونکا حق مشترک ہو دعوی پہونچتا ہو۔ اونکو اختیار ہے کہ ایسے بناے دعوی کو ایک ہی نالش مین شامل کرین۔ اگر عدالت کے نزدیک ایسی بناے دعوی کا ایک مقدمہ میں تجویز یا طے کرنا دشوار معلوم ہو تو عدالت مجاز ہوگی کہ قبل پیشی اول مقدمہ خواہ خود چاہے یا کسی مدعا علیہ کی درخواست پر یا مقدمہ کی نوعیت مابعد پر اگر فریقین راضی ہون کسی ایسے بناے دعوی کے علیحدہ تجویز ہونیکا حکم دے۔ یا اوسکی علیحدہ انفصال کے لئے جو اور حکم ضروری یا مقتضائے مصلحت سمجھے صادر کرے۔ چند بنا ہائے دعوی اگر شامل کیجائین تو اختیار سماعت عدالت کا نسبت اوس مقدمہ کی شے متدعویہ کے اوس تعداد مالیت مجموعی پر منحصر ہوگا۔ جو بتاریخ رجوع نالش ہو۔ عام اس سے کہ کوئی حکم حسب فقرہ ۔ ۲۵ ۔ دفعہ ہذا کے دیا گیا ہو یا نہین۔ ایک مقدمہ مین ایک موضع کے دو حصہ داران نے جنکے حصے جدا جدا تھے بذریعہ جدا جدا دستاویزات کے ایک شخص کے

پاس بیع کیا - ایک تیسرے حصہ دار موضع مذکور نے بالعان خریدار کو اپنے نالش شفع مین فریق قرار دیکر نسبت ہر دو جائداد مبیعہ کے دعوی کیا عدالت ہائی کورٹ نے تجویز کیا کہ ترتیب مقدمہ کی بوجہ غلط شامل کرنے مدعاعلیہم کے و نیز بناہاے مختلف کے خراب ہے لہذا نالش وجوہ مناسب پر ڈسمس کیگئی -

(مقدمہ بھگوتی پرشاد گر - بنام - بندالیشری گر - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۱۰۲)

مدعی نے واسطے استقرار حق کے دعوی کیا کہ چند انتقالات جو مدعا علیہ نمبر ۱ - ایک ہندو بیوہ نے بحق دیگر مدعاعلیہم کے کیئے ہین - ناجائز ہین نیز مدعیان مستحق چند فائدہ کے بعد وفات بیوہ مذکور کے تھے - اور علاوہ اسکے اجراے حکم امتناعی نسبت ہمشکل انتقالات کے زمانہ آیندہ مین عدالت ہائی کورٹ نے تجویز فرمایا کہ عرضی دعوی جیساکہ تھا قابل پذیرائی نہ تھا - کیونکہ اوسمین مختلف بناہاے دعوی شامل تھین - جو بموجب دفعہ ۴۵ - اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایک نالش مین شامل نہین ہوسکتی تھین ضابطہ جو عدالت یا جج کو عملدرآمد کرنا چاہیے نسبت اون نالشات کی جسمین ایسا غلط اشتمال ناجائز بناہاے نالش

کا ہو یہ ہے کہ دعویٰ خارج کیا جائے۔

(مقدمہ اجیار بھوج - بنام - بائی راٹھور انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۷۹) -

ایک مقدمہ میں جو بنام چند مختلف فریقین کے دائر ہوا تھا مدعی نے دادرسی خاص سہ حصہ کی ایک قطعہ اراضی میں حسب عالی - یا بحالت نامنظوری اوسکو واسطے ڈگری ابقایا لگان کے بمقابلہ مدعا علیہم مذکور - یا اونمیں سے چند مدعا علیہم کے مقابل میں جو وقت تحقیقات کے منفرداً ذمہ وار پائے جائیں - معلوم ہوا کہ مدعی منجملہ چہ مدعا علیہم کے صرف ایک مدعا علیہ کے فعل سے بیدخل رہا - پس اگر مدعی مستحق ڈگری بقایا لگان کا تھا تو بمقابلہ مدعا علیہ ذمہ وار کے و نیز اوسکے حصہ رسدی بمقابلہ دیگر مدعا علیہم کے ہائی کورٹ میں بحوالہ دفعات ۳۱ و ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ تجویز فرمایا کہ عرضی دعویٰ نامناسب مرتب ہوا تھا کیونکہ کوئی عذر نسبت دادرسی متبادلہ کے نہیں کیا گیا - لہذا عرضی دعویٰ کو بوجہ اشتمال متعدد بنائے نالش کے خارج ہونا چاہیے۔

(مقدمہ جانکی ناتھ مکرجی - بنام - بہرنجن چکرپتی - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۹۴۹)

دفعہ ۴۶ - ضابطہ دیوانی - اگر کسی مدعا علیہ کو یہ عذر ہو کہ مدعی نے

ایک ہی مقدمہ مین چند بناہاے دعوی شامل کیے ہین جنکا ایک مقدمہ مین تصفیہ نہین ہوسکتا - تو اوسکو اختیار ہے کہ قبل پیشی اول یا جس حال مین کہ امور تنقیح طلب قرار پاچکے ہون کسی شہادت کے قلمبند ہونے سے پہلے کسیوقت عدالت مین اس مضمون کی درخواست دے کہ عدالت کے حکم سے مقدمہ صرف انہین بناہاے دعوی سے متعلق قرار دیا جاوے - جو ایک مقدمہ مین بسہولت طے ہوسکین

دفعہ ۴۷ - اگر ایسی درخواست کے سماعت ہونے پر عدالت کو ایسے جملہ بناہاے دعوی کا ایک ہی مقدمہ مین طے کرنا دشوار معلوم ہو تو عدالت یہ حکم دے سکے گی کہ اونمین سے کوئی بناے دعوی خارج کیجاے - اور یہ ہدایت کرسکیگی کہ عرضی دعوے کی ترمیم اوسکے مطابق کیجاے اور خرچہ کی نسبت جو حکم قرین انصاف سمجھے صادر کرے ہر ترمیم پر جو اس دفعہ کے بموجب کیجاے جج کے دستخط تصدیقاً ثبت ہونگے -

ہد اے

میعاد حد سماعت

(تعریف) حد سماعت ایک زمانہ مقید کو کہتے ہین جسکو قانون

نافذ الوقت ہے سال یا مہینون یا دنون کی تعداد کے ساتھ محدود
کر دیا ہو۔ گو عام طور پر لوگ قیاس کرتے ہین۔ کہ استحقاق حق کو کسی
زمانہ محدودہ کا پابند نکرنا چاہیے۔ کیونکہ بحالت گذر جانے اوس وقت
کے قانوناً وہ دعوے ممنوع السماعت ہو جاتا ہے۔ اور یہ بے انصافی
ہے۔ لیکن جو لوگ اس اصول کو جانتے ہین۔ کہ قانون کی بنا
انصاف پر ہے وہ کبھی ایسا اعتراض نکرینگے۔ یہ خیال کرنا چاہیے
کہ کسی نالش کیواسطے اگر ایک زمانہ محدود نہوتا تو سماعت نالشات
کی کوئی انتہا ہی نرہجاتی۔ اور عدالتون مین نالشون کا وہ ہجوم ہوتا
کہ انصاف قضایا کی نوبت ہی نہ آتی۔ علاوہ اسکے طماع وجھگڑالو
وحریص لوگون کو نزاعون کے طول دینے کا غیر محدود وقت ہاتھ آتا
مثلاً زید بکر سے سو روپیہ قرض لیتا تو بکر دانستہ اسیکا متمنی رہتا
کہ جس مدت طویل تک روپیہ نہ ادا ہو اوسکو بہت بڑا فائدہ سود کا
ہوگا۔ حالانکہ مجبور مدیون پر جبر صریحی ہوتا۔ اور ایک زمانہ محدود کرنے سے
دونو فریق کو اپنے عہود کے قائم رکھنے کی فکر رہتی ہے شرع محمدی مین بھی
بعض نالشون کے واسطے ایک زمانہ محدود ہے۔ جیسا کہ نالش

شفعہ کیواسطے تیس یوم (دیکھو نورالہدایہ شرح وقایہ جلد ۴ باب شفعہ
صفحہ ۱۴۱) اور قانون نے ایک سال کی عام طور پر میعاد مقرر کی
ہی جو صورتین خاص اتفاقات سے پیدا ہوتی ہین - مثلاً نابالغ یا مجنون
یا فاتر العقل ہونا - یا دیگر قانونی عذر سے مجبور رہنا - اونکو قانون
نے خود وسعت دیدی ہے - ہر آینہ مصلحت عامہ مقتضی اسکی تھی
اور ہے - کہ استغاثہ کیواسطے ایک زمانہ محدود کیا جائے - بموجب
مد ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء میعاد حد سماعت نالش استقرار
حق شفعہ کی عام اس سے کہ وہ حق قانون یا رواج یا معاہدہ خاص پر
مبنی ہو - ایک سال مقرر ہے اور آغاز شمار اوسکا اوسیوقت سے
ہوگا (الف) جبکہ مشتری نے بموجب اوس بیع کے جسکی نسبت اعتراض
ہی قبضہ قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل کرلیا ہو (ب)
یا جس حال مین شے فروخت شدہ ایسی نہو کہ خود اوسکا قبضہ لیا جاسکے
اوسوقت سے جسوقت سے کہ بیعنامہ کی رجسٹری ہوگئی ہو - واضح
ہو کہ اون مقدمات مین کہ جنمین بیع قطعی واقع ہو اور شے منتقلہ ایسی ہو جسکا
قبضہ قرار واقعی مل سکے - ایسی صورت مین زمانہ آغاز حد سماعت کا -

لیکن بیع شرطی یعنے بیع بالوفا یا بیع جائداد مشترکہ مین مسئلہ آغاز شمار حد سماعت مین بہت اختلاف ہے۔ لہذا یہ مسئلہ دو جداگانہ صورتون مین تحریر کیا جاتا ہے اول آغاز حد سماعت۔ دوم میعاد حد سماعت معیّنہ۔

(اول)

آغاز سماعت

مد ۲۷

(بیع بالوفا)

جبکہ بذریعہ کسی معاہدۂ خاص یا بموجب شرائط واجب العرض کے کسی حصہ دار پر جو اپنا حصہ منتقل کیا چاہتا ہو یہ لازم ہو کہ وہ قبل انتقال طرف شخص اجنب اجنب کے درخواست لینے حصۂ مذکور کے اپنی شرکا سے کرے تو حق شفعہ بصورت بیع بالوفا کے جسکے ذریعہ سے قبضہ منتقل نہوا ہو اوسوقت پیدا نہین ہوتا۔ جبکہ بیع عمل مین آئی ہو بلکہ جب بیع بالوفا کامل ہو جائے اور بتائید مد ۱۰ ضمیمۂ دویم ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع میعاد حد سماعت اوس تاریخ سے محسوب ہوگی جبکہ قبضہ قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل ہو (مقدمہ جیکرن رائے بنام گنگادھاری رائے انڈین لا رپورٹ

الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۷۵ -)۔

جس حالت مین کہ مرتہن قابض جائداد مرہونہ کو خرید کرے اوسکا قبضہ مالکانہ تاریخ خریداری سے شروع ہوتا ہے۔ و میعاد یکسالہ اوسی تاریخ سے شمار ہوگی (محمد نظیر وغیرہ بنام گنگا رام وغیرہ آگرہ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۶۰)

ایک مقدمہ مین یہ طے پایا کہ اگر جائداد بیع بالوفا ہو تو نالش حق شفعہ کی میعاد کا شمار سال مہلت کی تاریخ کے گذرنے سے کیا جائیگا۔ کیونکہ قبل اسکے بیع کامل نہین تھی۔

(بدری داس - بنام - درگا پرشاد ہائی کورٹ رپورٹ الہ آباد جلد - بابت ۱۸۷۱ء)

نوٹ (مولف) واضح رہے کہ بالفعل بعلم حجان ہائی کورٹ الہ آباد نے اس امر سے اختلاف کیا ہے - جو نظایر مابعد سے ظاہر ہوگا

قبضہ واقعی

بمقدمہ گوسائین گوبند پرشاد بنام فاطمہ بی بی - مندرجہ جلد ۲ - رپورٹ ہفتہ وار صفحہ ۹ - کلکتہ - ہائی کورٹ نے - تجویز کیا کہ الفاظ "قبضہ پانے" کا مطلب یہہ ہے کہ جائداد مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہووے گو اوسنے درحقیقت پہلے سے خرید اور پس قابض ہونے سے تاریخ قبضہ

شروع ہوئی - اور اوسی تاریخ سے حق شفعہ کی میعاد یکسالہ شمار ہوگی - اگر قبضہ واقعی سے شمار میعاد ہو تو بوجہ خفیہ خریدو فروخت کے حق شفعہ مین کمال زوال آجائیگا - جبکہ تکمیل رہن بیع بالوفائی ہوگئی اور بعد انقضائے سال مہلت بیعیات کے دخل ہوگیا - لیکن جائداد مرہونہ پر دوسرے کا قبضہ تھا - لہذا ایسی صورت مین جبکہ مشتری جائداد مذکور دوسرے مرتہن کو بحکم عدالت بیدخل کرکے اپنا قبضہ واقعی جس تاریخ کو پاویگا اوسی تاریخ سے - حق شفعہ کی نالش ایک سال کے اندر رجوع ہوسکیگی - خریدار استحقاق انفکاک جائداد غیر منقولہ کو (جو بوقت خریداری بقبضہ مرتہن ہے) جائداد مذکور پر قبضہ قرار واقعی حسب مراد - د ۱۰ ضمیمہ ۲ - اکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ع (بیعنامہ بذا) اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ استحقاق انفکاک اوسکے نام مکمل طور پر منتقل ہوجائے - مگر اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس نے رائے دی کہ ایسے خریدار کو قبضہ قرار واقعی جائداد پر اوسوقت تک نہین ملتا - جبتک کہ وہ قبضہ ظاہری طور پر نہ پائے یعنے بعد انفکاک رہن کے اوسکا لگان وغیرہ منافع نہ لے -

(مقدمہ جگبیر سنگھ بنام جواہر سنگھ ۔ مندرجہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۶۱
(فل بنچ) ۔

ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ سے یہ استفسار کیا گیا کہ حصہ محال غیر منقسمہ کا قبضہ قرار واقعی حسب مراد (مد ۱۰) ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۳ء کے مل سکتا ہے ۔ یا نہین ۔ اور اگر مل سکتا ہے ۔ تو قبضہ مذکور کس طور کا ہوتا ہے ۔ بغرض اس امر کے کہ محال غیر منقسمہ سے حقیت زمینداری خالص مراد ہے ہم یہ تجویز کرتے ہین ۔ کہ حقیت زمینداری کی تعریف اس طور پر ہوئی ہے ۔ کہ ایسی حقیت جسمین کل اراضی کا قبضہ واہتمام یکجائی ہو ۔ اور لگان جو کاشتکاران ادا کرین عام اس سے کہ وہ کاشتکاران خود مالکان ہون یا نہون معہ تمام دیگر منافعہ محال کے ۔ جو یکجا جمع ہوتا ہے ۔ اور بعد منہائی اخراجات کی باقی مالکان مین مطابق قاعدہ معینہ کے تقسیم ہوتا ہے ہماری دانست مین اکثر محالات زمینداری مین تقسیم منافع کی صرف ایکمرتبہ سال مین ہوتی ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب مزارعان پر کوئی سخت آفت آوے تب یہ ممکن ہے کہ ایک تقسیم منافع اور دوسری تقسیم کے درمیان

اوس سے زیادہ عرصہ - بلا کسی تقسیم کے تین خواہ چار سال منقضی ہوجاوین - پس بلا شبہہ اگرچہ حصہ واقعی محال زمینداری سے حق واقع اراضی ظاہر ہوتا ہے الا یہ عیان ہے - کہ منتقل الیہ ایسے حق کا محض استحقاق طلب منافعہ کا بقدر اپنے حصہ کے ایسے وقت پر جب تقسیم عمل مین آوے - حاصل کرتا ہے - یا محال مذکور کا بٹوارہ کرا سکتا ہے المختصر آسان تمثیل اسکے یہ ہے - کہ اوس سے مقدار حق شریک والے واقع جائداد مشترک کے ظاہر ہوتی ہے جسکی بابت وہ مستحق ہے کہ محالات مشترکہ سے منافع دلایا وے - ہماری نسبت مین - یہ تجویز کرنا کہ ایسی صورت مین نمبردار سے منافعہ پانا مساوی قرار واقعی قبضہ پانیکے ہی بمنزلہ تاویل بیجا الفاظ مذکور کے ہی - اور بلا شبہہ کسیطرح پر یہ ہمارے خیال مین نہین آتا کہ کسطرح پر ایسا حصہ واقع محال غیر منقسمہ قابل قبضہ قرار واقعی کے باعتبار معنی معقول لفظ مذکور کے ہوسکتا ہی جس صورت مین کہ ایک جزو اراضی علیحدہ کو ایک شخص فروخت کرے - اور دوسرا شخص خرید کرے تو مشتری اوس وقت قبضہ قرار واقعی حاصل کرتا ہے کہ جب وہ اراضی مشتریہ پر دخل کرے - اور ایسی ہی اور بھی صورتین مین - کہ جنمین

کوئی وقت پیدا نہین ہوسکتی لیکن حصہ واقع محال غیر منقسمہ کی صورت
قطعی دوسری ہے اس صورت مین حق حصول منافع کا خریدار کو وقت
بیع سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ایسے حق کا تصرف واقعی صرف اوسوقت
پر ممکن ہے جبکہ تقسیم منافع کی آیندہ عمل مین آئے اور مزید بران اسے
تصرف واقعی کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ بمنزلہ قبضہ قرار
واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کے ہے کیونکہ تصرف فایدہ محصول کا
بر تقسیم منافع مابعد پر عود کرتا ہے یہ حجت کیجاتی ہے۔ کہ تاریخ
مرور متذکرہ فقرہ سوم مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ۔ اکٹ ۵ ۱۸۷۱ع
یعنی "تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے" متقضی اشخاص اکثر حقوق
شفیع کو اسطرح پر زائل کرینگے کہ وقوع بیع کو بارہ مہینہ تک تاریخ
رجسٹری سے پوشیدہ رکھین گے ہمکو اسبارہ مین بہت شک ہے
کہ آیا ایسا ہوگا۔ لیکن اسمین کچھ شک نہین ہے کہ مراد واضعان
قانون کی ایک یہہ ہے کہ میعاد سماعت مین قلت کیجاے
اور دوسری یہ ہے کہ رجسٹری کی ترغیب ہو۔ اور غالبًا نہین
خیالات کی وجہ سے لفظ "قرار واقعی" اور حکم مرور متذکرہ۔

مد - ۱۰ - محولہ بالا مندرج ہوا ہے یہ بھی حجت کی گئی تھی - کہ اگر حصہ واقع محال غیر منقسمہ کی نسبت یہ تجویز کیجائے کہ اوسکا قبضہ قرار واقعی نہین مل سکتا اور اوسکی میعاد سماعت کی نسبت یہہ قرار پائے کہ تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے محسوب ہوگی - تو اوس صورت مین کہ حق قسم مذکور جسکی قیمت سو روپیہ سے کم ہو منتقل کیا جائے اور اوس صورت مین رجسٹری ضروری نہین - یا جبکہ معاملہ زبانی ہو تو قانون کی رو سے کسی میعاد کا معین ہونا بمقابلہ شفیع کے پایا نہ جائیگا - ہمین کچھہ شک نہین کہ اس حجت سے ایک امر نہایت دقت طلب پیدا ہوتا ہے - لیکن اوس بحث کا طے کرنا داخل امر مستفسرہ ہمارے کے نہین ہے - اسوجہ سے ہم اوسکا تصفیہ کرنا ضروری نہین سمجھتے - پس ہمارے رائے مین حصہ محال غیر منقسمہ کا قبضہ قرار واقعی حسب مراد مد ۱ ضمیمہ ۲ - اکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے نہین مل سکتا

(مقدمہ اونکار داس - بنام - نرائن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ - صفحہ ۲۴ -)

نالش نفاذ حق شفعہ مین جو نسبت بیع ایسی جائداد کے ہو جسمین حصہ محال غیر منقسمہ جزءً شامل ہے - اور جسپر قبضہ قرار واقعی نہین مل سکتا

میعاد تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے محسوب ہوگی ـ

(مقدمہ بھولی بنام ـ امام علی انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۷۹) ـ

بیع بالوفادار نے جو قابض تھا حسب آئین ہفتدہم ۱۸۰۶ء درخواست بیع بالوفا کی بیع لاکلامی قرار پانیکی دی سال مہلت جولائی ۱۸۷۷ء میں ختم ہوا ـ نومبر ۱۸۷۸ء میں بیع بالوفادار نے نالش قبضہ جائداد کی اس بناپر کی کہ بیع بالوفا بیع لاکلامی ہوگئی ہے نامبردہ نے ڈگری حاصل کی جسکی اجرا میں ۳۰ ـ اپریل ۱۸۷۹ء کو قبضہ حسب ضابطہ جائداد کا مطابق قانون کے نامبردہ نے حاصل کیا ۵ ـ مارچ ۱۸۸۰ء کو نالش بمقابلہ نامبردہ واسطے نفاذ حق شفعہ بابتہ جائداد مذکور دائر ہوئی ـ تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت ایسی نالش میں ۳۰ اپریل ۱۸۷۹ء سے یعنے اوس تاریخ کو کہ بیع بالوفادار نے قبضہ جائداد کا اپنی ڈگری کے اجرا میں حاصل کیا محسوب ہوگی نہ کہ انقضای سال مہلت سے ـ

(مقدمہ پراگ چوبے ـ بنام ـ بھجن چودھری انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

(دویم)

مد ۷۳

میعاد سماعت

سنہ ۱۸۷۰ع مین تجاویز عدالت ہائی کورٹ الہ آباد مصدرہ سنہ ۱۸۶۵ع و سنہ ۱۸۶۷ع کی پیروی پھر اس عدالت کے ڈویژنل بنچ سے بمقدمہ بدری داس بنام درگا پرشاد (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۹ع صفحہ ۲۰۴) ہوئی - اوس مقدمہ مین یہ راے ظاہر کیگئی کہ اس عدالت سے بارہا یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ میعاد سماعت اس قسم کے مقدمات مین جیسا کہ یہہ مقدمہ ہے سال مہلت کے منقضی ہونے سے محسوب ہونی چاہیے - اور یہہ تجویز ہوئی کہ ایسے فریق کو جو دعوی حق شفعہ کا نسبت جائداد متعلقہ بیع بالوفا کے رکہتا ہو لازم ہے کہ وہ عوے اپنا سال مہلت متذکرۂ اطلاعنامہ بیعیات کے منقضی ہونے پر پیش کرے - اس سے واضح ہوگا کہ تجویزات صدر دیوانی و عدالت ہذا بالاتفاق خلاف اوس راے کے ہوتی رہی ہے جو حکام ذیعلم نے دو مقدمات متعلقہ احکام حکام سپردکنندگان مقدمہ ہذا مین قائم کی ہے - تجویزات عدالت کلکتہ موافق تجویزات صدر دیوانی عدالت اور اب تک موافق تجویزات عدالت ہذا کے ہوتی رہے ہین

۷ ۳۔ فروری ۱۸۶۵ء کو (بمقدمہ گوردیال مہندر بنام ٹہک نرائن سنگھہ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۱۵۔) اجلاس کامل سے (بیلی صاحب جسٹس مختلف رائے) یہہ تجویز ہوئی کہ حق شفعہ محض بیع بالوفا یا رہن کے عمل مین آنے پر درحالیکہ راہن کو حق انفکاک باقی ہے پیدا نہین ہوتا۔ اور یہہ بھی تجویز ہوئی کہ یہہ امر غیر اہم ہے۔ کہ آیا دعوی حسب ضابطہ شفعہ کا کسی اور وقت بجز اوسوقت کے ہوا جبکہ بیع قطعی ہوچکی تھی۔ یہ تجویز نسبت ایک دعوی شفعہ شرع محمدی کے ہوئی ہے۔ مگر قاعدہ وہی ہے جو کہ مقدمہ بیع بالوفا زیر تجویز ہمارے مین مرعی رہا ہے۔ اسیطرح ۱۸۶۶ء مین اونچی عدالت کے ڈویزن بینچ سے بمقدمہ سید امیر علے بنام بہاو سدری دبہیا (ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۱۱۶) پھر یہہ تجویز ہوئی کہ جو فریق دعوی شفعہ کا نسبت جائداد بیع بالوفا کے رکھتا ہو اوسکو لازم ہے کہ دعوے اپنا سال مہلت متذکرہ اطلاعنامہ بیعبات کے منقضی ہونے پر پیش کرے۔

(مقدمہ لال پرشاد بنام سکھن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۲۰۱)

(فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ فاریس بنام امیر النسا بیگم مورس انڈین اپیلس صفحہ ۴۲)

مد ۴۷ میعاد سماعت بیع بالوفا

میعاد سماعت نالش حق شفعہ متعلقہ رہن بیع بالوفا میعاد معینہ نمبر ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء یعنے چھہ سال ہے (مقدمہ نانہ پرشاد بنام رام پلٹن انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد چہارم صفحہ ۲۱۰) کی تقلید ہوئی اور جس صورت میں کہ مرتہن معاملہ رہن بیع بالوفا از روئے رہن نامہ قابض ہنو اور بعد بیعیات کے اوسکو نالش قبضہ کے کرنی چاہیئے تو استحقاق نالش نفاذ شفعہ اوسوقت پیدا ہوتا ہی کہ وہ قبضہ کی ڈگری حاصل کرے۔ واقعات اس مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس نے اسطور بیان کیے۔ بتاریخ ۱۴ جنوری ۱۸۶۹ء موجی لال مدعا علیہ نمبر ۲ مدعی اپیلانٹ کے چچا نے ایک دستاویز بیع بالوفا بابتہ ۳ پائی حصہ موضع کسمرا کے بحق گجراج سنگھہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے تحریر کی بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۳ء اطلاعنامہ بیعیات جاری ہوا اور سال مہلت ۲۹ ستمبر ۱۸۷۴ء کو منقضی ہوا بتاریخ ۲۸ جولائی ۱۸۷۵ء گجراج سنگھہ نے نالش قبضہ ۳ پائی حصہ کی بہ تقویت حکم بیعیات کے دائر کی اور اوسکا دعوے

عدالت مرافعہ اولی سے ڈگری اور عدالت مرافعہ ثانی سے ڈسمس
ہوکر آخر کار عدالت ہذا سے بتاریخ ۲۸ مئی ۱۸۸۴ء ڈگری ہوا۔ یہ وہی
تاریخ ہے کہ جس روز مدعی اپیلانٹ نالش ہذا۔ پیدا ہوا اپنی وجہ
مخاصمت کا بیان کرتا ہے۔ یہ مقدمہ جواب زیر تجویز ہے ۱۹۔
جنوری کو رجوع ہوا اور بیان مدعی یہ ہے کہ نامبردہ از روئے حق
شفعہ مستحق ۴ پائی حصہ کا ہے۔ جسکی ڈگری بحق گجراج سنگھ کے ہوئی ہے
عدالت مرافعہ اولے نے دعوی کو ڈگری کیا۔ مگر عدالت مرافعہ ثانی
نے اوسکو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ نالش ایک سال کے اندر۔ ۱۹
ستمبر ۱۸۸۴ء سے جبکہ سال مہلت منقضی ہوا دائر ہونی چاہیے تھی
از روئے ایک تجویز اجلاس کامل عدالت ہذا کے (مقدمہ ناتھ پرشاد
بنام رام پلٹن رام) یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مد ۱۰ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء
معاملات رہن بیع بالوفا سے غیر متعلق ہے۔ مقدمہ ہذا میں کچھ روئداد
پر ثبوت اسکے نہیں ہے کہ گجراج سنگھ کو قبضہ قرار واقعی ۴ پائی کا
حاصل ہوا۔ اور اگر حاصل ہوا تو بھی اوس سے مد سماعت ایک سالہ
محولہ بالا کچھ زیادہ متعلق نہوتی۔ اور نہ ہماری یہ رائے ہے کہ مد ۱۴۴

حسب بحث تکمیل اپیلانت کے کچھہ تعلق اوس صورت کے نالش سے
رکھتی ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے پس ضروری ہے کہ میعاد حد سماعت
شش سالہ بموجب مد (۱۲۰) منطبق کیجائے - اور حسب تجویز مطالبہ
بہی کہ مدعی کا حق دنالش کب پیدا ہوا یہہ رائے عدالت مرافعہ ثانی
کی کہ نالش ایک سال کے اندر ۱۹ ستمبر ۱۸۷۵ء سے دائر ہونی چاہیے
تہی صحیح نہیں ہے کیونکہ بیع بالوفادار بیدخل تہا اور اوسکو نالش بغرض
حصول قبضہ کے دائر کرنی پڑی تہی - یہ سچ ہے کہ حکم بیعیات سے
جس حدتک کہ وہ تہا گجراج سنگھہ کو ایک استحقاق ملا تہا - لیکن
وہ استحقاق جب تک کہ گجراج سنگھہ استقرار اوسکا عدالت دیوانی
سے نکراتا اور ڈگری قبضہ کی نامبردہ کو از روے اوسکے نہ ملتی -
صاف و صریح و تہا خصوصاً ایسی صورت مین کہ بمقدمہ گجراج سنگھہ
کے نسبت اوسکے راہن نے مزاحمت کی تہی - پس ہمارے
نزدیک یہہ تجویز کرنا معقول معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو حق نالش
اوسوقت حاصل ہوا جبکہ از روے ڈگری عدالت ہذا استحقاق
گجراج سنگھہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا - اور اوسکو ایسی حیثیت

حاصل ہوئی کہ جب وہ چاہے قبضہ چاریائی حصہ متنازعہ کا بذریعہ جاری کرانے اپنے ڈگری کے قبضہ حاصل کرنے ۔ ہرگاہ رای ہمارے بیہ ہے جو نسبت اس معاملہ کے قرار پائی ہے کہ نالش ہذا بخوبی تمام بین المیعاد ہے ۔ (مقدمہ رشک لال بنام گجراج سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ ۔

بمقدمہ الوپرشاد بنام سکن ہائیکورٹ الہ آباد نے نسبت عذر میعاد سماعت کے یہہ تجویز فرمایا کہ بموجب مد ۱۰ ضمیمہ دوم - اکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد یکسال اوس وقت سے قرار پائی ہے جبکہ مشتری نے بموجب اوس بیع کے جسکے نسبت اعتراض ہے قبضہ قرار واقعی کل ملکیت فروخت شدہ کا حاصل کرلیا ہو - عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے - کہ مشتری نے قبضہ قرار واقعی بتاریخ ۹ - دسمبر ۱۸۷۸ء حاصل کیا تہا اور نالش یکم ستمبر ۱۸۷۹ء کو دائر ہوئی - پس ظاہر ہے کہ دعوی میں عذر سماعت عارض نہیں ہے - (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۹۱ الوپرشاد بنام سکن)

دوسری تاریخ مندرجہ خانہ سوم مد ۱۰ ہماری دانست میں متعلق بیع بالوفا سے

متعلق نہین ہوسکتی کہ جسمین بالکل اوصاف رہن کے پائے جاتے ہین اور مزید بران اوسمین ضرورت اعانت معیبات کی ہوتی ہی قبل اسکے کہ مشتری حق مالکانہ حاصل کرسکے ہماری دانست مین بیع متذکرہ مد ۱ بیع قطعی ہونی چاہیئے - کہ جسکا اثر و نفاذ فوراً اون صورتونمین کہ جہان حقیت منتقل شدہ قابل قبضہ قرار دعی کی ہو اور جس صورتمین کہ قابل قبضہ قرار واقعی کے نہو بذریعہ پیدا کرے استحقاق از روی باضابطہ رجسٹری شدہ کے ہو ہم سمجھتے ہین کہ معاملات بیع بالوفا کی فہرست مد ۱ سے خارج کرتے ہین بوجہ اسکے کہ اوسمین خاص حکم جو اوسسے متعلق ہو نہین ہے - ہم اوسکو داخل مد ۱۲۰ - کے کرتے ہین ہم اون خرابیون کو بخوبی سمجھتے ہین جو اسوجہہ سے پیدا ہونگی کہ شفیع کو جو نسبت بیع بالوفا کے اعتراض کرے - جو قطعی ہوگیا ہو میعاد سماعت چہہ سال کی دین اور جن صورتونمین کہ دراسباب العرض مین حق شفعہ نسبت رہن کے درج ہو دو وجہہ مخاصمت اوسی میعاد کے ساتھہ دونون مرتبہ دین لیکن ہیری دانست مین واضعان قانون نے اس قسم معاہدہ کو بوقت صدور حکم نسبت نفاذ حق شفع کے فروگذاشت کیا ہی کہ جسکے باعث مقدمات مندرجہ حکم

استصواب کی نسبت کوئی حکم صاف نہین ہے - پس ہمارا جواب یہہ ہونا چاہیے
کہ میعاد سماعت جو ایسی نالش سے متعلق ہے جسکو شفیع واسطے تقاذا اپنے استحقاق بمقابلہ
بائع و مشتری حسب بیعنامہ بالوفا متعلقہ حصہ جزوی واقعہ محال غیر منقسمہ کے دائر
کرے وہی ہے جو مد (۱۲۰) مین درج ہے یعنے چھہ سال ہے (مقدمہ ناتھہ پرشاد بنام رام بلٹ
سلم انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۱۰) ایک مقدمہ مین محمود صاحب جسٹس نے
تجویز فرمایا کہ ہمارے یہہ رائے ہے کہ اپیل جہان تک کہ اوسکو بحث حد سماعت سے
تعلق ہے کچھہ وقعت نہین رکھتا ہے - حیدر علی کی نالش جہان تک کہ اوسمین دعوی
شفعہ کا نسبت بیع ۱۴ - دسمبر ۱۸۸۰ء کے کیا گیا ہے مناسب طور پر ایک
سال کے اندر بعد بیع کے دائر ہوئی تہی - اور بائع اور مشتریان پر جو ایسی نالش میں ضرور
اشخاص ضروری تہے وہ ابہی بطور پر نالش دائر کیگئی تہی نالش تابع ضمن ۱۰ - ایکٹ
حد سماعت کے تہی - اور ظاہر ہے کہ اندر میعاد کے تہی جہان تک کہ
درگا اپیلانٹ کی حالت سے تعلق ہے - یہہ سچ ہے کہ اوسپر نالش بطور
مدعا علیہ مقدمہ کے بعد گذرنے ایک سال کے تاریخ بیع سے دائر ہوئی
تہی - لیکن دعوی بمقابلہ اوسکے اوس قسم کا نہین ہے جسکا منشا مد ۱۰ ایکٹ
حد سماعت مین ہے - نامبردہ فریق مقدمہ اسوجہہ سے نہین بنایا گیا تہا کہ وہ

شریک اوس بیع کا تہا جسکی نسبت نفاذ شفعہ کی استدعا کی گئی تہی - بلکہ اسوجہہ سے بنایا گیا تہا - کہ اوسنے بذریعہ دایر کرنے نالش متقابل شفعہ کے حیدرعلی مدعی کے لیئے یہہ بات ضروری کردی تہی - کہ وہ اپنی نالش مین استدعا واسطے اس استقرار کے کرے کہ اوسکو ایسا حق شفعہ حاصل ہے جو بمقابلہ حق درگا مدعاعلیہ کے قابل ترجیح ہے - اس قسم کا دعوے بطور دعوی شفعہ کے تصور نہین ہوسکتا - بلکہ وہ بطور دعوی واسطے اثبات حق خریداری جایداد کے بہ ترجیح شفیع ثانی کے تصور کیا جاسکتا ہے - بعبارت دیگر یہہ نالش جہانتک کہ درگا کو اوس سے تعلق ہے - ایک دعوی منجانب ایک شفیع کے بنام دوسرے کے واسطے تجویز کرنے اس امر کے ہی کہ آیا مدعی یا مدعاعلیہ کو حق مرجح خریدنے جائداد کا بذریعہ شفعہ کے حاصل ہے - دعوی دراصل واسطے استقرار حق کے تہا اور چونکہ کوئی خاص حکم نسبت ایسے دعوے کے قانون حدسماعت مین نہین ہے - لہذا عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز درست کی ہے کہ وہ تابع ضمن (۱۲۰) اکٹ حدسماعت کے ہے کیونکہ حق نالش بنام درگا اوسوقت پیدا ہوا کہ جب شخص آخرالذکر نے اپنی نالش شفعہ کی ۴ - دسمبر ۱۸۸۳ء کو دایر کی (مقدمہ درگا بنام حیدرعلی انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم

صفحہ ۱۶۷) - ایک مقدمہ متدائرہ منصفی اکبرپور ضلع فیض آباد مین عدالت منصفی سے یہہ تجویز ہوا - کہ نالش حق شفعہ بیعیات مین بموجب مد ۱۲۰ اندر چھ سال کے ہوسکتی ہی - عدالت اپیل اول نے اوس فیصلہ کو منسوخ کیا - لیکن عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے فیصلہ منصف کو بحال کیا - اور مد ۱۲۰ کا حوالہ صحیح قرار دیا - (غیر رپورٹ شدہ مقدمہ اولاد حسین مدعی اپیلانٹ بنام ظہور خان مدعاعلیہ ریسپانڈنٹ اپیلانٹ نمبر ۱۲۵ ۱۸۹۶ع -)

بیع حق انفکاک

ایک مقدمہ مین عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز صادر کی کہ بصورت ہونے حق انفکاک منجانب راہن بدست مرتہن قابض کے ایسی بیع کا یہہ اثر ہے کہ حق انفکاک بذریعہ حاصل ہوجانے دو حقیتون کے مرتہن کو - زائل ہوجاتا ہی یہہ صحیح طور پر نہین کہا جاسکتا - کہ ایسی کوئی جائداد فروخت کی گئی ہے - کہ جو قابل دخل واقعی کے حسب مراد ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے ہو - ایسی قانون مین جیسا کہ حد سماعت ہے - جسکا منشا یہہ ہے - کہ اطلاع صریحی یا معنوی - اوس شخص کو ہو پہنچے - کہ جسپر اثر کسی فعل کا جو دوسرے شخص نے کیا ہو اور جس سے حق اعتراض کرنیکا اوسکو پیدا ہوتا ہو پہونچتا ہے - اور یہان

ایسے فعل کے میعاد سماعت خلاف اوسکے جہانتک اوسکے چارہ کار کو تعلق ہی ایک خاص وقت سے شروع ہوتی ہے لفظ (واقعی) سے کسی مادی یا قابل جس فعل سے مراد ہی - جس سے خود کسی شخص کے دلمین یہہ خیال گذری - یا گذرنا چاہیے - کہ اوسکے حق نقصان پہونچا - حق انفکاک کا بر طبق بیع جسکے رو سے حق مذکور منتقل کیا گیا ہو قابل دخل اس قسم کے ہونا نہین کہا جا سکتا ہی - اور شفیع کو جو نسبت بیع مذکور کے عذر رکھتا ہو ایک سال کی میعاد واسطے دائر کرنے اپنی نالش کے تاریخ رجسٹری دستاویز بیعنامہ سے دی گئی ہی - یہہ تجویز ہوا کہ - میعاد سماعت تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے شروع ہوئی - اور نالش اندر میعاد کے ہے (مقدمہ شیام سندر بنام امانت بیگم - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد نہم ۹ - صفحہ ۲۲۳) -

مد ۷۵ محسوبی میعاد

دفعہ ۱۴ - (ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ ات ۱۸۷۷ء)

ہر نالش کی میعاد معینہ کے شمار کرنے مین وہ مدت داخل کی جائیگی جسمین کہ مدعی بہ تندہی قرار واقعی دوسری کارروائی دیوانی کی پیروی مین مصروف رہا ہو سعام اس سے کہ وہ اوسی مدعا علیہ کے نام پر عدالت مرافعہ اولے

مین ہو یا عدالت اپیل مین بشرطیکہ وہ کارروائی اوسی بنائے دعوی پر مبنی ہو - اور بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین اوسکی پیروی کی گئی ہو جو بوجہ نقص اختیار سماعت یا اسیطرح کے اور سبب سے اوسکو مسموع نکر سکتی ہو - جو میعاد سماعت ایسی نالش کے واسطے مقرر ہو جسمین کارروائی بحکم دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے موقوف رکھی گئی ہو اوسکے شمار کرنے مین - وہ عرصہ جو درمیان رجوع نالش اور تاریخ موقوفی کارروائی کے گذرے اور وہ وقت جو اوس عدالت سے جسمین کارروائی موقوف رکھی گئی ہو اوس عدالت تک جانے مین جہان از سرنو رجوع کیجائے ضروری ہو محسوب ہوگا - جو میعاد سماعت کسی درخواست کیواسطے مقرر ہے - اوسکے محسوب کرنے مین وہ وقت جسمین کہ سائل اوسی دادرسی کے لیے دوسری درخواست کرتا رہا ہو شمار کیا جائیگا بشرطیکہ درخواست آخرالذکر بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین گذری ہو جو بوجہ نقص اختیارات سماعت یا اسیطرح کی اور سبب سے اوس درخواست کو منظور نکر سکتی ہو

تشریح (الف) جس عرصہ تک کہ نالش یا درخواست سابق دایر رہی ہو اوسکی شمار کرنے مین اوس نالش کے رجوع کرنے یا درخواست دینے کا دن اور وہ تاریخ جسمین کہ کارروائی اوسکی ختم کی گئی ہو دونو شمار کیجائیگی -

تشریح (ب) مدعی الیہی اپیل کا مجیب جو بربناء عدم اختیار سماعت پیش کی گئی ہو حسب معنی دفعہ ہذا کے پیروکار نالش کا متصور ہوگا -

ایک مقدمہ مین مدعی نے ایک درخواست اجرا ڈگری کی دی - اوسپر عذرداری ہوئی - بعدہ مدعیکو نالش نمبری کرنی پڑی کہ جسمین تین سال کا زمانہ گذرا - اور مدعی نے ڈگری پائی - عدالت ہائیکورٹ نے تجویز فرمایا کہ ایام اس نالش نمبری کے حسب مضمون دفعہ ہذا مدعی کو درخواست اجرا ڈگری مین مجرا ملنی چاہئے - (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۳۵۵) - زید کے مقدمہ مین میعاد سماعت ۱ مئی ۱۸۸۱ء کو از روی قانون میعاد ختم ہوئی مگر اوسنے ۵ مئی ۱۸۸۱ء کو بعدالت (ب) اپنا مقدمہ دایر کیا لیکن عدالت مذکورنے بتاریخ ۷ مئی ۱۸۸۱ء عرضی دعوی زیدکو واپس کردیا اس حکم سے کہ اوس عدالت کو اختیار سماعت ایسے مقدمات کا نہین ہے سایل آجکی تاریخ سے اندر ایک ماہ کے بعدالت مجاز اپنے نالش دایر کرے چنانچہ زید نے عدالت مذکور مین ۱۲ مئی ۱۸۸۱ء کو نالش دائر کی ہائیکورٹ سے تجویز ہوا کہ اس نالش مین حد سماعت عارض ہے - عدالت غیر مجاز سماعت کو یہ لکھنے کا اختیار نتھا کہ سایل

کسب اپنی عرضی نالش کو عدالت مجاز مین پیش کرے اور
ایسی صورت مین یہہ خیال کرنا چاہیے کہ عدالت مذکور نے
کوئی میعاد مقرر نہین کی -
و چونکہ بعد مجرا دینے ایام سن ابتدائے ۵ - مئی لغایت ۷
مئی کے بہی میعاد گذر گئی تہی اسلیے عرضی دعوے ڈسمس ہوا
(مقدمہ نانگیا - بنام - ونگاپٹا مندرجہ رپورٹ ہائی کورٹ مدراس
جلد ۵ صفحہ ۴۰۷)
الفاظ - "اوسی مدعاعلیہ" مندرجہ دفعہ ہذا سے یہہ مراد ہے
کہ جو شخص مقدمہ اول مین مدعاعلیہ تہا - وہی مقدمہ ثانی
مین بہی مدعاعلیہ ہو -
مثلاً - مقدمہ سابق صرف بنام ایک مدعاعلیہ کے منجملہ چند
مدعاعلیہم کے تہا اور مقدمہ حال بنام جملہ مدعاعلیہم کے دائر
ہوا ایسی صورت مین جو ایام مقدمہ اول کے دوران
مین صرف ہوئے حسب منشاء دفعہ ہذا مجرا نہ ملین گے -
(مقدمہ نیل مادہیب سرکار - بنام - کرسٹو داس سرکار مندرجہ ویکلی رپورٹ

جلد ۵ صفحہ ۱۸۱) -

اسی دفعہ میں الفاظ - اسی طرح کے اور سبب سے - اس سے وہ سبب مراد ہے جو بوجہ غفلت مدعی کے نہوا ہو یعنے ایسا سبب اتفاقیہ ہو جو مدعی کے امکان سے باہر ہو (مقدمہ لچھمن پرشاد - بنام مہیش پرشاد - مندرجہ ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۶۶) -

زید و عمرو نے من ابتدا ۲۳ - مارچ ۱۸۶۶ء کاروبار شراکت کا انتہا ۱۸ - جولائی ۱۸۶۶ء کو کیا -

بعد ختم شراکت حساب کتاب ہوکر کچھ روپیہ زید کا عمرو کے ذمہ باقی نکلا - چنانچہ منجملہ اوس باقی کے عمرو نے کسقدر دیا - و جب بعد تقاضا زر باقی ادا نکیا تو زید نے عمرو پر نالش کی -

عدالت منصفی سے ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی مگر عدالت ضلع سے فیصلہ منصف اس حکم سے منسوخ ہوکر دعوی مدعی خارج ہوا -

مدعی خارج ہوا۔ کہ عرضی دعوی مین دعوی دلاپانے زرباقی کاروبار شراکتی کا تہا حالانکہ دعوی واسطے تصفیہ کراپانے حساب بیوپار شراکتی ودلا ملنے زرباقی کے بقایائے عمرو مدعا علیہ کے دایر کیا تہا منجملہ اور عذرات کے یہہ بہی عذر کیا کہ مقدمہ کا تصفیہ ایکبار تو ہو چکا ہی مگر منصف نے اس عذر کی سماعت نکی۔ وڈگری بحق مدعی صادر کی۔ حاکم ضلع نے بہ صیغہ اپیل فیصلہ منصف منسوخ کیا۔ مگر عدالت ہائی کورٹ سے فیصلہ عدالت ضلع منسوخ ہوکر فیصلہ منصف بحال رہا (مقدمہ سوپیا بنام گری ایا۔ مندرجہ مندراس جوریسٹ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہائی کورٹ الہ آباد کے یہ واقعات ظاہر ہوے۔ بتاریخ ۲۶۔ اگست ۱۸۸۰ء رام سوبہگ داس وبہولی پرشاد عدالت جج ماتحت مین ایک نالش جسکی میعاد ۱۳۔ ستمبر ۱۸۸۰ء کو ختم ہوگئی دائر کرنیمین شریک ہوے یہہ نالش عدالت ضلع کو منتقل ہوگئی تہی۔ جہان سے بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۸۸۰ء مدعیون کو عرضی نالش اس بناپر واپس ملی۔ کہ نامبردگان کو علیحدہ علیحدہ نالش دایر کرنا چاہیے تہی۔ بتاریخ ۲۳ ستمبر ۱۸۸۰ء رام سوبہاگ داس نے عرضی

نالش جدید عدالت ضلع مین پیش کی اور وہان سے بتاریخ یکم اکتوبر
۱۸۷۸ء اوسکی نامنظوری کا حکم اس بنا پر صادر ہوا کہ نامبردہ کو یہ نالش
عدالت جج ماتحت مین رجوع کرنی چاہیے تھی۔ رام سوبہاگ نے اس بنا ضلع اس
حکم کی ہائی کورٹ مین اپیل کی اور عدالت موصوف نے حکم مذکور کو بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۸۷۹ء
بحال رکھا لیکن یہ تجویز کی کہ عرضی نالش رام سوبہاگ داس کو واپس ہونی چاہیے بتاریخ
۱۰ اپریل ۱۸۷۹ء رام سوبہاگ داس کی عرضی نالش اوسکو واپس دی گئی
اور نامبردہ نے اوسکو اوسی روز روبرو جج ماتحت کے پیش کیا۔
تجویز ہوئی کہ زمانہ میعاد کے شمار کرنے مین رام سوبہگ داس یہ
دعوی نہین کر سکتا کہ سوائے زمانہ ما بین ابتدا سے ۲۳ ستمبر ۱۸۷۹ء
لغایت ۱۰ اپریل ۱۸۷۹ء کے کوئی اور زمانہ خارج کیا جاوے۔ کیونکہ
۲۴ اگست ۱۸۷۸ء سے ۱۶ ستمبر ۱۸۷۸ء تک نامبردہ نے پیروی
اپنی نالش کی ایسی عدالت مین کی تھی جسکو اختیار سماعت حاصل تھا۔ اور
عدالت جز نالش نامبردہ کو منظور نکر سکی۔ وہ ناقابلیت بوجہ نقص
اختیار سماعت یا اسی قسم کی کسی اور وجہ سے پیدا نہین ہوئی تھی
بلکہ بوجہ اشتمال بیجا مدعیون کے تھی۔ اور یہ ایک ایسا نقص ہے کہ

کہ جسکی بابت جز نابردہ کو ذمہ دار متصور ہونا چاہیے - اور ۱۶ اسی ۲۲ - ستمبر تک نابردہ نے پیروی اپنی نالش کی کسی عدالت میں نہین کی اور وہ اوس زمانہ کے خارج کرا پانیکا دعوے نہین کر سکتا -

(مقدمہ رام سوبہگ داس مدعی بنام گوبند پرشاد وغیرہ مدعا علیہم - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دویم صفحہ ۶۲۲)

ایک نالش عدالت جج ماتحت مین دائر کی گئی - حاکم موصوف نے بعد سات مہینہ کے عرضی دعوی اسوجہ سے واسطے داخل کرنے عدالت منصف کے واپس کی کہ دعوی کا تعین زیادہ کیا گیا ہے کوئی امر بہ ثبوت اس امر کے نہین تہا کہ مدعی نے نالش مذکور عدالت جج ماتحت مین بہ نیک نیتی دائر نہین کی - تجویز ہوئی کہ بوقت شمار کرنے اوس میعاد سماعت کے جو واسطے نالش مذکور کے معین ہے - وہ زمانہ کہ جسمین عرضی دعوی مذکور عدالت جج ماتحت مین داخل رہی خارج کرنا چاہیے (مقدمہ ابہی چرن سندی وغیرہ بنام کرتا رتہ مئی داسی انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۴)

محض ناواقفیت قانون - ایک وجہ کافی واسطے دیر کے حسب دفعہ ۵

اکٹ میعاد سماعت نمبر ١٥ ١٨٧٧ء تسلیم نہین ہوسکتی - تمبابی
سیتا رام نے بحیثیت وارث و قائم مقام قانونی اوسکے چچا متوفی کے
دائن کے ایک ڈگری حاصل کی اوس ڈگری مین یہہ ہدایت تھی کہ زر
ڈگری دائن کی جائداد سے جو سیتا رام کے قبضہ مین تھی وصول کیا
جاوے - باجرای اس ڈگری کے ایک جائداد قرق کی گئی سیتا رام
نے اس بیان سے کہ یہہ جائداد خود اوسکی تھی قرقی کے واگذاشت کا
دعوی کیا مگر عدالت نے حکم مشعر بحالی قرقی ٢٠ - نومبر ١٨٨٠ء کو
صادر کیا ١٨٨٢ء مین سیتا رام نے نالش بمری واسطے منسوخی اس حکم کے دائر کی یہہ نالش
١٨٨٥ء مین بوجہہ عارضہ ٤٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی اکٹ ١٤
١٨٨٢ء ڈسمس ہوی - اوسپر سیتا رام نے نیا رجعی حکم ٢٠ - نومبر ١٨٨٠ء
سے جو صیغہ اجرا مین صادر ہوا تھا اپیل داخل کی - یہہ اپیل بوجہہ عارضہ
تمادی حسب مد ١٥٢ ضمیمہ ٢ - اکٹ میعاد سماعت نمبر ١٥ ١٨٧٧ء
کے نامنظور ہوی - تجویز ہوی - کہ وہ وقت جو واقعی کارروائیون
نالش منسوخی حکم صیغہ اجرا مین صرف ہوا تھا اوس دیر کے شمار کرنیمین
جو قبل دائر ہونے اپیل کے ہوی منہا ہوسکتا ہے - لیکن مدعی مستحق

اسکا نہیں ہے کہ وہ وقت جو درمیان تاریخ حکم اپیل شدہ اور تاریخ ارجاع نالش مذکور کے گذرا منہا کیا جاوے۔ (مقدمہ سیتارام براجی بنام میتیا ولد ہری شیٹ۔ انڈین لا رپورٹ بمبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۲)

درخواست اجرائے ڈگری سے یہ دفعہ متعلق نہیں ہے کیونکہ ضمیمہ ۲ منسلکہ اکٹ ہذا کی حصہ ۳ میں بد ۱۷۹ - خانہ ۳ میں فقرہ ۳ میں صاف حکم ہے کہ ((درخواست مذکور متعلق قانون کے بعدالت مناسب دائر و داخل ہونی چاہیے ،، پس قبل داخل کرنے ایسی درخواست کے ڈگریدار کو دریافت کرنا لازم ہے کہ جس عدالت میں وہ درخواست دیتا ہے مجاز ہے یا نہیں - کیونکہ بغیر اسکے یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ سائل نے یہ تندہی قرار واقعی کارروائی کی (دیکھو کیمنا تھ ولی بنام گوسائین داس ولی مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۰ او انڈین ڈائجسٹ مولفہ کول صاحب صفحہ ۱۸۴) وغیر مقدمہ جیون سنگھ بنام سہر نام سنگھ منفصلہ ہائی کورٹ الہ آباد مندرجہ انڈین لا رپورٹ بابتہ ۱۸۷۶ع جلد اول اجلاس کامل یہ طے پایا کہ - اجرائے ڈگری کی درخواست حسب مراد دفعہ ۵ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع بمنزلہ نالشات نمبری نہیں ہے - مگر جو نالش کہ قطع نظر بحث اختیار

سماعت کے کسی غلطی سے نان سوٹ ہوئی ہو تو اوسکی ایام شمار میعاد مین مجرا نہونگے - ایسی صورت مین مدعی کو لازم ہے کہ کارروائی نان سوٹ کو وہ منسوخ کرائے لیکن جب مقدمہ بوجہ نقص اختیار سماعت کے خارج ہو تو ایام ضرور مجرا ملین گے (دیکھو دینا نائین چودہرین بنام بندرابن چند رسرکار چودھری سندرجہ ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۰)

دفعہ ہذا متعلق ایسے مقدمات یا درخواست ہاے کے نہین ہے جو از روے ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۳ع (قانون لگان اضلاع ممالک مغربی وشمالی) وایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ع (قانون مالگذاری اضلاع ممالک مغربی وشمالی) وایکٹ ۱۷ ۱۸۷۶ع (قانون مالگذاری ملک اودہ) وایکٹ ۱۸ ۱۸۷۶ع (ایکٹ قانون اودھ) وایکٹ ۱۹ ۱۸۶۸ع (قانون لگان ملک اودھ) یا دیگر قوانین مختص الامر یا مختص المقام کے رجوع ہون اور یہی راے بمقدمہ ٹیل کوری بنام الماکہ رائی سندرجہ لا رپورٹ الہ آباد جلد اول ۱۸۷۶ع) یہ صفحہ ۸۵۴ ہائی کورٹ الہ آباد سے قایم کی گئی —

باب دہم

کارروائی مقدمہ

حد اختیار عدالت

دفعہ ۷۶

تمیز حد اختیار عدالت کی نسبت کسی بنائی نالش کے مقدمہ کی حیثیت پر مبنی ہے جیسا کہ اوسکو مدعی نے عرضی دعوی میں تحریر کیا ہو نہ بنا حد اختیار عدالت کے اوس جواب پر رکھی جائیگی جو مدعا علیہ نے نسبت دعوی پیش شدہ کے بیان کیا ہو (مقدمہ چندر کمار منڈل بنام ہادی علیخان ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۵۹۸ ڈائجسٹ انڈین لاکینز جورس ڈکشن صفحہ ۲۷۹۲ نمبر (۳) اگرچہ ایک عدالت دوسری عدالت کی کارروائی کو نسبت بحث حد اختیار کے منسوخ نہیں کر سکتی - مگر جبکہ ایک امر و بد عدالت کے بطور معمولی کارروائی کے کہ جو اوسکی اختیار کے موافق ہو پیش ہو اور کوئی فریق منجملہ فریقین کے دوسری عدالت کی کارروائی پر حجت کرے یا اوس سے اپنا چارہ کار حاصل کرنا چاہتا ہو ایسی عدالت کی کارروائی کی نسبت جو زیر بحث ہو مطابق اوسکے تحقیقات کیجائیگی - چنانچہ ایک مقدمہ میں جسمین مدعی نے ڈگری استقرار حق کی چاہی تھی -

اور اوسی مقدمہ مین اختیار عدالت مال کی نسبت بحث کیگئی- ایک منصف نے یہہ صحیح فیصلہ کیا کہ عدالت مال کو ایسی سماعت کا اختیار نہ تھا- (مقدمہ گنیش چیتر دبنام رام ندہی کند و ویکلی رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ ۳۶۱)

عذر نسبت اختیار عدالت کے ایک ایسا اعتراض ہے جو مقدمہ کی کارروائی مین ہر وقت کیا جا سکتا ہے- اگر کسی مقدمہ مین جو عدالت اپیل سے واسطے تحقیقات مزید کے واپس آیا ہو عذر نسبت حد اختیار کے کیا جاوے تو عدالت اوسپر لحاظ کریگی- (مقدمہ چودہری واجد علی بنام ملک عنایت علی بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۵۲- ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۸)

ایک مقدمہ جسکو عدالت صدر امین مین دائر ہونا چاہیے تھا اور اوس زمانہ مین وہ عدالت بوجہ تعطیل کے بند تھی- روبرو ڈسٹرکٹ جج کے پیش ہوکر واسطے فیصلہ کے اسسٹنٹ جج کو سپرد ہوا- روبرو عدالت اپیل کے بربنائے عذر حد اختیار کے یہہ تجویز ہوا کہ ڈسٹرکٹ جج کو لازم تھا کہ نسبت عذر حد اختیار کے جو اونکے روبرو اول [illegible]

مین پیش ہونے پر پیش ہوا تھا غور کرتے - اگرچہ ایسا عذر وجوہ اپیل مین درج نہ تھا (مقدمہ موتی لال رام داس بنام جمناداس وجیورداس بمبئی رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۲ طبع دوم صفحہ ۴۰)

ایک اپیل خاص مین یہ عذر کیا گیا کہ منصف کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہ تھا - لیکن اپیل اول مین ایسا عذر پیش نہین کیا گیا - اور فیصلہ منصف صاحب کا بحال رہا عدالت اپیل خاص مین تجویز ہوا کہ اپیلانٹ کو اسکا حق باقی تھا کہ عدالت اپیل خاص مین نسبت حد اختیار عدالت ابتدائی کے عذر پیش کرے (مقدمہ بھائی پرکت جی بنام نمتبو والدہ کسٹر بمبئی لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۰۰ - طبع ثانی صفحہ ۱۹۲)

ایک مقدمہ مین ایک بیوہ نے بلا اختیار تحریری کے منجانب اپنی لڑکے کے دعوی کیا جو ملازم فوج تھا اور اوس عدالت کے حدود اختیار سے باہر تھا مدعا علیہ نے عدالت ابتدائی مین نسبت اختیار بیوہ کے کوئی اعتراض نہین کیا لیکن عدالت اپیل اول و نیز عدالت اپیل خاص مین ایسا عذر پیش کیا کہ ایسا عذر جائز تھا (مقدمہ شیورام ڈٹ حال بنام بھاگیرتھی بی بی بمبئی لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۰)

جبکہ ایک مقدمہ ایسی عدالت مین دائر ہو جو مجاز سماعت نہین ہے تو نقص
اختیار کا بوجہ اسکے کہ وہ مقدمہ دوسری عدالت مجاز سماعت مین منتقل
کیا جاوی رفع نہین ہوسکتا۔

(بچہادرلی اوستہی بنام الہی بخش انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۷۰)

ہر مقدمہ مین دعوی یا شے متدعویہ جسکی مالیت مدعی نے تشخیص کی ہو
بادی النظر مین واسطے تصفیہ و اختیار عدالت کے کافی ہے بحث حد اختیار فیصلہ
مقدمہ کے ہر عدالت مین جاری رہتی ہے - باوجودیکہ غلطی صحیح تشخیص
مالیت مین مدعی سے واقع ہوئی ہو مگر مدعی اسکا مجاز نہین ہے کہ باضافہ
کسی جزو دعوی کے حد اختیار عدالت کو برطرف کرے کیونکہ ایسا اضافہ
غیر متوجہ و بلا دلیل ہے (مقدمہ لچھمن بھگار بنام بابا جی بھٹکار انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۱)
اگر فریقین ایسے مقدمہ مین راضی نامہ کرلین کہ جسکی سماعت کا اختیار عدالت کو
نہو بوجہ ایسی راضی نامہ کے چند اختیار عدالت مین کوئی وسعت نہین کہی

(مقدمہ رکھمن چندر مین رائے بنام موتی سوس داس انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۷۹
و کلکتہ لارپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۹۱)۔

ایک مقدمہ حق شفعہ مین جو عدالت منصف مین دائر ہوا تھا۔

اوس مقدمہ مین مدعی نے جائداد متنازعہ کی مالیت کم تشخیص کی تھی لیکن مدعاعلیہ نے عدالت ابتدائی سے تا اپیل ہائیکورٹ کوئی اعتراض نسبت حد اختیار عدالت کے نہین کیا اور وہ مقدمہ واقعات پر بنا بر مزید تحقیقات واپس بہیجا گیا۔ حتےٰ کہ دوبارہ روبرو عدالت اپیل خاص کے پیش ہوا اگرچہ وجوہ اپیل مین ایسا عذر مندرج نہ تہا لیکن بروقت بیشی کے یہ عذر کیا گیا کہ مقدمہ قابل سماعت منصف کے نہ تہا۔ پس جو کچہ کارروائی کہ اسوقت تک ہوئی وہ بوجہ ہونے حد اختیار کے کالعدم ہے۔ تجویز ہوا کہ مدعاعلیہ کو ایسے عذر سے درگذر کرنے کا اختیار نہ تہا اور ایسے عذر کو مقدمہ کے اس نوبت اخیر مین نہین پذیرا کرنا چاہیے یہ بہی تجویز ہوا کہ مقدمہ اختیار منصف سے باہر تہا۔ لہذا جو تجویز اوسنے صادر کی وہ غلط و خلاف قانون تہی اور اوس ڈگری کو قائم رکہنا کوئی اثر نہین ہے۔ (ایکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۹)

نوٹ نظاہر محولہ بالا کو ڈومینس ڈائجسٹ آف انڈین لاکیسز جلد دویم باب جورس ڈکشن نمبر ۲ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۲ و ۲۹ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۵ و ۴۲ صفحہ ۲۷۹۱ لغایت ۲۷۹۹ مین دیکہنا چاہیے

مد ۷۷

بیانات تحریری

بموجب دفعہ ۱۱۰- ضابطہ دیوانی کے - فریقین مقدمہ کو اختیار ہے
کہ مقدمہ کے اول روبکار ہونیکے وقت یا اوس سے پہلے کسیوقت اپنی
اپنی طرف کے بیانات تحریری داخل کرین - اور عدالت اونکو لیکر
شامل مسل کریگی - (دفعہ ۱۱۲) بجز اوس صورت کے جو دفعہ ملحقہ بالا
مین مذکور ہے - کوئی بیان تحریری مقدمہ کے پہلے سماعت ہوجانیکے
بعد منظور نکیا جائیگا - مگر شرط یہ ہے کہ عدالت جسوقت چاہے
کسی فریق سے بیان تحریری یا تتمہ بیان تحریری طلب کرے - اور
اوسکے داخل ہونیکے لیے ایک میعاد مقرر کرے - نیز شرط یہ ہے
کہ واسطے تردید کسی بیان تحریری کے جو عدالت سے طلب ہوکر
داخل ہوا ہو بیان تحریری یا تتمہ بیان تحریری کسیوقت عدالت کی
اجازت سے مقبول ہو سکتا ہے (دفعہ ۱۱۴) بیانات تحریری اوسقدر
اختصار کے ساتھہ جو بلحاظ حالات مقدمہ ممکن ہو لکھی جائینگے - اور باندراج
دلائل مرتب نہوا کرینگے - بلکہ چاہیے کہ حتی الامکان اونمین صرف
بیان اوس واقعات کا ہو جنکو وہ فریق جسنے بیان تحریری مرتب کیا

مدعا جسکی طرف سے مرتب کیا گیا ہو۔ انفس مقدمہ باور کرے۔ یا جسکو وہ تسلیم کرتا ہو یا یہہ سمجھتا ہو کہ وہ اوسکو ثابت کرسکیگا۔ ایسا ہر بیان تحریری دفعات مین منقسم کیا جائیگا جنپر نمبر مسلسل ثبت ہوگا اور ہر دفعہ مین جہانتک ممکن ہو ایک جُدی بات لکھی جائیگی —

ہر ایک دفعہ مین صریحی اقبال یا انکار مقابل ہر ایک واقعہ بیان کردہ مدعی کے درج ہونا چاہیے۔ بعد اوسکے جو مدعا علیہ کے عذرات یا جواب زائد ہون خواہ وہ زبانی بیان کیے گئے ہون یا اوسکے بیان تحریری مین مندرج ہون دفعہ وار تحریر ہونا چاہیئے۔ اسطور پر کہ ایک واقعہ ضروری جداگانہ دفعہ مین ہو اور ہر ایک دفعہ کا نمبر مسلسل جدا ہو —

بعد اوسکے مدعی کا اظہار دوبارہ لینا چاہیے اسیطرح پر ہر ایک دفعہ پر اوسکے بیان کے وہی نمبر ہونا چاہیے۔ جو مدعا علیہ کے جواب کے دفعہ پر ہے اور جسکا کہ اوسمین حوالہ ہے اسیطرح پھر مدعا علیہ کا اظہار لیا جاوے۔ یہانتک کہ کوئی ضروری واقعہ باقی نہ رہجاوے جسکا کہ اقبال ہوا ہو یا انکار ہوا ہو ممکن ہے کہ استعمال ایک سلسلۂ غیر مسلسل کا تمام واقعات کے واسطے غیر ضروری معلوم ہو۔ لیکن

کارروائی مین فریقین کو ایک بات پر قایم رکھنے کیواسطے معین عدالت پایا جائیگا - اور اکثر بعض واقعات ضروری کے خارج از بحث رہجانے سے مانع ہوگا - قاعدے سے لکھے ہوے بیانات تحریری شاذ ہوتے ہین زیادہ تر جو کہ بیانات لیے جاتے ہین اور شامل مثل کیے جاتے ہین وہ مدلل اور مطول دونون ہوتے ہین - ایسے بیانات تحریری کبھی لینا چاہیے مگر افسوس ہے کہ عدالتین بموجب دفعہ ۱۱۶ - ضابطہ دیوانی شاذ کاربند ہوتے ہین - بموجب دفعہ ۱۱۴ - ضابطہ دیوانی بیانات تحریری کو اسقدر مختصر ہونا چاہیے جسقدر کہ حیثیت مقدمہ گوارا کرے اونکو مدلل ہونا چاہیے جسقدر کہ حیثیت مقدمہ گوارا کرے - اونکو مدلل ہونا چاہیے - بلکہ جہانتک ممکن ہو پابند سلسلہ بیان اون واقعات کا رہنا چاہیے جنکو کہ فریق داخل کنندہ بیان تحریری مقدمہ میں ضروری یقین کرتا ہے - اور جسکو کہ خواہ وہ اقبال کرتا ہے یا یقین کرتا ہے وہ ثابت کردیگا ہر ایک بیان تحریری واقعات سلسلہ مین بقید نمبر منقسم ہونا چاہیے اور ہر ایک دفعہ مین جہانتک ممکن ہو بیان جداگانہ ہوجانا چاہیے کوئی بیان تحریری جس مین - یہ شرائط نباہے جائین منظور ہونا چاہیے

بیان تحریری جسمین کہ مباحث ہوتے ہین اور مضمون غیر متعلق مقدمہ ہوتا ہے صرف مائل بدقت ہوتے ہین اور کبھی منظور نہ ہونا چاہیے۔

(دفعہ ۱۱ لغایت دفعہ ۱۳ سرکلر نمبر ۳ ۱۸۸۶ء مجاریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ)

امور تنقیح طلب　　مد ۷۸

تنقیحات کا صحیح مقرر کرنا ایک عظیم ترین فرض منصبی عدالت کا ہی اگر عذرات ہوشیاری تمام تحریر کیے گئے ہین تو صحیح تنقیح کا نکلنا ایک نتیجہ لازمی ہے۔ بہرحال کارروائی ہین اکثر لاپروائی سے تنقیحین مقرر کیجاتی ہین۔ ایسی تنقیحات کا پایا جانا غیر معمولی نہین ہے "واجب العرض مین کیا ہے" "اور مدعی کے دعوی پر اسکا کیا اثر ہوگا" "آیا مدعی اور مدعا علیہ کے باہمین عدالت ہوئی یا کچھ لگان مدعیکو مدعا علیہ سے پانا ہی" "اگر پانا ہی تو کسقدر" "یا اس اراضی کی نسبت عدالت دیوانی نے کیا فیصلہ کیا ہی" اگر حکام دفعہ ۱۴۶ ضابطہ دیوانی پر توجہ کرین تو کوئی ایسی تنقیح نہ مقرر کیجائے ہر ایک تنقیح کو چاہیے کہ خود متعلق نفس مقدمہ ہو اور متصف بصفت یقین ہو بعض دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے کہ مثلاً جہان کہین کہ نسبت اختیارات عدالت کے بحث سے تمام واقعات مقدمہ کے دریافت کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی

لیکن اگر ابتدا اغراض دعوی ہوشیاری تمام جانچ لیا جاوے تو ایسے
مقدمات مین مدعا علیہ کے طلب کرنیکی کمتر ضرورت ہوا کریگی اسکو
قاعدہ عام سمجھنا چاہیے کہ ابتدا اور واقعات مقدمہ دریافت کر لینا
بہترین ترکیب ہے۔ اور جبکہ واقعات صاف و منکشف ہوگئے
پھر قانون کا اونپر صرف کرنا بہت آسان امر ہے۔ اس قاعدہ کو
دلمین یاد رکھے کہ اول تنقیحات عموماً بیانات واقعات پر مقرر کرنا چاہیے
تنقیحات مرکب قانون و واقعہ سے کمال احتیاط رکھنا چاہیے۔ ہر تنقیح
کی نسبت ظاہر کرنا چاہیے۔ "کہ واقعہ کے متعلق ہے" یا قانون کے
متعلق ہے اور بار ثبوت تحریر کرنا چاہیے کہ کس کے ذمہ ہے۔
کوئی امر غیر نفس متعلق مقدمہ کے نسبت تنقیح ہونا چاہیے۔ حکام
چھوڈیشل اسکا لحاظ رکھین کہ تنقیح اسوقت نکلیگی جبکہ ایک حجت متعلق
نفس مقدمہ یعنے ایک حجت واقعاتی یا قانونی جسکو کہ مدعی واسطے اظہار
حق نالش اپنے کے ضروری بیان کرے ایک فریق کیجانب سے پیش ہو
اور دوسرے فریق کیجانب سے انکار کیا جائے۔ تنقیحات متعلق نفس
مقدمہ کا قاعدہ ہے کہ متعلق نوعیت بنائے دعوے کے ہوا کرتی ہیں

شہادت کے متعلق جو بحثین ہین وہ ضمنی ہین۔ لیکن اکثر وہی اصل تنقیحات
سمجھے جاتے ہین۔ مثلاً قابلیت اصل دستاویز اکثر ضمنی امر ہوتا ہی فریق پیش
کنندہ دستاویز چاہتا ہے کہ وہ دستاویز تائید مین اونکی حقیقت کے لیجائی
لیکن قابلیت ادخال دستاویز ایک امر تنقیحی نہین ہی اور ممکن ہے کہ یہی دستاویز
تمام وکمال شہادت حقیقت کی ہو دربارہ مباحث شہادت الا پیدائی سے
تنقیحات مقرر کرنے سے اکثر اوقات علیحدہ اصل امور تنقیح طلب سے مسائل
سے دور ہوجاتی ہین مابین اوس شے کے جو ثابت کیجاتی ہین اور اون دلائل
کے جنکے ذریعے سے فکر ثابت کرنیکی کیجائی۔ جو فکر ہے اوسکو کبھی فروگذاشت
نہین کرنا چاہیے۔ ایک مدعی جو بربنائے کسی حقیقت و بنائے دعوے کی
دعوی کرنے چلے اوسکو چاہیے کہ تمام حجتین قانونی یا واقعاتی متعلق نفس معاملہ کے
جس سے کہ مدعا علیہ نے انکار کیا ہو ثابت کرے۔ لیکن اگر مدعا علیہ بیانات
مدعی کو صحیح تسلیم کرتا ہی اور مزید برآن واقعات بیان کرتا ہی تو ممکن ہے کہ بار
ثبوت مدعا علیہ پر جاپڑے۔ **مثلاً** (الف) حقیقت مالکانہ اراضی مین
اور بید خلی بیان کرتا ہی (ب) دونون بیان سے انکار کرتا ہے بار ثبوت
الف پر ہے لیکن جو (ب) بیان الف کو قبول کرے اور بیان کرے کہ

کہ الف نے اوسکے ہاتھہ یہ اراضی فروخت کر ڈالی ہے تو بار ثبوت (ب) پر منتقل ہو جائیگا یا (ج) بیان کرتا ہے کہ (د) اوسکا اسامی ہے اور عسہ اوسکی لگان کے ہین منجملہ جسکی عسہ ادا کر دیے گئے ہین - اور للعہ ابتک باقی ہین اور بیانات (ج) سے انکار کرتا ہے تو بار ثبوت (ج) پر ہے لیکن اگر (د) اقبال کرے کہ وہ (ج) کا اسامی ہے اور اوسکا لگان عسہ رہا ہے مگر مزید برآن یہ بیان کرتا ہے کہ اوسمین تخفیف ہوکر عسہ رہگئے ہین تو بار ثبوت (د) پر ہے بعض عدالتین نسبت قبضہ کے تنقیحین مقرر کرتی ہین مگر کوئی تنقیح دربارہ ملکیت یا حقیت نہین مقرر کرتی ہین - اب دیکھو ممکن ہے کہ قبضہ شہادت کی حقیت ہو یا وہ بعض اوقات مین کوئی حقیت پیدا کر دے اسی نظر سے اس بات مین تمیز کرنی کیواسطے کہ اونمین سے کس غرض کیواسطے قبضہ بیان کیا گیا ہے ہوشیاری لازم ہے - ورنہ بحث قبضہ کی مقتضی اسکی ہے کہ بحث حقیت کو تاریکی مین ڈالدے واقعات کی تنقیح قایم کرنیمین اعلی درجہ کی مناسب و صحیح و مخص الفاظ دربارہ وقت و مقام و اشخاص و اشیا کے و دربارہ حالات کے جہان کہین کہ نفس مقدمہ سے متعلق ہو استعمال کرنا چاہیے - تقریر قانونی مین چاہیے کہ الفاظ صحیح ہون

اصطلاحی ہون اور مناسب ہون تاکہ تنقیح بغیر اسکے کہ کوئی واقف قانون اوسکی تشریح مزید کرے ۔ قابل سمجھنے اور جوابدہی کے ہون ۔

مثلاً یہ تنقیح "آیا حقیت مدعیان مرجح ہے مدعا علیہم سے" ۔ اس قابل نہین ہی کہ سمجھہ مین آوے یا جواب اوسکا دیا جاوے لیکن یہ تنقیح ۔ آیا بموجب قانون وراثت ہنود ایک دوسرے بہائیکی بیٹے کو وراثت سے خارج کرسکتے ہیں جو صریح قانون متعلقہ سے تعلق رکھتے ہین ۔ مورد اس اعتراض کے نہوگی ۔

(دفعات ۲۲ لغایت ۲۷ سرکلر نمبر ۳ ۱۸۵۴ء معہ مذکور الصدر)

مد ۷۹ بار ثبوت

آنریبل محمود صاحب جسٹس نے اپنی کتاب لاجواب شرح قانون شہادت مین بہ تصریح دفعہ ۱۰۱ و ۱۰۲ کے اس نازک مسئلہ قانون کو بہت لطافت و عمدگی سے تحریر فرمایا ہی جسکا انتخاب حسب ذیل ہی (دفعہ ۱۰۱) جو فریق عدالت سے درخواست صدور فیصلہ کے نسبت ایسے قانونی حق یا ذمہ داری کی گذرانے جسکا مدار ایسے واقعات پر ہو جنپر وہ اصرار کرتا ہے اوسی فریق کو لازم ہوگا کہ واقعات مذکور کا وجود ثابت کرے اور جب کسی شخص پر کسی واقعہ کے وجود کا ثابت کرنا لازم ہو تو یہ امر باین عبارت تعبیر کیا جاتا ہے ۔ کہ

اوس شخص پر بار ثبوت ہے **شرح** - اس فصل مین قانون شہادت کی ایک نہایت مشکل اور پر از دقت مسئلہ کی بحث ہی - اور جسقدر وہ مسئلہ مشکل ہی اوسیقدر وہ اہم اور مقدم ہے - کیونکہ ہر قسم کی کارروائی قانون مین اس امر کی بحث آتی ہے کہ فریقین مین سے بار ثبوت کسپر ہے اور اکثر مقدمات مین جیتنا ہارنا اس مسئلہ کی تنقیح پر منحصر ہوتا ہے - پس ہم اس فصل مین بھی اوسیطرح واضح طور پر اس مسئلہ کی تشریح کرین گے - اور اوسکو جہانتک ہو سکیگا آسان کرین گے -

ضمن (الف) - اصل اصول بار ثبوت کا اس اصول منطقی پر مبنی ہے کہ جو شخص کسی امر کا وجود بیان کرتا ہو اور فریق ثانی اوس امر کے وجود سے منکر ہو تو اوس شخص پر جو کہ وجود بیان کرتا ہے اوس امر کو ثابت کرنا چاہیے اسلیئے کہ قیاس نسبت عدم ہر چیز کے ہوتا ہے" - اور اوسکو معدوم سمجھنا چاہیے جب تک کہ ثابت نہو" جیسا کہ القول مشہور "القبض دلیل الملک" مالک اپنی جائداد پر قابض ہوتا ہے - اور زید باوجود قبضہ عمرو چند ایسے واقعات کا وجود بیان کرتا ہے جس سے عمرو منکر ہے تو بار ثبوت زید پر ہے - یہ اصول بار ثبوت کا اس سبب سے قائم نہین کیا گیا ہے

کہ ہر واقعہ کا عدم ثابت کرنا محال ہے بلکہ اسوجہ پر کہ واقعہ کا ثبوت کرنا
سیدہی طور پر ہوسکتا ہے - اور اوسکا عدم ثابت کرنا نہایت تہیر پہیر کے
ساتھہ ممکن ہے **مثلاً** - یہہ ثابت کرنا منظور ہو کہ عید کے دن زید دہلی
کی جامع مسجد مین تہا - بس جو شخص یہہ بیان کرتا ہے اوسپر اوسکا بار ثبوت
ہے اسلیئے کہ وہ بآسانی ایسے گواہ طلب کر سکتا ہے - جنہون نے
زید کو اوسجگہہ دیکہا تہا - لیکن جو شخص کہ زید کے دہلی مین ہونے سے
منکر ہے اوسکو یہ ثابت کرنا کہ زید عید کے دن دہلی مین نہ تہا سخت
دشوار ہے - گو محال نہین ہے - البتہ عدم اس واقعہ کا مفصلۂ ذیل
امور سے ثابت ہوسکتا ہے - (الف) یہہ کہ زید عید کے دن دوسری
جگہہ تہا (ب) اوسجگہہ سے دہلی کے جامع مسجد تک اسقدر فاصلہ ہے
کہ کسی وسیلہ سے زید جامع مسجد مین موجود نہو سکتا تہا - لیکن ظاہر ہے
کہ اوس شخص کو جو زید کا جامع مسجد مین موجود ہونا بیان کرتا ہے
زیادہ آسانی ہے - بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اوس امر سے منکر ہے
اور یہ بات اکثر پیش آتی ہے کہ منکر کسی واقعہ کے عدم کو ثابت نکر سکے
مثلاً - اس تمثیل مین اگر شخص منکر کو معلوم ہو کہ زید عید کے دن

کہان تہا تو زید تو زید کا جامع مسجد مین ہونا ثابت نہین کر سکتا۔ لیکن یہہ اصول بارثبوت محض دشواری و آسانی پر مبنی نہین ہے بلکہ اس اصول انصاف پر مبنی ہے کہ جو شخص جس بیان سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اوس بیان کو وہ ثابت کرے اور یہہ خلاف انصاف ہوتا کہ اوس شخص کا کسی اور واقعہ کے ثابت ہونے سے ضرور ہوتا ہی اوس دفعہ کا بارثبوت قرار دیکر ثابت کرایا جاوے۔ اس امر کے طے کرنے مین جو شخص واقعہ کا وجود بیان کرتا ہے اوسپر بارثبوت پڑنا چاہیے۔ احتیاط لازمی ہی کہ فقرہ کی عبارت کے منفیہ یا مثبتہ ہونے سے ابہام واقع نہو۔ اس امر کی بحث ایک ہی بات کو مثبتہ او منفیہ طور پر کیونکر بیان کر سکتے ہین ہم پہلے لکھہ آئے ہین (دیکھو صفحہ ۲۰ و ۱۳۰ شرح مذکور) کہ صورت فقرہ سے عدم اور وجود واقعہ کے نسبت بحث طے نہین ہوسکتی۔ بلکہ بیان کا اصل مقصد دیکہنا چاہیے۔ مثلاً کسی کرایہ دار پر مالک مکان ایسا دعوی کرے کہ کرایہ دار مذکور نے اپنے معاہدہ کی موافق مکان کو حالت مرمت مین نرکہا اور اسیوجہہ سے ذمہ دار مطالبہ ہرجہ کا ہے بارثبوت اس امر کا مدعا علیہ کرایہ دار نے مکان کو بحالت مرمت

نہ کہا - بذمہ مالک مکان کے ہی - اسلیے کہ اگر وہ خستہ حالت مکان کی ثابت نکرسکے تو اوسکا دعوی ڈسمس ہوجائیگا - اس تمثیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ گوکہ حالت اس فقرہ کی منفیہ ہے تاہم درحقیقت مضمون اوس فقرہ کا مثبتہ ہی کیونکہ وجود خستگی مکان ایک واقعہ ہے جسکی بناپر دعوی مدعی مبنی ہی - اگر وہ وجود اوس واقعہ کا ثابت نکرسکے تو دعوی ڈسمس ہوجاییگی مثلاً زید یہ کہتا ہے کہ موضع اسلام پور پانچہزار کو بکا تہا - عمرو بیان کرتا ہے کہ موضع مذکور نوہزار کو بکا - اب جو لوگ منطق سے واقف نہین ہین وہ خیال کرین گے کہ دونون مثبتہ واقعات ہین - اور زید کو چاہیے کہ پانچہزار ثابت کرے - اور عمرو کو چاہیے کہ نوہزار ثابت کرے اور ہر ایک اپنے اپنے بیان کے بار ثبوت کا ذمہ دار ہے - لیکن کسی مقدمہ مین بار ثبوت ایک ہی امر کا فریقین پر نہین پڑسکتا اور اس مثال مین ثبوت مقدار زرثمن کا فریقین پر عاید نہین ہوسکتا - بیان زید و عمرو نسبت زرثمن کے درحقیقت یون ہی - عمرو زید کے اس بیان کو زرثمن مین پانچہزار شامل ہے تسلیم کرتا ہے اور نوہزار کے کہنے سے یہ مراد ہے کہ چار ہزار اور زیادہ ہے پس وجود پانچہزار مسلمہ فریقین ہی باقی چار ہزار کے

وجود سے زید منکر ہے۔ پس صریح بار ثبوت ذمہ عمرو کے ہے اسقدر تقریر
سے یہ ظاہر ہوگا کہ جس شخص کے حق مین قیاس ہوتا ہی اوس شخص کے مخالف
پر بار ثبوت ہوتا ہی۔ اس دفعہ کی شرح مین قیاسات کا ذکر کرنا اور
اون اصول کا بھی ذکر کرنا جسکی وجہ سے بار ثبوت اولٹ جاتا ہے
اسجگہ ضرور نہین ہے لیکن آیندہ اس فصل کی دفعات کی شرح مین اون
اصول کا ذکر ہوگا۔

ضمن (ب)

کسپر بار ثبوت ہوتا ہے (دفعہ ۱۰۲ قانون شہادت عبارت متن)
بار ثبوت کا ہر نالش یا کارروائی مین اوس شخص پر ہوتا ہے جو طرفین سے
مطلق کسی شہادت نہ گذرنے کی صورت مین مقدمہ ہار جائے۔

شرح۔ اس دفعہ مین واضعان قانون نے ایک علامت بار ثبوت کے
منقح کرنیکے بیان کی ہے اور وہ نتیجہ جو کہ ثبوت نہ گذرنے سے پیدا ہوتا
بیان کیا ہی لیکن اس دفعہ کے پورے طور سے سمجھنے کے لیئے اور کام مین
لانے کے لیئے اون اصولون پر جنکا کہ ہم دفعہ ۱۰۱ کی شرح مین ذکر کرائے
ہین خیال رکھنا لازمی ہے۔ ایک اور علامت بار ثبوت کے دریافت

کرنیکی یہ ہے کہ جس امر کا بار ثبوت دریافت کرنا منظور ہو کہ کس فریق پر ہے اوس امر کو فرض کیا جاوے کہ بیان ہی نہین ہوا تھا۔ اور پھر دیکھنا چاہیے کہ مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص اوس بیان کے معدوم ہونے سے ہارجاوے اوسی پر بار ثبوت ہے مثلاً اگر زید نے عمرو پر موضع اسلام پور کی مقابضت کا دعوی کیا۔ بیانات فریقین حسب ذیل ہین۔ زید کہتا ہے کہ موضع اسلام پور میری جائداد موروثی ہے۔ اور شرعاً بعد وفات اپنے باپ کے مین مالک ہون اور مجھکو قبضہ ملنا چاہیے۔ عمرو کہتا ہے کہ زید کے باپ نے یہ جائداد میری پاس پانچہزار کو رہن کردی ہے اور وہ روپیہ اب تک ادا نہین ہوا۔ اسلیئے مجھکو حق مقابضت حاصل ہے۔ اب جائداد کا زید کے ملکیت ہونا تسلیم ہے زید واقعۂ رہن سے منکر ہے۔ پس عمرو کو رہن ثابت کرنا چاہیے کیونکہ اگر بیان رہن کا کالعدم تصور کیا جائے تو زید کو قبضہ اسلام پور کا ملجاویگا۔ اور اسلیئے بار ثبوت عمرو پر ہے لیکن اگر عمرو یہ بیان کرتا کہ جائداد زید کی نہین ہے تو بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد زید کی ہے ذمہ زید کے ہوتا۔ کیونکہ اگر بیان زید

نسبت اوسکی ملکیت کے کالعدم تصور کیا جاوے تو عدالت اوسکو مقابضت کی ڈگری نہ دیگی۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ علاوہ قیاس کے اقبال بھی بار ثبوت کو اولٹ دیتا ہے جیسا کہ تمثیل مذکور مین عمرو کا یہ تسلیم کرنا کہ موضع اسلام پور زید کے باپ کی ملکیت تھا۔ بار ثبوت ثابت کرنے اپنے حق کا یعنے حق مقابضت مرتہنانہ کا اوسکی ذمہ ڈالدیتا ہے۔ ورنہ زید پر اپنی ملکیت ثابت کرنیکا بار ثبوت ہوتا۔

ضمن (ج) اولٹنا بار ثبوت کا۔ یہ امر کہ بار ثبوت کیونکر قاعدۂ عام کے برخلاف (جسکا ذکر دفعہ ۱۰۱ کی شرح مین ہو چکا ہے) فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے۔ اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ بدلے اوسکے اوس شخص پر جو مثبت امر بیان کرتا ہے۔ اوس شخص پر بار ثبوت جا پڑتا ہے جو کہ اوس واقعہ کے وجود سے مطلق انکار کرتا ہے وہ دو سبب یہ ہین۔ اول۔ جبکہ منکر نے کبھی صحیح ہونے بیان فریق کو تسلیم کیا ہو یعنے اوسکا اقبال۔ دوئم جبکہ قیاس بحق شخص منکر ہو ان دونون صورتون مین شخص منکر پر عدم واقعہ پر ثابت کرنیکا

بار ثبوت قانوناً عاید ہوگا۔

ضمن (د) (اوٹھنا بار ثبوت کا بوجہہ اقبال کے) یہہ امر کہ اقبالات کس قسم کے شہادت ہین اور اونکا اثر کیا ہوتا ہے اور کن کن صورتونمین وہ شہادت مین داخل ہوسکتے ہین ہم پہلے بیان کر آئے ہین (دیکھو شرح صفحہ ۹۵ سے ۱۰۵ تک اور ۱۱۹ سے ۱۲۱ تک) اب چند صورتین ایسی بیان کرینگے جنسے ظاہر ہوگا کہ بار ثبوت کیونکر اقبال کیوجہہ سے اوس شخص پر جا پڑتا ہے جو کہ وجود کسی واقعہ سے منکر ہو

مثال۔ مثلاً کسی مقدمہ مین جسمین کہ زید نے عمرو پر بربنائے تمسک نوشتہ عمرو دعوی دائر کیا تمسک مذکور مین عمرو نے یہہ لکھا تھا کہ مینے پورا روپیہ وصول پایا اس مقدمہ مین عمرو مدعا علیہ نے تحریر تمسک سے اقرار کیا یہ بیان کیا کہ روپیہ وصول نہین ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ اوس مقدمہ مین اثبات کرنیوالا اس امر واقعہ کا (روپیہ ادا ہوا) زید مدعی ہے اور منکر وجود واقعہ سے عمرو ہے۔ پس اوس عام قاعدہ کے موافق جسکا ذکر دفعہ ۱۰۱ کی شرح مین کر آئے ہین بار ثبوت ادائے زر کا ذمہ زید کے ہوتا۔ نہ ذمہ عمرو کے جو منکر ہے لیکن چونکہ اس دستاویز

مین ایک اقبال ادائے زر کا منجانب عمرو کے ہے اسلیئے بار ثبوت

ادائے زر کا زید کے ذمہ ہے - اولٹ کر عمرو کے ذمہ جا پڑا

یہہ صورت بعینہ تمثیل (ب) دفعہ ہذا کے ہے - اور وہ

تمثیل غالبًا ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ

(مقدمہ بی بی بنام نصیر الدین بدہا - بنگال جلد ۴ صفحہ ۱۵۶ - اجلاس کامل

ورا ناٹمک لال بابو بنام راعداس ہوزمدار بنگال جلد ا صفحہ ۹۲ - رگھوناتھ بنام سکھمی نرائن

سنگھ ویکلی جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۷ - پر مبنی ہے) جسکو حکام پریوی کونسل نے

بھی تسلیم کیا ہے -

ضمن (ہ) (بار ثبوت نسبت مقدمہ کے مابین میعاد ہونیکے)

تمام مقدمات مین جنمین کہ مدعی کا دعوی صرف اوس صورت مین

قابل سماعت عدالت متصور ہوتا ہے جبکہ وہ مابین میعاد ہو تو

بار ثبوت اس امر کا کہ دعوی مابین میعاد ہے ہمیشہ مدعیکی ذمہ ہوتا ہے

کیونکہ حسب دفعہ ۱۰۲ - یعنے دفعہ ہذا اگر وہ اپنے دعوے کو مابین

میعاد نہ ثابت کرے تو وہ ہار جاوے گا چنانچہ بارہا یہہ تجویز ہوتی ہے چکا ہے

کہ جب مدعی کسی اراضی سے مدعا علیہ کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور

مدعاعلیہ عذر قبضہ مخالفانہ دوازدہ سالہ پیش کرتا ہے تو بار ثبوت اس امر کا کہ مدعی مابین دوازدہ سال قابض تھا - ذمہ مدعی کے ہے اور نہ یہ کہ مدعاعلیہ اپنا قبضہ مخالفانہ دوازدہ سال ثابت کرے (دینا سندھ ہرسہا بنام جے نرلانگ ویکلی جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ دیوانی) اور اسی اصول کو حکام پریوی کونسل نے تسلیم کیا ہے (کنور ہرمتھرا سنگھ بنام سندلال مورس انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ -)

ضمن (و) بار ثبوت بمقدمات شفعہ جبکہ بغرض انفصال عذر تمادی یکسالہ یہہ امر طے کرنا ضرور ہو کہ آیا قبضہ مشتری کا بتاریخ بیعنامہ ہوا یا بعد ازین - تو بار ثبوت اس امر کا کہ قبضہ مشتری تاریخ بیعنامہ سے نہیں ہے اور دعوی مابین میعاد ہے ذمہ مشتری کے ہے - (قمر علی بنام عظمت علی ویکلی جلد ہشتم صفحہ ۳۱۴)

جبکہ کسی مقدمہ مین مابین شفیع مدعی اور مشتری مدعاعلیہ کے نسبت مقدار زرثمن کے نزاع ہو اور مدعاعلیہ مشتری کیطرف سے بعینامہ بہ ثبوت اوسکے بیان کے پیش کیا جائے تو بار ثبوت اس امر کا کہ مقدار زرثمن مندرجہ بعینامہ غلط ہے ذمہ مدعی شفیع کے ہوتا ہے

اسیوجہہ سے کہ قیاس نسبت درستی بیعنامجات کے ہوتا ہے۔

ہائی کورٹ کلکتہ نے ایسا ہے تجویز کیا ہے۔

(شیخ محمد نورالحسن بنام شیخ حیدر بخش ویکلی جلد ١٣ ١٨٦٤ع) لیکن یہہ ایک

متنازعہ فیہ مسئلہ ہے اور دفعہ ١٠٦ - ایکٹ نمبر ١ ١٨٧٢ع قابل ملاحظہ ہے

بمقدمہ بھگوان سنگھہ وغیرہ مدعاعلیہم بنام مہابیر سنگھہ وغیرہ

مدعیان ایک عمدہ فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد سے صادر ہوا جسکی

تجویز کو محمود صاحب جسٹس نے صادر کیا - محمود صاحب جسٹس

قبل تجویز بحث متعلقہ مقدار قیمت کے ہم چاہتے ہین کہ اوس نزاع

کا تصفیہ کرین جو وکیل ذیعلم مشتریان اپیلانٹیان نے نسبت بار

ثبوت کے اسمقدمہ مین پیش کی ہے - حجت یہہ پیش ہوئی کہ اس کا

ثبوت کالتیا مدعیان شفیع پر تہا کہ قیمت واقعی سو دہی اوس مقدار

یعنے دو ہزار سے جو مقدمہ مین مندرج ہے مختلف ہے - اور

اسیوجہہ سے اگر شہادت پیش کردہ مدعاعلیہم غیر کافی یا نا قابل اعتبار

متصور ہو ضرور ہے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ درصورتیکہ مدعیان نے

ثبوت مخالف داخل نہین کیا صحیح سمجہی جاے - اور اس حجت کی

تائید مین نظائر ہای کورٹ کلکتہ -

(مقدمہ شیخ نور الحسن بنام شیخ حید بخش) (ویکلی رپورٹر جنوری لغایت جولائی ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۰۴) اور شیخ غلام یحیے بنام جے منگل سنگھہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ - صفحہ ۵۳۴ -) پر وکیل ذی علم اپیلاٹیان نے استدلال کیا ہی مقدمہ اول الذکر مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جب کوئی فریق دعویدار حق شفعہ نسبت صحت قیمت مندرجہ بیعنامہ کے اعتراض کرے تو بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد در اصل قیمت مندرجہ سے کم پر فروخت ہوئی ہے اوسی فریق پر ہے اور جو قاعدہ کہ مقدمہ آخر الذکر مین قایم کیا گیا ہے اوسکو آنریبل سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس نے زیادہ تر شرطیہ عبارت مین لکہا ہے - تجویز اونکی یہ قرار پائی ہے کہ خفیف شہادت منجانب شفیع مدعی کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ فریق ثانی ہر بار تردید شہادت کا از روے شہادت دیگر کے ڈالا جائے ہماری یہ راے ہے کہ جو قاعدہ مقدمہ اول الذکر مین قایم ہوا ہے وہ بعبارت اخیر شرطیہ جسکے روسے وہ ظاہر کیا گیا ہے منظور نہین

ہوسکتا ہے - ہماری دانست مین اس مضمون کا بیان کہ قیمت مندرجہ
بیعنامہ مقدار سودی واقعی سے زیادہ ہے بمنزلہ الزام فریب
نسبت بائع ومشتری کے ہے کہ جسکے ثبوت کا بار اولاً بذریعہ شہادت
بادی النظری کے مدعی شفیع پر ہوتا ہے - مگر تجویز کرنا اس امر کا
کہ کسقدر شہادت بحق مدعی ثابت ہوئی - مقدمہ بادی النظری
کے لیے کافی ہے ہر مقدمہ کی حالت خاص پر موقوف ہے -
لیکن جبکہ ایسا مقدمہ بادی النظری یا یہ ثبوت کو پہنچ جائے تو
مدعاعلیہم یعنے بائع ومشتری پر ثابت کرنا لازم آتا ہے - کل مقدار
مندرجہ دستاویز فی الواقع بطور قیمت جائداد مبیعہ کے ادا ہوئی
شفیع پابند تحریر مندرجہ بیعنامہ قرار نہین پاسکتا ہے - اور ثابت کرنیمین اس امر کے
غرض مشتری کی ہوتی ہے کہ تعداد مسلمہ سے زیادہ روپیہ یعنے وہ زر متفاوت جو مابین
تعداد مظہرہ مدعی اور تعداد مندرجہ بیعنامہ کے پایا جاتا ہے -
ادا کر دیا گیا ہے - مزید برآن ایسے مقدمات مین جو حجت
بار ثبوت پر بلحاظ کرنیمین قاعدہ منضبطہ دفعہ ۱۰۶ - ۱ - ایکٹ نمبر ۱ بابت ۱۸۷۲ع
نظر انداز نہین ہوسکتا - قاعدہ مذکور اکثر ایسے مقدمات باہمی

راہنان ومرتہنان سے جنمین بالکل کچھ شہادت نسبت امر تنقیح
متعلقہ تعداد قرضۂ رہن کے موجود نہو متعلق ہوتا رہا ہے اور یہ تجویز
ہوئی کہ ایسے مقدمونمین ثابت کرنا اس امر کا ذمۂ مرتہن کے ہوتا ہے
کہ تعداد قرضۂ رہن تعداد مظہرۂ راہن سے زیادہ ہے۔ اور مقدمہ راجہ
کشندت رام پانڈے بنام شرندر بہادر سنگھ (۱۱- رپورٹ اپیل ہائی ہند
جلد ۳ صفحہ ۸۵) مین کہ جسمین نالش انفکاک کی تھی۔ اور رہنامہ گم ہو گیا
تھا حجت یہ تھی کہ ۔ کہ آیا بار ثبوت شرائط رہنامہ کا راہن پر ہے
یا مرتہن پر اوسمین حکام عالی مقام پریوی کونسل نے کچھ مراتب تحریر کیے
ہین جو ہماری دانست مین اصو لا حجت زیر تجویز حال سے متعلق ہین
حکام عالی مقام یہ تحریر فرماتے ہین کہ مثل اکثر مقدمات دیگر کے وقت لحاظ
ہونے اوپر شہادت ہر دو فریق کے رعایت اوس موقع ومحل کی ضرور ہے
جسکا حاصل ہونا ہر فریق کو واسطے پیشی شہادت کے قرین قیاس متصور ہے
گو بار ثبوت بادی النظری اس مقدمہ مین بہ نسبت ہم حکام مدعی پر [illegible] تاہم
ہماری یہ رائی ہے کہ یہ امر لحاظ سے متروک نہونا چاہیے کہ رہنامہ [illegible]
قرینہ مدعاعلیہ کے پاس ہوگا۔ بہرحال بادی النظرین یہ بات بہ نسبت

مدعی کے زیادہ تر مدعا علیہ کے اختیار مین ہی - کہ وہ شہادت صحیح نسبت مضامین بنا سے کے دینا اون اصول کو مقدمات شفعہ سے متعلق کرتی ہے ظاہر ہے کہ شفیع کو جسکے حقوق کے خلاف عمل مین ہوا بائع و مشتری نے کبھی راز اپنا نہ بتایا ہوگا اور اوسکی نسبت جاننا اس امر کا کہ کسقدر روپیہ بطور ثمن بیع کے دیا و لیا گیا بہت کم قرین قیاس متصور ہے - بخلاف اسکے بائع و مشتری ایسے اشخاص مین جو ٹھیک یہ ثابت کر سکتے ہین کہ کسقدر روپیہ واقعی ادا ہوا کیونکہ قیاس یہہ ہوتا ہے کہ رسیدات اور اوسی قسم کی شہادت دیگر مثل تمسکات زر سودی وغیرہ کے جو جز و ثمن بیع ہون اونہین کے پاس ہونگی - اور وہی ایسے شخص مین جنسے یہ توقع کیجاتی ہے کہ وہ اون گواہون کو جانتے ہین کہ جنکے روبرو ثمن دیا گیا ہو بلحاظ اس امر مفروضہ کے کہ بائع و مشتری جسکے بابتہ حق شفعہ ہوسکتا ہو مرتکب عمل ناجائز کے ہوتے ہین - اور نیز بلحاظ اوس استعمال کے جو بابت زیادہ تحریر کرنے قیمت کے اسیوجہہ سے خیال ہوتا ہے کہ حق شفعہ نہو سکے - ہمکو کچھہ پس و پیش یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ معمولی صورتون مین بہت خفیف شہادت واسطے قایم کرنے ثبوت بادی النظری بحق شفیع کے کافی ہے

اور جبکہ ایسا مقدمہ پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تو اس امر کا ثبوت بذریعہ شہادت قوی ذمہ بائع و مشتری مدعا علیہما کے ہوجاتا ہے کہ قیمت واقعی جو ادا ہوئی وہ مقدار مظہرہ مدعی شفع سے زیادہ ہے۔ اور ہم اتنا اور لکھ سکتے ہیں کہ جو قاعدہ ہمنے اسطور پر ظاہر کیا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک متضاد قاعدہ منضبطہ آنریبل سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس متعلقہ مقدمہ شیخ غلام یحییٰ (ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۵) محولہ بالا یا کہ ناموافق اوس رائے زمانہ حال کے نہیں ہے جو حکام ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے بمقدمہ اپیل دویم نمبر ۲۷ ۱۸۸۱ء منفصلہ ۱۳ جولائی ۱۸۸۳ء (غیر مطبوعہ اختیار کی ہے) (مقدمہ بھگوان سنگھ بنام مہابیر سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۰۴)۔

بمقدمہ توکل رائے بنام لچھمی رائے ہائی کورٹ الہ آباد نے یہ تجویز صادر کی کہ نسبت اصول بار ثبوت کے مقدمہ بھگوان سنگھ بنام مہابیر سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) کی تقلید کیگئی جبکہ مدعی نالش حق شفعہ میں نسبت صحت قیمت مبیعہ کے اعتراض کرے تو تعداد قیمت کی تجویز کرنی ہیں جو شفیع کو ادا کرنا چاہیے عدالت کو اوس

تعداد کا تخمینہ کرنا جو مناسب اور قرین عقل قیمت جائداد مذکور کی ہوگی ضرور نہیں ہے۔ بلکہ یہہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ کتنا روپیہ بطور معاوضہ بیع کے واقعی تھا اور دیا گیا۔ (مقدمہ لوکل اے بنام یحیی رائے انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

بمقدمہ شیو پرگاس دوبے مدعا علیہ بنام دہنراج دوبے وغیرہ مدعیان نالشات شفعہ میں جنمیں تعداد زرثمن کی متنازعہ ہو قاعدہ متعلقہ بار ثبوت یہہ ہے۔ کہ اولاً مدعی پر جو قیمت مندرجہ بیعنامہ کو فرضی بیان کرے لازم ہے کہ کوئی ثبوت بادی النظری ایسا پیش کرے جس سے یہہ قیاس کیا جاوے کہ قیمت جو بیعنامہ میں مندرج ہے وہ اصلی نہیں ہے جب یہہ ہو چکے تب بائع اور مشتری کے ذمہ یہہ امر ہے کہ بذریعہ شہادت کے ایسی وجہہ بیان کرے کہ جس سے تردید اوس قیاس کی ہوتی ہو جو شہادت جانب مدعی سے پیدا ہوا کہ جو شہادت بادی النظری جسکو مدعی شفیع پیش کر سکتا ہے صرف یہہ ہوگی کہ یا تو شہادت سے یہہ بات ظاہر کرے کہ بائع یا مشتری نے یہ اقبال کیا تہا کہ وہ قیمت فرضی ہے۔ یا شہادت سے یہہ بات ثابت کرے

کہ قیمت نرخ بازار جائداد کی اسقدر قیمت مظہرہ سے کم ہے کہ اوس سے ہر شخص
ذی عقل یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہی کہ قیمت مظہرہ قیمت اصلی نہین ہے ۔
جس صورت مین کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ قیمت نرخ بازار شے مبیعہ سے
پنجگونہ تہی ۔ اور خریدار نے کوئی وجہہ بیان نہین کی تہی کہ اوسنے کیون
خریداری جائداد کی ایسی قیمت پر جو ظاہرا اسقدر زائد تہی منظور کی
تجویز ہوئی کہ شہادت کافی اسبات کی تہی کہ اوسکی بنا پر قیمت مندرجہ
معاہدہ کا فرضی ہونا تجویز کیا جاوے ۔ مقدمہ بہگوان سنگہہ بنام
جہابیر سنگہہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۸ کی
تقلید کی گئی ۔ (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۲۵ شیو پرکاس دوبے
مدعاعلیہ بنام دہنراج دوبے وغیرہ مدعیان)

نوٹ

واضح رہے کہ ناواقف اشخاص مقدمہ یا عرائض نویس اکثر کاروائی
ہائے قانونی کو بایجا اپنی کہ عدالت بتائید اعانت و اتفاقی قانونی
کے قائم کرتی ہے چونکہ اونکا حوالہ صاف صاف کسی قانون مین نہین
ملتا ۔ پس اون قیاسات پر فورا اعتراض کیا جاتا ہے بلکہ وہ اعتراضات
وجوہ اپیل مین بہی پیش کیے جاتے ہین ۔ اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے

ضرور ہے کہ بضمن بحث بارثبوت کے قیاسات قانونی اور واقعات کی
صراحت کردیجاوی اور ظاہر کردیا جائے کہ اونکو کسقدر قوت آئین کی حاصل ہے
لیکن وہ پابند اصول معینہ کے ہین جیسا ہم آیندہ لکھتے ہین —

شرح محولہ بالا

قیاسات جنکی تصریح دفعہ ۱۱۴ قانون شہادت مین کی گئی ہے
یہ واقعات ہین جو حسب حالات مقدمہ عدالت خود قایم کرسکتی ہے
اور جبکہ وہ قایم ہوجاتے ہین تو بارثبوت خواہ مخواہ فریق ثانی پر پڑتا ہے
قیاس ایک دوسری وجہ ہے جسکی سبب سے بارثبوت خلاف قاعدہ
عام متذکرہ دفعہ ۱۰۱ کے فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے مسئلہ
قیاس اور مسئلہ بارثبوت فی الحقیقت ایک ہین کیونکہ جب یہ معلوم ہوجاوے
کہ دو فریق کے حقمین سے کسیکے حق مین قیاس ہے تو اوسکے خلاف نتیجہ
نکلتا ہے کہ جس شخص کے حق مین قیاس نہین ہی اوسکے اوپر بارثبوت ہے
مضمون قیاسات اور بارثبوت اسقدر متحد ہین کہ واضعان قانون نے
فصل ہذا مین بارثبوت کے ساتھہ اون قیاسات کا بھی ذکر کیا ہے

قیاسات دو قسم کے ہوتے ہین اول قیاسات قانونی دویم قیاسات

واقعاتی - قیاسات - قانونی - وہ قیاسات ہین جو کہ اصول انصاف اور قواعد قدرت اور تجربہ مجمع عقول انسانی پر مبنی ہین اور جنکو قانون نے صاف طور پر بغرض وقعت دینے کے قایم کیا ہے - دوم - قیاسات واقعاتی - وہ قیاسات ہین جنکو قانون نے کوئی خاص وقعت عطا نہین کی ہے تاہم وہ غالب ہونے واقعات پر مبنی ہین - قیاسات واقعاتی اور قیاسات قانونی مین یہہ فرق ہے کہ قیاسات قانونی ہر حالت مین اور ہر مقدمہ سے پورے طور سے متعلق ہوتے ہین اور قیاسات واقعاتی ہر مقدمہ خاص کے حالات سے جانچے جاتے ہین اور اونکی وقعت حسب حالات مختلف مقدمونکے مختلف ہوتی ہے - اور قیاسات قانونی کے برابر وقعت نہین ہوتی ہے - قیاسات قانونی کی دو قسمین ہین ۱ قیاسات قطعی (جنکو قانون شہادت نے ثبوت قطعی کہا ہے) ۲ دوسرے قیاسات غیر قطعی - قیاسات قطعی اون قواعد قانونکو کہتے ہین جنسے کہ قانون نے یہہ امر معین کردیا کہ کس قسم کی شہادت (کسی واقعہ کے غالب ہونیکی) درجۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے - یہہ قیاسات اوس تجربۂ انسانی پر مبنی ہین کہ جب دو واقعات اسقدر عام

طور پر اور بلا استثنا او کے ہمیشہ ساتھہ وجود پذیر ہوتے ہین اور کبھی ور یا
نہایت شاذ و نادر وہ ساتھہ نہین ہوتے تو قانون نے اس تجربہ کے بنا پر
اون واقعات سے تعلق کو بغرض مصلحت قایم رکھنے امن گروہ انسانی
کے درجہ تحقیق کے خلاف شہادت دینے کی اجازت نہین دی -

قانون شہادت کی دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۳ - مین وہ صورتین بیان ہین جنمین
قیاس غالب کو قیاس قطعی قرار دیکر ثبوت قطعی قرار دیا ہے اور حسب دفعہ
۴ ہے اوسکے خلاف شہادت دینے کی عدالت اجازت نہین دیتی
سوائے اون قیاسات کے قانون شہادت مین اور کسی کو درجہ قیاس
قطعی یا ثبوت قطعی کا عطا نہین کیا لیکن اور اکثو نمین بوجہ خاص حکم
قانون کے قیاسات قطعی اور ثبوت قطعی قانون نے قایم کیا ہے -

قیاس غیر قطعی وہ قیاسات - قانون ہین جنکو گو قانون نے بوجہ
زغلب ہونیکے قایم کیا ہے - اور اوسی اصول پر مبنی ہین جنپر کہ قیاسات
قطعی ہین - لیکن یہہ اونمین درجہ اغلب ہونیکا اسقدر قوی نہین ہوتا
کہ اونکو قانون ثبوت قطعی قرار دے - لیکن تب بھی چونکہ ایسا اکثر ہوتا ہے
کہ دو واقعات اکثر ساتھہ ہون تو قانون مین یہہ بیان کر دیا ہے کہ

قیاسات کسطرف ہوتے ہین اور اسوجہہ سے فریق مخالف پر بار ثبوت ہمیشہ ہوتا ہے - اس قسم کے قیاسات قانونی اول تو اکثو نین بیان ہوتے ہین اور دوسرے اصول قانون پر مبنی ہین - مثلاً تمام قیاسات نسبت دستاویزات کے جنکا ذکر قانون شہادت کے دفعہ ۷۹ سے ۹۰ تک مندرج ہے - قیاسات غیر قطعی ہین اونکے خلاف شہادت دیجاسکتی ہے اسیطرح چیر اکٹ شہادت مین دفعہ ۱۰۷ سے ۱۱۱ تک اور صورتین قیاسات غیر قطعی کے بیان کی ہین - اور انکی تشریح ہر دفعہ کی شرح مین ہوئی ہے - سوائے ان واقعات کے اور بہی خاص صورتین ایسی ہین جنمین اکنو نکا قیاس قایم کیا - مثلاً دفعہ ۷ - اکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء کے نافذۂ ملک اودہ اور دفعہ ۱۱ - اکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء کے دیکہنے سے معلوم ہوگا کہ ملک اودہ و پنجاب احاطہ کے ہر قانون مین وجود شفعہ قیاس کر لیا گیا ہے - جبتک کہ خلاف اوسکے ثابت نہو علاوہ اوسکے اور بہی مختلف قانون مین احکام نسبت قیاسات غیر قطعی کے مندرج ہین قیاسات واقعاتی کی تعریف پہلی ہو چکی - اور واضعان قانون نے اکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء کے صرف دفعہ ۱۱۴ مین اسکا ذکر کیا ہے

اور اونکے قایم کرنیکی اجازت دی ہے گو اونکا قایم کرنا ذمے نہین ٹھہرایا ہے جسکی تمثیلات دیکھنے سے واضح ہوگا کہ کن کن صورتون مین کس کس قسم کے قیاسات عدالت کر سکتی ہے۔ لیکن ان قیاسات کا قایم کرنا بالکل عدالت کی رائے پر چھوڑ دیا ہے۔ جیسا کہ دفعہ ۴ مین جواز قیاس کی تعریف کیگئی ہے۔

(نوٹ)

اکثر مقدمات مین ضرورت اسکی پیش آتی ہے کہ نسبت اندازہ مقابلہ شہادت سے قیاس قایم کیا جائے۔ خصوصاً ایسی حالت مین جب دونون طرف کی شہادت مین غلبہ ایک کا دوسرے پر دشوار ہو۔ نظیر ذیل مین اوسکے اصول صاف بیان کیے گئے ہین۔

ایک مقدمہ مین مدعیان نے دعوی اراضی متنازعہ کا بطور جزو قطعہ ملحقہ کے کیا جو اونکو بطور ورثا کے ایک شخص مسمے رام دیال سنگھ کے پہونچی جسنے قطعہ مذکور حاصل کیا تھا مدعا علیہم نے اس سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ ملحقہ مذکور ایک شخص مسمے بیجناتھ سنگھ پدر رام دیال سنگھ سے حاصل کی تھی اور اوسنے ملحقہ متنازعہ اپنے نواسی مادل سنگھ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے دی تھی اور اوسنے دعوی کیا

کہ وہ اوسکے پانے کے مستحق بطور اوسکے ورثار کے ہین اور اونہون نے یہ حجت کی کہ اونکا قبضہ مخالفانہ ۱۲ سال سے زیادہ سے ہے۔ اور بدین وجہہ دعوی مدعیان مین تمادی عارض ہے۔ مقدمہ مذکور کی تجویز جج ماتحت چھپرا نے کی۔ جسنے ۹۔ مارچ ۱۸۸۳ء کو ڈگری بحق مدعیان معہ خرچہ صادر کی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا۔ اور اونکی اپیل کی سماعت صاحب جج ضلع سارن نے کی۔ حاکم موصوف نے اپنی تجویز ۱۲۔ جولائی ۱۸۸۳ء کو صادر کی۔ جنروا ہم تجویز حاکم موصوف حسب ذیل ہے۔ مابین فریقین دو امور متنازعہ ہین (الف) نسبت حق کے (ب) نسبت قبضہ کے اور اون امور کی تجویز اپیل ہذا مین ہونی چاہیے۔ جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ ہبہ مظہرہ اراضی کا منجانب بیجناتھ سنگھ بحق بادل سنگھ مدعا علیہم نے ثابت نہین کیا ہے۔ مجھکو حاکم موصوف سے اتفاق ہے صرف شہادت زبانی نسبت امر ہذا کے ہے وہ بھی زیادہ تر سماعی ہے جو بطور شہادت زبانی کے پذیرا نہین ہو سکتی۔ ہمارے نزدیک جو امر واقع عمل مین آیا وہ یہہ ہے کہ اس مقدمہ مین شہادت قبضہ دونو طرف سے

اور عدالتہاے تحت نے اوس شہادت کو جو مدعیان نے پیش کی اسوجہہ سے ترجیح دی کہ وہ مطابق اوس حق کی تھی جو مدعیان کو حاصل پایا گیا - یعنے اس طریقہ کے اختیار کرنے مین عدالت ہاے موصوف نے اوس اصول کی تقلید کی ہے جو پریوی کونسل نے (مقدمہ رنجیت پانڈے بنام - گوبردہن پانڈے - ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۵) قرار دیا ہے جس مقدمہ کے واقعات مقدمہ حال کے واقعات سے بہت مشابہ ہین حکام عالی مقام پریوی کونسل نے اس مقدمہ مین یہہ فرمایا کہ اس شہادت مخالف مین حکام عالی مقام کے نزدیک اس امر پر غور کرنا مناسب ہے کہ آیا دیگر جزو مقدمہ سے کوئی قیاس مقدمہ بحق ایک فریق یا دوسرے فریق کے کیا جا سکتا ہے -

---

واضح ہو کہ معمولی قیاس یہہ ہوگا کہ حق قبضہ کے ساتھہ ہوتا ہے - بلا شک قیاس سے بصورت موجود ہونے شہادت صریح مخالف کے کوئی قاعدہ نہین ہوتا جسحال مین شہادت قوی قبضہ کی جس سے کہ اس مقدمہ مین بجانب رسپانڈنٹان ہے اوسکے خلاف شہادت قوی بجانب اپیلانٹ ہو تو حکام والا مقام کی دانست مین بوقت

تخمینہ کرنے وقعت ہر دو جانب کے اوس قیاس پر نظر بحالات اس مقدمہ کے لحاظ کرنا چاہیے - اور باداد وسکے ایک قرینہ قوی اسبات کا ہے کہ رسپانڈنٹ کا دعوی بمقابلہ دعوی اپیلانٹ کے صحیح ہے -

(مقدمہ دہرم سنگھ وغیرہ بنام ہر پرشاد سنگھ وغیرہ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸)

مد ۸۰ بار ثبوت مکسوبہ خاص

خواجہ مسلمانون مین لڑکا اپنے باپ کی حیات مین بلا اوسکی رضامندی کے جائداد موروثی کی تقسیم کرنیکا مستحق ہے - ازروے قانون و رواج خواجہ مسلمانون کے دربارۂ اختیار مالک نسبت منتقل کرنے جائداد کے بذریعہ وصیت یا ہبہ کے جائداد موروثی اور مکسوبہ خاص مین ویسی قسم کا فرق ہے جیسا کہ بموجب معمولی دہرم شاستر کے ہو قیاسات دہرم شاستر کے خواجہ مسلمانون سے متعلق ہوتے ہین اور بار ثبوت مسائل خلاف قانون مذکور کا اوس شخص پر ہے جو اون مسائل کو ظاہر کرے - پس ایک نالش تقسیم مین جو لڑکے نے اپنے باپ پر دائر کی کہ جسنے یہ عذر کیا کہ جائداد بقبضہ نامبردہ مکسوبہ خاص تھی تجویز ہوئی

کہ بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد مکسوبہ خاص ہے مدعا علیہ پر ہے -

(مقدمہ خاص قاسم بہائی وغیرہ بنام احمد بہائی وغیرہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۰)

مد ۸۱ شہادت

قانون شہادت ہذا - اکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۲ء مفصلۂ ذیل اصول پر مبنی ہے

اول یہ کہ شہادت صرف اون واقعات کی نسبت گذرنی چاہیے جن سے اونکو تحقیق طلب پر کچہہ اثر ہو۔

دوم یہ کہ صرف اعلی سے اعلی درجہ کی یعنے سب سے اچھی شہادت جو بہم پہونچ سکے داخل کرنی چاہیے۔

سوم یہ کہ سُنی سنائی بیانات کوئی شہادت نہین ہے - واضح رہے کہ لفظ صرف جو اول و دویم اصول کے بیانمین مستعمل ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ اور کسی قسم کی شہادت خارج سمجھی جائیگی — اور لفظ سُنی سنائی سے وہ شہادت مراد ہے جسکو عوام الناس سماعی کہتے ہین حالانکہ سماعی شہادت اور سُنی سنائی مین بہت بڑا فرق ہے - کیونکہ بیان ہر واقعہ کا جسکی وجود کا علم حواس سامعہ سے معلوم ہو وہ سماعی شہادت ہے - اور سُنی سنائی شہادت اوس بیان کو

کہتے ہین جو کہ کسی واقعہ کے وجود کی نسبت دوسرے شخص سے سنکر کہا گیا ہو۔ قانون شہادت مین۔ شہادت کی دو قسمین ہین۔

۱۔ شہادت زبانی ۲۔ شہادت دستاویزی ۱۔ شہادت زبانی کی وقعت دو امر پر منحصر ہے۔ اول نوعیت شہادت پر۔ دویم وقعت صداقت بیان کنندہ پر یعنے اسپر کہ شاہد سچ بولتا ہے یا جھوٹھہ۔ چنانچہ دفعات ۵۹ و ۶۰۔ قانون شہادت مین اسکی تصریح ہوئی ہے۔ تصریح شہادت قسم دویم دستاویزی کو فصل پنجم قانون شہادت مین دیکھنا چاہیے اسمقام پر اسقدر لکھنا کافی ہوگا کہ دستاویزات تین طرح پر لکھی جاسکتی ہین۔

۱۔ جبکہ صرف ایک ہی تحریر ہو۔ اوس صورت مین جیسا کہ دفعہ ۶۲ قانون شہادت مین ہے سوا اوسکے اور کوئی شہادت اصلی نہین ہے۔ ۲۔ جبکہ وہ مختلف تحریرون کے ذریعہ سے ایک ہی عبارت ظاہر کیجائے اور ہر ایک پر دستخط تکمیل کنندگان کے ہون۔ اس صورت مین ہر دستاویز کو دوسرے کا مثنی کہہ سکتے ہین اور اونمین سے ہر ایک حسب فقرۂ اول دفعہ مذکور شہادت ہی

۳ جبکہ دو دستاویزین ہم مضمون جس سے کہ فریقین پابند ہون الگ الگ لکھی جاوین — اور ہر ایک پر فریقین کے دستخط ہون اور دوسرے پر دوسرے فریق کے تو اوس صورت مین جس شخص کے دستخط ہین اوسکے مقابلہ مین شہادت اصلی ہی اور جسکے دستخط نہین ہین اوسکے مقابلہ مین شہادت نقلی ہے — جیساکہ ضمن ۴ — دفعہ ۶۲ و دفعہ ۹۱ — قانون شہادت سے ظاہر ہے —

(دیکھو شرح قانون شہادت مولفہ آنریبل سید محمود صاحب جسٹس صفحہ ۸ و صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۶ —)

یہ پانچ اصول متعارفہ مسلمہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہین جنپر قانون شہادت مبنی ہے — اول برتاؤ — سب سے بہتر مبین اشیا کا ہے — دوئم کسی پیشہ کے اوس پیشہ ور کی شہادت قابل اعتبار ہے — سوئم — ہر قیاس قانونی مرتکب فعل ناجائز کے مضر خیال کیا جاویگا — چہارم — تمام افعال درستی اور جائز طور سے کیے گئے قیاس کیے جائینگے — پنجم — کوئی معاملہ مابین دو شخصون کے شخص ثالث کے حق مین مضر نہوگا — (دیکھو شرح محولہ بالا صفحہ ۱۱ و ۱۲ —) طریقہ لینے شہادت کا

اوراوسکے اصول باب ۱۵- اکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۲ء ودفعہ ۴۲ لغایت ۴۰ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۲ء مجریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ مین تحریر ہین - کوئی ضرورت اعادہ کی نہین ہے - البتہ دفعہ ۱۹۱ ضابطۂ دیوانی پر حکام ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی وغیرہ وصاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے ظاہری عبارت دفعہ مذکور کی تشریح فرمائی ہے لہٰذا اوسکو مفصل تحریر کرنا ضرور ہے بموجب دفعہ ۱۹۱- اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہر جج عدالت کا مجاز کیا گیا ہے کہ اگر کوئی جج جسنے باب پندرہ کے بموجب کوئی اظہار اپنے ہاتھہ سے لکھا ہو - یا کوئی یادداشت لکھوائی ہو مقدمہ کے ختم ہونے سے پہلے فوت کرے یا عدالت سے علیحدہ کیا جائے تو اوس حاکم کو جو اوسکی جگہہ پر مقرر ہو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے اوس اظہار یا یادداشت کی نسبت اوسیطرح عمل کرے کہ گویا خود اوسنے لکھا تھا یا - عدالت ہائی کورٹ نے اس ضابطہ کے عمل درآمد مین یہہ شرط قرار دی ہی جبکہ ایک جج مجوزہ مقدمہ وہ جج نہین ہی جسنے گواہونکے بیانات سُنے - شہادت قلمبند کی - تو یہ نقص بہ رضامندی فریقین رفع ہوسکتا ہے - یعنے اگر فریقین اسبات پر رضامند ہین

کہ شہادت قلمبند کردہ جج سابق پر فیصلہ صادر کیا جائے تو کوئی نقص نہوگا - (مقدمہ محمد بنام عمدہ خانم ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۸)

الہ آباد ہائی کورٹ نے بمقدمہ جگرام داس - بنام - نرائن لال -

اس ضابطہ کو واضح طور سے تحریر فرمایا ہے کہ ایک جج ماتحت نے بعد لینے تمام شہادت کے ایک نالش مین جو روبرو حاکم موصوف کے پیش تھی وہ بعد تکمیل سماعت نالش سے بحث وکلائے فریقین کے تبدیل ہوگیا اور مقدمہ اوسکی قائم مقام کے روبرو پیش ہوا جسنے اوس مقدمہ کو اوسی جگہہ سے شروع کیا تھا جہانسے چھوٹا تھا اور اوسمین تجویز تحریر کرکے ڈگری دی - عدالت ہائی کورٹ سے یہہ تجویز ہوئی - کہ بموجب دفعہ ۱۹۱ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے ایسی صورتونمین صرف یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جو شہادت بوقت سماعت اول لیگئی ہے بطور شہادت بوقت سماعت دویم استعمال کیجائے - نہ یہہ کہ دونون سماعتون کو چھوڑ دیا جاوے جج مجوزہ کو لازم تھا کہ کوئی تاریخ اپنے روبرو وسماعت کیے جانے نالش مذکور کے لیے مقرر کرتے - اور اول بیان ابتدائی منجانب مدعی اور شہادت پیش کردہ فریقین اور تقریر منجانب فریقین سماعت

سماعت کرے اور بعد ازان تجویز اوس مقدمہ کی کرنی اور حسب دفعہ ۱۹۱ بیانات قلمبند کردہ سابق کو شہادت مین داخل کرنیکا حکم دیتے اور چونکہ کارروائی افسر سابق پر تجویز فیصلہ صادر کیا - لہذا وہ فیصلہ کالعدم ہے

(جگرام داس - بنام - نرائن لال انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۷)

صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ نے نظیر نمبر ۱۱۰ مین فیصلہ محولہ بالا کی تائید کی ہے - اور یہہ تحریر فرمایا ہے کہ بموجب دفعہ ۱۹۱ ضابطہ دیوانی کے وہ شہادت جو جج سابق نے قلمبند کی ہو اوس جج کو جو مقدمہ کو مرتبہ آخر مین فیصل کرے اوسکو الفاظ (اگر وہ مناسب سمجھے) ایسا اجازت اختیاری نہین دیتی کہ عدالت اوس امر کا فیصلہ کرے جو فی الواقع تحقیقات نہ کیا گیا ہو -

(نوٹ)

بموجب دفعہ ۱۸ - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ء دفعہ ۱۹۱ - مجموعہ ضابطہ دیوانی عبارت ملحقہ بالا تبدیل ہو کہ دفعہ مندرجہ ذیل قایم کیگئی اور اب اس بحث کا اولجھاؤ صاف کردیا گیا ہے - دفعہ ۱۸ - دفعہ ۱۹۱ کے عیوض عبارت مرقومہ الذیل قایم کیجائیگی - یعنے "دفعہ ۱۹۱

(۱) جبکہ وہ صاحب جج جو اظہار لین یا کوئی یاد داشت اون اظہار

سے حسب باب ہذا اظہار کرائین فوت کر جائین یا اوس عدالت
سے اونکی تبدیلی ہوجاے یا کوئی اور سبب ہو یا جس سے نالش
مذکور کی تجویز وہ ختم نکر سکین تو اونکے قائم مقام کو لازم ہوگا
کہ اظہار یا یادداشت مذکور سے اوسیطرح سے کاربند ہون جسطرح سے
وہ اپنی کیے ہوئے یا اپنے لیے ہوئے اظہار یا اپنی طیار کی ہوئی
یادداشت سے کاربند ہوتے۔ اور اوس نالش کی اوس نوبت سے
اوسمین کارروائی شروع کرین۔ جس نوبت مین جج سابق نے
اوسکو چھوڑ دیا ہو (۲) دفعہ ماتحتی (۱) احکام جہانتک کہ
لائق تعلق ہوسکین۔ ایسی نالش سے متعلق ہونگے جو دفعہ ۲۵
کے روسے کیجائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ عدالت منتقل کنندہ
نالش حسب دفعہ مذکور کو جب مناسب سمجھے اختیار ہوگا
اوسی عدالت کو جسمین نالش منتقل کیجائے۔ یہ ہدایت کرے
کہ اوسکو لازم ہے یا اونمین سے کسیکو جنکا اظہار ہوچکا ہو طلب
کرے۔ پھر اونکا سرنو سے اظہار لے۔

عدد ۸۲ شہادت کم عمر

ایک مشہور مقدمہ فوجداری (ملکہ قیصر ہند بنام ناردویک بکس دیگر فم) مین محمود صاحب جسٹس نے ایک بہت طولانی تجویز صادر کی ہے جسکا انتخاب اوسقدر درج کیا جاتا ہے - جہان تک کہ محض امر عمر کو تعلق ہے - مجھکو شک نہین کہ مسماۃ ٹھکری بطور گواہ طلب ہوسکتی تھے - قاعدہ قانون یا عملدرآمد عدالتون کا قبل ۱۸۵۵ع کچھ ہی رہا ہو - مگر واضعان قانون نے بوقت صادر کرنے ایکٹ (۲) ۱۸۵۵ع کے سال مذکور مین ایک قاعدہ متعلق دفعہ ۱۴ (ضمن اول) ایکٹ مذکور مین اس مضمون کا قرار دیا جسکے رو سے بچے جنکی عمر ۷ برس سے کم ہو اور جنکی نسبت یہ معلوم ہو کہ اونکے دلپر اون امور کا ٹھیک نقش نہین ہوتا ہے - جنکی نسبت اونکا اظہار لیا جائے یا اونکو صحیح بیان کرسکتے ہین - غیر مجاز اداے شہادت کے قرار دیے گئے ہین - مگر قانون موجودہ وقت مین زیادہ جامع قاعدہ دفعہ ۱۱۸ ایکٹ شہادت ہند ۱۸۷۲ع مین ہے جسکی بابت مین ہم ایک مشہور قانون دان سر جسٹس اسٹیفن صاحب کی مشقت سے

(جواب جناب بلکہ معظمہ کے صاحبان جج انگلستان مین ہین)۔
مشکور ہین - دفعہ مذکور مین یہہ قاعدہ مندرج ہے "کہ تمام اشخاص مجاز گواہی دینے کے ہونگے - اِلّا اوس حال مین کہ عدالت یہ تصور کرے کہ وہ اون سوالات کو جو اونسے پوچھے جائین سمجھہ نہین سکتے ہین کہ اون سوالات کا جواب معقول نہین دیسکتے ہین" "یا نابالغ ہین" "یا بوجہ صغرسنی کے یا نہایت عمر رسیدہ ہونے یا نقص جسمانی یا عقلی کے یا اوسی قسم کے اور سبب سے معذور ہین" بلاشک ہمارے نزدیک تاثیر ہمارے قانون کی وہی معلوم ہوتی ہے جو قانون شہادت انگلستان کے نسبت اس امر خاص کی ہے - اور قاعدہ مذکور کسی جگہہ پر اوس سے بہتر طرحپر بیان نہین کیا گیا - جیساکہ دفعہ ۱۳۷۷ - کتاب شہادت مولفہ ٹیلر صاحب (جلد دویم صفحہ ۱۱۷۰ طبع ہشتم) مین بیان کیا گیا ہے جسمین اوسکو اسطرحپر لکھا ہے "نسبت بچون کے کوئی ٹھیک عمر قانون مین معین نہین کی گئی ہے - جسکے اندر اونکو بر بنائے اس قیاس کے کہ اونکو کافی سمجھہ نہین ہے - ادائی شہادت سے قطعًا ممنوع ہون - نہ کوئی ٹھیک قاعدہ نسبت اوس عقل اور علم

کے قرار دیا جاسکتا ہے۔ جسکے ذریعہ سے کوئی بچہ گواہ مجاز ہوجاوے
اس قسم کے امور میں ہمیشہ زیادہ تر نیک عقلی ورائے حاکم پر منحصر ہونا چاہیے
جو بہتر ہوگا کہ وہ عاقلانہ قاعدہ جو بذریعہ ایکٹ شہادت ہند مصدرہ
۱۸۷۲ء مشتہر کیا گیا ہے یاد رکھے۔ کہ بچے جنکی عمر سات برس سے کم ہو
اور جو ایسے معلوم ہوتے ہوں کہ اون واقعات کا جو بیان کیے جائینگے
یا اونکو سچ بیان کرنیکا اثر اونکے دلپر ٹھیک نہیں ہوتا ہے اونکا اظہار
نہیں لینا چاہیے۔ رواجاً یہ امر غیر معمولی نہیں ہے کہ شہادت آٹھ
نو برس کے بچوں کی جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو کافی سمجھ ہے لیجاتی ہے
اور مقدمہ (بیرلیسر مقدمات فوجداری مولفہ لیچ صاحب جلد ا صفحہ ۱۹۹
مقدمات پریوی کونسل مولفہ الیسٹ صاحب جلد ا صفحہ ۴۴۳) جسمیں
الزام جرم کثیرہ بابتہ کرنے حملہ بغرض زنا بالجبر ساتھ ایک بچے
کے جو بلاشک سات برس سے کم عمر کا اور شاید پانچ برس کا تھا لگایا
گیا تھا۔ کل حکام نے یہ تجویز کی کہ اوس لڑکی کا اظہار حلف سے
لیا جاسکتا تھا۔ اگر عدالت کو خوب جانچنے کے بعد معلوم ہوتا
کہ وہ نقصان اور بے ایمانی جھوٹھ کی سمجھ سکتی ہے لیکن بقدریکہ

(رپورٹ سرکلش وبین صاحبان جلد ۳ صفحہ ۵۹۰) پارک صاحب جسٹس نے باتفاق رائی جسمیں پارک صاحب جسٹس کے اظہار وقت وفات ایک بچہ کا جسکی عمر چار برس کی تھی بذریعہ اس تحریر کے فورًا نامنظور کیا۔ گو اوسکی طبیعت کتنی ہی مستعد ہو یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ اوسکو ایسی کافی سمجھہ ہو جو اوسکا اظہار قابل پذیرائی ہو جاوے۔ دو گلبرٹ صاحب چیف بیرن نے یہ فرمایا ہے کہ بچے جسکی عمر ۱۴۔ برس سے کم ہو عمومًا بطور گواہ کے قبول نہین کیے جاتے۔ گو کوئی زمانہ ایسا مقرر نہین کیا گیا ہے جسمین وہ شہادت سے خارج رہین لیکن دلیل اور معنی اونکی شہادت کے اون سوالات سے جو اونسے کئے جائین اور اونکے جوابات سے ظاہر ہوتے ہین۔ قانون شہادت مولفہ گلبرٹ صاحب صفحہ ۱۴۴۔ ملاحظہ طلب۔ ایک وقت مین اونکی عمر معیار اونکی قابلیت کی سمجھی جاتی۔ اور یہ قاعدہ عام تہا کہ ۹۔ برس سے کم عمر والیکی عمر نہین لیجاتی تہی۔ اور دس برس سے کم عمر والے کی شہادت لیجا سکتی ہے ملکہ معظمہ بنام ٹریور (رپورٹ اسٹرینج صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۰۰) ومقدمات پیری کونسل مولفہ ہنل صاحب جلد اول

صفحہ ۳۰۲ - ومقدمات پریوی کونسل مولفہ بیل صاحب جلد ۹ صفحہ
۷۷۴ - قانون شہادت و قانون شہادت مولفہ فیلپس صاحب
طبع دہم جلد اول صفحہ ۸ ملاحظہ طلب - لیکن چند سال سے کوئی
خاص عمر عملدرآمد مین اسیلیے ضرور نہین ہے کہ شہادت بچے کی قابل
پذیرائی ہو - ایک زیادہ معقول قاعدہ اختیار کیا گیا ہے اور قابلیت
بچونکی اب نہ بلحاظ اونکی عمر کے ہے - بلکہ بلحاظ درجہ اوس سمجھ کے
جو ظاہرا اونکو حاصل ہے قانون شہادت مولفہ فیلپس صاحب
جلد اول صفحہ ۴ طبع دہم صفحہ ۸ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام پریزبرے -
مقدمات پریوی کونسل مولفہ الیسٹ صاحب جلد اول ۴۴۲
ومقدمہ مذکور رپورٹ لیچ صاحب جلد اول صفحہ ۱۹۹ ایکبٹین
صاحب و نارسن صاحب و ایر صاحب ویلیڑ صاحب جسٹسان کی یہہ
رائے ہوئی کہ شہادت پانچ برس کی بچے کی قابل پذیرائی ہوتی
اگر بوقت لینے اظہار کے یہہ معلوم ہوتا کہ وہ لڑکی باہین نیک و بد کے
فرق کر سکتی ہے - لیکن دیگر حکام بالخصوص گولڈ صاحب جسٹس
وولسن صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی کہ یہہ خلاف قانون کہ سات برس

کی کم عمر مین تمیز نہین ہوتی ہے قطعی ہے - بعدازان کل حکام نے اتفاق کیا کہ کسی عمر کی بچہ کا جو مابین نیک وبد کے فرق کرسکے حلف سے اظہار لیا جاسکتا ہی - اور کسی بچہ کا خواہ اوسکی عمر کسیقدر ہو بلا حلف اظہار نہین لیا جاسکتا - اب یہہ قاعدہ تمام مقدمات دیوانی و نیز فوجداری مین خواہ اوسکی قید کی تجویز بابتہ جرم قتل کے ہو تا ادنی قسم کے جرم کے قایم ہوگیا ہے - مطابق اس قاعدہ کے قابل پذیرائی ہونا بچون کا واسطے ادائے شہادت کے نہ صرف اس امر پر منحصر ہے کہ اونکو مناسب درجہ کی سمجہہ ہی نہین - بلکہ جز اس امر پر بہی کہ آیا اونہون نے کسیقدر تعلیم مذہبی بہی پائی ہی یا نہین - ایک بچہ جسکی عقل اور طرح پر اسلیے کافی معلوم ہو کہ وہ کارآمد شہادت ادا کرسکے ممکن ہے کہ بوجہہ نقص تعلیم مذہبی کے کلیتًا قابل بیان کرنے نوعیت حلف یا نتایج حلف بیانی کا ہو

عدد ۸۳ **حلف واقرار صالح**

یہ سلسلہ نظیر محولہ بالا اس عبارت سے یہہ مطلب جدا کیا گیا ہی مجہکو اس امر پر غور کرنا ہی کہ از روی ہمارے قانون کے حلف یا اقرار

اقرار صالح کس حد تک ایک شرط ہین واسطے مقبولی شہادت کسی گواہ کے ہے۔ اور بغرض کرنے غور امر ہذا کے مین چاہتا ہون کہ تاریخ وضع قانون واقع برٹش انڈیا متعلق امر ہذا بیان کرون۔ لیکن قبل ایسا کرنیکے یہہ امر کسیقدر اہم ہے کہ صاف صاف ذہن نشین ہو جائے کہ حلفًا یا اقرار صالح سی فی الواقع کیا مراد ہے یا اوسکا مفہوم کیا ہے۔ کتاب ٹیلر صاحب (دفعہ ۱۳۸۲ صفحہ ۱۱۷۵۔ طبع ہشتم) مین لفظ ‹‹حلف›› کی تعریف بند بقدمہ ملکہ معظمہ بنام وایٹ) (رپورٹ لیچ صاحب جلد ۳ ۷۴) اور ملکہ معظمہ رپورٹ براو ریب و ننگہیم صاحبان جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ سے یہہ کی گئی ہے ‹‹ایک اقرار مذہبی جسکے ذریعہ سے کوئی شخص رحم ترک کرے اور یہہ بد دعا دے کہ اگر وہ سچ نہ کہے خدا اوسکا بدلا لے›› اور مصنف ذیعلم مذکور نے نسبت تعریف ہذا کے بعد ازان یہہ تحریر کیا ہے اور اوسکی یہہ توضیح کیجا سکتی ہے۔ چونکہ غرض حلف کی یہہ نہین ہے کہ خدا کو انسان کی طرف متوجہ کیا جائے۔ بلکہ انسان کو خدا کیجانب متوجہ کیا جائے۔ نہ یہہ غرض ہے کہ خدا سے یہہ دعا کیجائی کہ وہ عمل بیجا کنندہ کو سزا دی بلکہ یہہ ہے کہ گواہ یہہ امر یاد رکھے کہ خدا ایک

سزا دیگا ۔ تاہم یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ اسطرح ہر گواہ کے ایمان کو بکڑ
کر قانون بہترین طور پر اطمینان کرتا ہے کہ وہ سچ بولے گا ،، ۔
لیکن بہت زیادہ مکمل تعریف لفظ ،، حلف ،، کی تلہم صاحب نے
(جسکو صحیح طور پر بانی اصول قانون انگریزی نامزد کیا ہے)
اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۱ ۔ جلد پنجم میں کی ہے ۔ اوسمین یہ لکھا ہے
،، لفظ حلف سے بلحاظ اوسکے وسیع ترین معنی کے بالعموم ایک رسم
مشتمل الفاظ و حرکات سمجھی جاتی ہے ۔ جسکے ذریعہ سے قادر مطلق
سے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ بالآخر حلف کرنیوالے یا قسم کھانیوالے
کو اس نام سے اوسکو موسوم کیا گیا ہے ۔ قرار یافتہ یا بالعموم غیر قرار یافتہ
مقدار و قسم کی سزا اوس صورت مین دے کہ وہ کوئی امر ایسا کرے جسکے
نہ کرنیکا قسم کھانیوالے نے اوسوقت اور اوسکی ذریعہ سے وعدہ کیا ہے
کہ وہ کریگا ۔ یا کوئی ایسا امر نکرے جسکے بطریق مذکور کرنیکا وعدہ اوسنے
کیا ہو ۔ لفظ حلف مخالف لفظ دروغ حلفی کے ہی اور اوسکی مشتقات

یہ ہین دروغ حلف کرنا دروغ حلف کیا گیا فعل دروغ حلفی
جسمین سے دروغ حلفی کے معنے یہ سمجھے جاتے ہین وہ کہ نام ایک طریق

عمل کا ہے خواہ وہ اثبات مین ہو یا نفی مین - جو خلاف اوس طریق عمل کے ہو جسکا اوسنے حسب مندرجہ وعدہ کیا ہو اور اوسی غور کنندے برقت کرنے لحاظ اعتبار تاثیر حلف کے یہ تحریر کیا ہی (صفحہ ۱۹۵) جب بحث نسبت کسی مسلمان یا ہندو یا جینی یا عیسائی کے ہی ہو - بشرطیکہ وہ فرقہ کیتھولک مین ہو - دیندار و ذو تعلیم اشخاص چرچ انگلستان قانون دان و غیر قانون دان کو نسبت درجہ اوس پابندی کے نہایت شبہ رہا ہے جو ایسے مختلف الرائے اشخاص کے دلونپر نسبت ضابطہ حلف کے منقش کیجاتی چاہیے ,, مگر جن شکوک کا اس فقرہ مین ذکر ہی ازروے مقدمہ مستغاثی چند بنام بارکر (مقدمات ہدایتی اسمتھ صاحب جلد اول صفحہ ۱۸۳۰) کے رفع ہو گئے ہین جسمین لارڈ چانسلر اور تین دیگر حکام نے اس قاعدہ کے قرار دینے مین اتفاق کیا - کہ اظہارات اون گواہونکے جنکا مذہب ہندو ہو - اور جنکو مطابق اونکے مذہب کے حلف دیا گیا ہو اور بذریعہ کمیشن مجریہ عدالت چانسری کے لیا گیا ہو - بطور شہادت قبول کیے اور سمجھے جا سکتے ہیں - بوقت بیان کرنے تاریخ قانون برٹش انڈیا متعلقہ حلف و اقرار

صالح کے میرے نزدیک ضرور نہین ہے کہ ایکٹ ۵ ۱۸۴۰ء سے
قبل کا ذکر کیا جاوے اور اوس سے زیادہ کہا جاوے کہ غالبًا بوجہ اوس
عملدرآمد کے جو قاضیون نے قبل قایم ہونے سلطنت انگلشیہ کے
اختیار کیا۔ ازروے بعض آئین ہاے مصدورہ گورنمنٹ ایسٹ انڈیا
کمپنی کے یہ حکم تہا کہ مسلمانونکو حلف بذریعہ قرآن کے دیا جاوے۔ اور ہندونکو
بذریعہ گنگاجلی۔ وقت صادر ہونے ایکٹ ۵ ۱۸۴۰ء کے یہ صورت
قانونکی تہی اور صرف وہ احکام ایکٹ کے جسکا مین ذکر کرنا چاہتا ہون
دفعہ اول ایکٹ مذکور مین مندرج ہین۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔
"ازبسکہ اون لوگون سے جو اہل اسلام ہین یا جو ہندونکے دہرم پر چلتے
ہین گنگاجلی اور قرآن اوٹہوانے یا انکو کسی اور طرح کی قسم کہلوانیکی
سبب جو اونکے دین وایمان کے برخلاف ہو عدل وانصاف
کرنیمین خلل پڑتا ہے اور کئی قباحتین واقع ہوتی ہین۔ و لہذا ایہ
حکم ہے کہ قطع نظر اس سے جو آئین پیچہے تشریح کیجائیگی بالفعل اس
حلف اور حلف نامہ کے بدلے جو قانون کے موافق مروج ہے
ہر شخص کو اون عہدونمین سے جنکا ذکر ہوا سرکار کمپنی بہادر کی عملداری

مین اسطرح کہنا پڑیگا۔ دو مین خدایتعالی کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے
اقرار کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین سچ کہونگا اور جو جانتا ہون بالکل سچ
کہونگا اور سوا سچ کے اور کچہہ نکہونگا،، تاثیر اس تبدیل قانونکی نسبت
اون وسایل و ذمہ داریون کی بہت عظیم قسم کی تہی۔ جو عدالت ہائے
انصاف کو بابتہ مستحق کرنے راستی کے شہادت گواہان ہندوستانی
سے حاصل ہے درحالیکہ مین اس مقدمہ مین بحیثیت جج اجلاس سو فرمان
میرا یہہ کام نہین ہے کہ امور مملکت پر غور کرون۔ لیکن میری دانست
مین یہہ کہنا داخل میرے اختیار کے ہے کہ جہانتک حلف دینے سے
یقین راستی کا ہوتا ہے احکام اکٹ ۵ ۱۸۴۰ء ایسے عام قسم کے
ہین کہ بصورت اکثر گواہونکے وہ یقین کلیتاً بے اثر ہو جاتا تہا۔
کیونکہ یا تو حلف و اقرار صالح مین کچہہ فائدہ ہے یا اوسمین ایسا قاعدہ
نہین ہے اور ایسے حلف اور اقرار صالح کا کیا فائدہ ہے جسکے پابندی
گواہان ہندوستانی کے دلپر خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان۔ نہو
از روئی اپنی تجربہ بحیثیت بیرسٹر اور بہ حیثیت جج عدالت ابتدائی
کے مجہکو یہ کہنا جائز ہے کہ اکثر مقدمات مین اوس اقرار صالح کو جا

ازروے اکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ع بجائے پہلے طریقۂ حلف کے جاری کیا گیا
یہ ہندوستانی گواہان ایسا تصور نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ اوسکی
پابندی اونکے ایمان پر لازم ہے - اور بلحاظ اس راے کے یہ امر بہت
اہم ہے کہ کسی حد تک ہمارا قانون متعلق دروغ حلفی سزا کے تجربہ کر نہین
اون مقدمات سے متعلق کرنا چاہیے جنمین کوئی ہندوستانی گواہ
جسکو ایسا حلف نہ دیا گیا جسکی پابندی اوسکی ایمان پر ہو بعد کرا دیے
جاوے اور اقرار صالح محکومیہ قانون کے جسکی پابندی وہ اپنے ایمان کی
نہین سمجھتا ہے سچ نہ بولے - مجھکو وہ وجوہ معلوم ہین - جنسے اعلے
درجہ کے حاکم قانون دان کو جیسے کہ بنتھم صاحب تھے یہ ترغیب ہوئی
کہ نسبت کل اصول دینی حلف کے عذر کرے لیکن اونہین تمام تعظیم و
ادب کے ساتھ جو مین صاحب ممدوح کا ذکر کرتا ہون درحالیکہ اس
امر پر آمادہ نہین ہون کہ آرائے صاحب موصوف سے بلا تعلق شے
کے اختلاف کرون - یہ تصور کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ تبدیل
کلی قانون کی ازروے اکٹ ۵ سنہ ۱۸۴۰ع بلحاظ تعلق مذہب وطریق
معاشرت ہندوستان کے حد سے زیادہ کیے گئے - اور وہ نتائج

جو وہ جانتے تھے۔ غالباً بلا کلیتاً رفع کرنے طریقہ سابقہ حلف کے
نسبت ہندوؤن اور مسلمانون کے حاصل ہوسکتی ہی۔ اور دانشمندی
واضعان قانون کی تعظیم مناسب کے ساتھ مین یہ کہتا ہون کہ اکٹ
اکٹ ۱۸ کی بنیاد اس اصول پر معلوم ہوتی ہے کہ اوس فعل وضع
قانون کو مقدمات خاص پر مبنی تصور کرین اور میرے نزدیک واضعان
قانون نے تاثیر اوس تبدیل کی خیال نہین کی جو تاثیر ہندوستانی
گواہون پر ہوگی مگر شاید اب اس بحث کرنیکا وقت گذر گیا ہی اور راسوجہ
سے کہ جج کا کام قانون بتلانا ہی نہ بنانا مجھکو لازم ہے کہ تاریخ
وضع قانون برٹش انڈیا کی نسبت امر ہذا کے بیان کرون ہمکو
واضح ہوتا ہے کہ بعد ازان حکام اکٹ ۵ ۱۸۴۰ع از روی دفعہ
۹ اکٹ ۱۵ ۱۸۶۳ع عدالت ہائی کورٹ سے متعلق کئے گئے
اور ۱۸۷۳ع مین جلیا اکٹ ۱۰ ۱۸۷۳ع صادر ہوا قانون کی یہی صورت
تھی تاثیر اکٹ مذکور الفاظ لارڈ ہابہوس صاحب سی بخوبی
ظاہر ہوتی ہی۔ جو اوس وقت مین ممبر قانونی دلسرائے کے بعض لیجسلیٹیو
کونسل کے تھے۔ اور اب ایک حاکم جوڈیشل کمیٹی جناب ملکہ معظمہ کی

پریوی کونسل کے ہین - جناب موصوف نے بہ سبیل تذکرہ اکٹ ۶
سنہ ۱۸۷۳ع یہہ فرمایا از روے اکٹ مذکور دو بہت اہم تبدیلات
ہوے ہین - ایک یہہ ہے کہ ہر گواہ جو حلف اوٹہانے سے انکار
کرے جائز ہے کہ بجاے اوسکے محض اقرار کرے اور دوسرے یہہ ہے
کہ گو کوئی بیضابطگی کسی حلف کے دیئے جانے مین یا کوئی بیضابطگی
اقرار کے کرنے مین ہوئی ہو - یا فی الواقع کوے بیضابطگی طریقہ سابق مین
شہادت مین ہوئی ہو - کارروائی جائز ہوگی ایک اور جو تبدیلی
کیگئی ہے غالباً کم اہم ہے - کیونکہ ہاب ہوس صاحب نے
یہہ تصور کیا کہ وہ صرف چند مقدمات سے متعلق ہے اکٹ
۵ سنہ ۱۸۴۰ع مین جو وہ اکٹ تہا کہ جسکے روسے دیا جانا حلف کا
ہندوون یا مسلمانون کا ممنوع ہو - اسطرح پر ترمیم کی گئی تہی اور
یہہ حکم تہا کہ اگر کوئی گواہ اس امر پر رضامند ہو کہ کسی ایسی طرح پر
حلف اوٹہائے کہ اوسکی پابندی اوسکے ایمان پر بالخصوص ہو تو
عدالت کو جائز ہوگا کہ اوس قسم کا حلف دے - قانون کی موجودہ
حالت یہہ ہے - قاعدہ عام اگر کوئی ایسی شے عام کہی جاسکے جس سے

ہندو اور مسلمان مستثنٰی ہون - وہی رہا جو پیشتر تہا - نسبت ہندو اور
مسلمانون کے اس امر کی امتناع کیگئی کہ اونکو حلف دیا جاوے -
سوائی اون صورتون کے جنمین خود گواہ رضامند ہوکر حلف اوٹہاوے
اور یہہ حکم درج کیا گیا کہ بیضابطگی جواز کارروائی پر موثر نہو - دواوسکے
بعد اکٹ حلف مجریہ ہند (نمبر ۱۰ ۱۸۷۳ء) آیا جس سے بالخصوص اس مقدمہ
مین تعلق ہے اوس اکٹ مین ازروے دفعہ ۶ - اقرار صالح قایم رکہا گیا
جو اوس سے قبل کے اکٹون یعنے اکٹ ۵ ۱۸۴۰ء اور اکٹ ۱۹ ۱۸۵۳ء
مین جہانتک کہ ہندو اور مسلمان گواہون کو تعلق تہا بجاے حلف کے قایم
کیا گیا تہا دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ وہ جو اشخاص کہ گواہ یا ترجمان
ہندو یا مسلمان ہو یا جس حال مین اوسکو حلف کرنے پر اعتراض ہوا ہے
لازم ہے کہ بجاے حلف اقرار صالح کرے" اور دوسرے ہر صورت مین گواہ
یا ترجمان یا اہل جوری کو لازم ہے کہ حلف کرے" دفعہ ۱۳ - اکٹ مذکور
مین بوقت دوبارہ درج کرنے احکام دفعہ ۵ - اکٹ ۱۸۷۳ء ۱۰ کے
قاعدہ مندرجہ ذیل قرار دیا گیا ہے "کہ کسی حلف یا اقرار صالح کا لینا جانا
اور اون مین سے ایک کے بجاے دوسرے کا لیا جانا اور کوئی بیضابطگی جو حلف

باقرار صالح قسم مذکور کے طریق مین واقع ہو باعث ناجواز ہے کسی کارروائی یا نامنظوری کسی شہادت کی نہوگی جسمین یا جسکے بابتہ وہ ترک یا تبدیل یا بیضابطگی وقوع مین آئی ہو اور نہ مخل اوس پابندی کی ہوگی جو کہ گواہ پر درست بیان کرنیکے لیے ہے" دد قانون کی اوسوقت جب مقدمہ ملکہ معظمہ بنام انتو چکربتی - (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۵ نوٹ) روبرو ڈویزن بنچ ہائی کورٹ کلکتہ کے پیش ہوا - یہہ صورت تھی اور بلاشک اب بھی وہی ہے - اور اوس مقدمہ مین حکام و تعلیم (کیمپ صاحب اور مچ صاحب) نے یہہ تجویز کی کہ ازروئے دفعہ ۱۳ - اکٹ ۱ ۱۸۷۲ء شہادت نو برس کے بچے کی ناقابل پذیرائی نہین ہو جاتی ہے - اگر شہادت مذکور ارادۃً اور نہ عقلاً بلا حلف یا اقرار صالح کے قلمبند کی گئی ہو اسیکے مشابہ بحث ہوئی تھی جسمین اجلاس کامل عدالت موصوف نے جسمین کوچ صاحب چیف جسٹس و مارکوبی صاحب جسٹس شریک تھے - اور جسمین اجلاس موصوف نے باستثنائے جیکس صاحب جسٹس کے قاعدہ قرار دیا کہ لفظ اومیشن (نہ لیا جانا موقوعہ دفعہ ۱۳ - اکٹ ۱ ۱۸۷۲ء ہر قسم کا اومیشن (ترک) داخل ہے - اور ترک اتفاقی یا غفلتانہ پر محدود نہین ہے

اون دونون مقدمات پر میرے روبرو ذیعلم پبلک پراسیکوٹر مے منجہ
سرکار استدلال کیاہی - اور مجھکو کچھہ شک نہین کہ اونسے تائید بیان
مستغیث کی جہانتک کہ مسماۃ ٹھکری لڑکی کی شہادت کی مقبولی
کو تعلق ہوتی ہے - لیکن یہہ تجاویز میرے لئے خاص وجہہ اس امر پر
ایسے طوالت کے ساتھہ غور کرنیکے ہوئے ہین بحث وسیع یہ ہے
کہ آیا کوئی گواہ جو بوجہہ کم سنی اور بوجہہ نہونے تعلیم یا قبل پابندی
حلف با اقرار صالح کے خواہ بلحاظ عقلی کے یا بہ لحاظ سزائی جعلسازی
کے نہین سمجھہ سکتا ہے شہادت جائز کسی کارروائی عدالتی مین واسطے
اعتراض تجاویز کے دیسکتا ہی یا نہین - اس امر پر مین اب غور کرونگا
کیونکہ اس امر کی تجویز مقدمہ مستغیث بمقدمہ قیدی اپیلانٹ کی قریب
کلیتًا منحصر ہے - عملدرآمد انگلستان کا راسکو صاحب کے رسالہ فوجداری
صفحہ ۱۱۶ مین بخوبی مندرج ہی - اور جس حال مین کوئی مقدمہ شہادت
کسی بچہ پر منحصر ہو تو عدالت کا یہہ معمول ہے کہ اوسکا امتحان نسبت اوسکی
لیاقت اوٹھانے حلف کے قبل اسکے کہ وہ روبرو گرینڈ جوری کے
جائے کرے - اور اگر بوجہہ نہونے تعلیم مناسب کے ناقابل پایا جاوے

تو عدالت حسب اقتضا اپنی رائے کے تجویز کو اسلیئے ملتوی کریگی کہ شخص
مذکور کو ایسی تعلیم دیجائے کہ وہ لائق حلف اوٹھانیکے ہوجائے (قانون شہادت
مولفہ اسٹارک صاحب صفحہ ۹۴ طبع دہم) روک صاحب جسٹس نے
بمقدمہ جرم کبیرہ بابت زنائی بالجبر ایسا ہی کیا اور کل حکام نے پسند کیا
رپورٹ لیچ صاحب جلد ا صفحہ ۴۳۰ (سلسلہ جدید) رپورٹ مختصر لفظ
لیکن صاحب حسب مطبوعہ گولم صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۷۵ (سلسلہ جدید)
درخواست واسطے التواے تجویز بربناے وجہہ ہذا صحیح طور قبل ایسکے
کہ بچہ کا اظہار گرینڈ جوری نے — اور بہرحال قبل شروع ہونے تجویز کے
گذرنی چاہیے - کیونکہ اگر اہالی جوری کو حلف دیا جاوے اور قید کی
تجویز قبل ظاہر ہونے نا قابلیت گواہ کے شروع ہوجائے تو جج کو
لازم نہین ہے کہ جوری کو اس بنا پر رخصت کرے - قانون شہادت
مولفہ قلیپ صاحب جلد ا صفحہ ۱۹ طبع دہم - جسمین مقدمہ ملکہ معظمہ
بنام ویڈ کا حوالہ زیر عنوان (پریکٹس) عملدرآمد کے دیا گیا ہے اوس
مقدمہ مین گواہ نوجوان تہا - لیکن اصول مذکور بچہ سے بہی ویسا ہی
متعلق ہے اگر کوئی بچہ بوجہہ نہونے سمجھہ کے حلف سے شہادت دینے

سکے ناقابل ہو تو ثبوت اوسکے اظہار کا ناقابل پذیرائی ہے مقدمہ
ملکہ معظمہ بنام نکر ۱۸۶۰ع غیر مطبوعہ و قانون شہادت مولفہ فلپ صاحب
جلد اول (۱۰) طبع دہم مطبوعہ ایمن صاحب اور لارڈ ڈرایم صاحب نے
رپورٹ اٹکیس صاحب کے جلد اول صفحہ ۲۹ کا حوالہ دیا جہانتک
کہ عدالت ہاے ہند کو تعلق ہے سب سے پہلا پتہ عملدرآمد کا سرکلر
آڈر نظامت عدالت سابق نمبر امورخہ یکم فروری ۱۸۶۰ع سے
ظاہر ہوتا ہے - جو بہ صفحہ ۲۰۸ مجسٹریٹ گائیڈ مولفہ اسکپونا تھہ صاحب
طبع ہوا ہے - سرکلر مذکور حسب ذیل ہے - کسی بچہ کا جسکو معلوم
ہو کہ نوعیت اور پابندی حلف کی کافی سمجھہ نہین ہے - کسی تجویز
فوجداری مین ہرگز اظہار نلیا جائیگا - مگر اونکے اظہارات تحقیقات
ابتدائی مین لیجا سکتی ہین - اور کاغذات اوس مقدمہ مین جسمین وہ
لیے جائین نہ بطور نفس شہادت بلکہ بطور سراغ شہادت کے رکھی
جاسکتی ہین - یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ حکم کسطرح بیراثر قانون رکھہ
سکتا تھا - لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے بوقت تدوین
کرنے ایکٹ ۲ ۱۸۵۵ع دفعہ ۱۵ - ایکٹ مذکور کے یہہ حکم داخل کیا

اگر کوئی شخص بہت کم سن یا دہریا ہو یا حاکم عدالت یا شخص مذکور
بسبب کم سن یا دہریا ہونے کسی شخص کے یا اوس سبب سے کہ وہ مذہب
کے عقیدے کے سمجھنے مین عقل سلیم نہین رکھتا ہی بہ حلف یا اقرار صالح
اوسکی شہادت لینی مناسب نہ سمجھے تو محکمہ کے حاکم یا شخص مذکور کو یہ بات
لازم ہے کہ اوس شخص سے یہہ بات کہلاوے کہ مین کل سچ اور کل سچی
باتونکو ظاہر کرونگا۔ اور سواے سچ کے کوئی بات نہ بیان کرونگا۔ بعد
اوسکے اوسکی شہادت لیجا سکتی ہے۔ یہہ نہین معلوم ہوتا کہ احکام نسبت
امر خاص یعنے غیر پختہ ہونے عمر گواہ بلحاظ سمجھنے پابندی حلف یا
اقرار صالح کے اکٹ حلف (۶) ۱۸۷۲ء یا اکٹ حلف حال (۱۰)
۱۸۷۳ء مین دوبارہ داخل کیے گئے ہین۔ اور اگر کوئی حکم خاص ضابطہ
قانون کا نسبت امر ہذا کے ہے تو وہ دفعہ ۱۱۸۔ اکٹ شہادت (۱)
۱۸۷۲ء یا دفعہ ۱۳۔ اکٹ حلف (۱۰) ۱۸۷۳ء سے اخذ ہونا چاہیے
پس بحث یہہ ہے کہ ان احکام قانون کی کیا تاثیر ہے یعنے کیا از روے
قانون کے حلف یا اقرار صالح اون گواہ کی ضرورت نہین ہے جو بوجہ
کم سنی اور نہونے تعلیم کے ناقابل سمجھے پابندی روحانی حلف یا اوس کے نتائج

دنیاوی کے ہون جواز روے قانون بصورت دروغ حلفی کے بجاے
نسبت اس امر کے جیسا کہ مینے پیشتر بیان کیا ہے جواب عدالت کلکتہ
کا یہہ ہے کہ حلفا یا اقرار صالح کے تکرار نے سے شہادت کسی گواہ کی
خراب نہین ہوجاتی ہو۔ گو حلف یا اقرار صالح مذکور بعد سمجھنے کے ترک کیا
گیا ہو اور اتفاقًا یا غفلتًا ترک کیا گیا ہو۔ بلکہ اسیوجہہ سے ترک کیا
ہو کہ گواہ کی سمجھہ واسطے سمجھنے بزرگی حلف یا اقرار صالح کے پختہ نہتی
میری دانست مین یہ تعلیم تمام راے اکثر حکام اجلاس کامل کلکتہ مقدمہ
ملکہ معظمہ بنام سیوابھگت بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۴
تاثیر اوس قاعدہ کی جو مقدمہ مذکور مین قرار دیا گیا ہی فی الواقع یہہ ہے
کہ کل اصول حلف و اقرار صالح بطور یقین صحیح ہونے بیانات گواہ کے
موقوف کیا جاے بلاشک وہی راے تہی جو مقدمہ مذکور مین
ایک مشہور جج سر ابل جیکس صاحب نے قائم کی ۔ اور جنہون نے یہہ
اختلاف راے حکام عدالت کے حسب مندرجہ ذیل فرمایا میری
دانست مین ایکٹ حلف کے دفعہ ۱۳ کے بنانے سے یہہ مقصود تہا کہ
تاثیر بہانہ گواہ کی یا غلطی حکام عدالت کی دفع کیجاے اور نہ یہہ کہ صاحبان

جج مجسٹریٹ کو اختیار دیا جاوے کہ وہ کل ایکٹ کو براہ ضد یا غلطی جیکم دیکہ کہ گواہان حلف یا اقرار صالح نہ کرین گویا بے اثر کرین - یہ ٹھیک وہی راے ہے جو مین اوس مقدمہ مین بنسبت اوس بیان کے جو لڑکی یعنی مسماۃ ٹھکری نے کٹہرہ گواہ مین کہڑی ہوکر کہا ہے کرتا ہون جس سے حلف یا اقرار صالح نہین کرایا گیا تھا - اور بعد سمجھنے کے اسیوجہ سے نہین کرایا گیا تھا کہ حاکم ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ مسماۃ مذکور کی عقل ایسی پختگی کو نہین پہونچی تہی ہے کہ نتایج روحانی یا دنیاوی یا پابندی گواہ کے کٹہرہ مین کہڑی ہوکر صحیح بیان کرنیکی سمجہہ سکے - پس بحث یہہ ہے کہ آیا لڑکی کی شہادت واسطے اعتراض مقدمہ ہذا کے قانوناً قابل پذیرائی ہی یا نہین باستعمال الفاظ سر ابل جیکشن صاحب کے دو لہذا میری دانست مین مقدمہ ہذا مین جج کو یہہ ہدایت ازروی قانون کے تہی کہ گواہ مابہ البحث کا اظہار بذریعہ اقرار صالح کے لے اور چونکہ حاکم موصوف نے یہہ تجویز کی کہ وہ اقرار صالح مذکور نہین کریگا لہذا گواہ کا اظہار خلاف قانون لیا گیا اور شہادت ناقابل پذیرائی ہی" یہہ امر کہ آیا حلف یا اقرار صالح مین کوئی بنفسہ فائدہ ہی یا نہین ایک ایسا امر ہے کہ اوسکی نسبت اس

مقدمہ مین بحث کرنی بے موقع ہے۔ مجھکو صرف اسقدر کہنے کی ضرورت ہیکہ واضعان قانون ہند نے اب تک کل اصول جربی بہتم صاحب امر ہذا کے کبھی قبول نہین کئے ہین اور آجتک حلف اور اقرار صالح ازروی ہمارے قانون کے کفیل خلاف دروغی تصور کیے گئے ہین بعنیے ذریعہ اطمینان انکشاف راستی کا اور انگلستان مین بھی صورت مختلف نہین ہے کیونکہ وہان بھی اس مسئلہ مین کہ کارروائیات عدالتی مین کوئی بیان قبول نہین کیاجاتا ہے بجز اسکے کہ حلف سے کیاجائے اس حد تک کمی نہین ہوگئی ہے کہ بزرگی حلف یا اقرار صالح کی ضرورت نہ ہے۔ بعد اسکے تمثیل کے مین صرف ایک فقرہ قانون شہادت ٹیلر صاحب دفعہ ١٣٨٠ طبع ہشتم بیان کرونگا وو علاوہ برین گو میرا یہہ استحقاق ہے۔ جب واسطے صادر کرنے تجویز کے اجلاس فرما ہو اپنی راے اپنے ایمان پر صادر کرے۔ اور بموجب قانون سابق کے اوسکو بھی اجازت ہی کہ صیغہ چانسری مین جواب دعویٰ بربنائے عذر ایمانی کے کرے اور نہ بذریعہ اپنے حلف کے اوسکا عذر بطور گواہ کے کسی مقدمہ مین خواہ دیوانی ہو خواہ فوجداری کبھی یا

عدالت انصاف مین خواہ وہ عدالت ادنی ہو یا عدالت ہوس آف
لارڈس یا کسی طریقہ پر خواہ زبانی یا بذریعۂ سوالات کے یا بذریعۂ
بیان حلفی کے نہین پایا جاسکتا ہے بجز اسکے کہ پہلے اوس سے حلف
کرا یا جاوے - کیونکہ وہ اعزاز جو قانون مین نسبت ایمان کسی امر کے
ظاہر کیا گیا ہے - اس حد تک نہین پہونچتا ہی کہ اوس مسئلہ کو جو
قایم ہوگیا ہے - کار روائیات عدالتی مین کوئی بیان قبول
نہین کیا جاتا ہی بجز اسکے کہ حلف سے کیا جاوے - پلٹ دے -
لہذا اگر مشار الیہ حلف یا اقرار صالح ضروری کرنے سے انکار کرے
تو وہ باوجود رعایت اسیری یا پارلیمنٹری مجرم توہین کا ہوگا -
جسکے پابند وہ سپرد کیا جاسکتا ہی اور اوسپر جرمانہ ہوسکتا ہے
تاریخ وضع قانون سے جیسا کہ مینے پیشتر تحریر کیا ہے یہ نتیجہ
اخذ کرنا جائز نہین ہے کہ واضعان قانون کا یہہ منشا تھا کہ اس
بارے مین کوئی تبادلہ قطعی کیا جاوے بلا شک نتایج وسیع جو
مین اون مختلف تبدیلات سے نکالتا ہون جو قوانین مین نسبت
امر ہذا کے ہوئے مین یہہ ہین - اولاً درحالیکہ حد عمر کی نسبت

قابلیت گواہ کے رفع کی گئی - یہہ اصول عام بحال رکھا گیا کہ وہ
قابلیت اس امر کی رکھتے ہون کہ جو سوالات اونسے کئے جائین
اونکا جواب معقول دیسکین - جیساکہ دفعہ ۱۱۸ - ایکٹ شہادت
حال (۱ سنہ ۱۸۷۲ع) سے ظاہر ہوتا ہے - ثانیاً ضرورت حلف یا
اقرار صالح کی قایم رکھی گئی - اور ضروری سمجھی گئی جیساکہ دفعہ ۵ - ایکٹ
حلف مجریہ ہند (۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع) سے ظاہر ہے - ثالثاً متروکی
یا بیضابطگی جو حلف یا اقرار صالح کے کرانیمین ہو بعض صورت پائے
مقتضیہ دفعہ ۱۳ - ایکٹ حلف مجریہ ہند (۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع) مین نظرانداز
کیجائیگی - سر ابل جینکنس صاحب کی رائے پر عمل کرکے کہ جسپر ملینے
عمل کیا ہی مین بجز اسکے کچھہ اور تجویز نہین کرسکتا کہ جو بیانات سماۃ
ٹھکری نے کٹھہرے مین کھڑے ہوکر کئے بطور شہادت قابل مقبولی نہین
ہے بلکہ الفاظ دفعہ ۶ - ایکٹ حلف (۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع) محض ہدایتی
نہین - بلکہ حکمی ہین اور مین اسیوجہہ سے قایم رکھتا ہون کہ غرض
قانون کی معمولاً یہہ ہوتی ہے کہ انصاف ہو اور دربارۂ آزادی رعایا
کے اطمینان ہو یہہ وہ طریقہ ہے جسپر اس قسم کے قوانین کی تعبیر

عدالتہاے انصاف انگلستان مین کرتے ہین - پس یہہ کہنا کہ غرض
دفعہ ۱۳ - اکٹ حلف (۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع) یہہ تھی کہ علاقہ کل اکیٹ مذکور کا العدم ہوجاے
ایک ایسا امر ہے جسکو بطور تعلیم تمام اکثر حکام اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ کے
مین اپنے کو تسلیم کرنے سے معذور رہون اور میرے وقت اس امر کی کوشش
کر نہین کہ امر مذکور کو تسلیم کرون - اس واقعہ سے کچھہ کم نہین بڑہی ہے کہ اوس
قانون کے فقرہ مین مابعد یعنے دفعہ ۱۴ مین یہہ حکم ہے جو شخص کسی
عدالت یا ایسے اشخاص کے روبرو جس سے از روے اکٹ ہذا حلف یا اقرار
صالح کرانیکا اختیار ہی نسبت کسی امر کے اداے شہادت کرے اوسپر
واجب ہی کہ اوس امر کی نسبت راست راست بیان کرے - دد اور دفعہ
۱۹۱ مجموعہ تعزیرات ہند مین یہ حکم ہے "کہ کوئی شخص جسپر قانونًا
حلف کے روسے یا قانون کے کسی خاص حکم سے سچ سچ بیان کرنا
یا قانون کے روسے کسی امر کے نسبت کچھہ بیان کرنا واجب ہو - کوئی
ایسا بیان کرے جو جھوٹھا ہو اور جسکو وہ جھوٹھا جانتا خواہ جھوٹھا یاد
کرتا ہو یا جسکو وہ سچا باور نکرتا ہو تو کہا جائیگا کہ اوسنے جھوٹھی گواہی دی"
دفعہ ۱۹۳ - اکٹ مذکور مین اوسکی سزا ۷ برس کے قید کے لکھی ہے

یہہ کسطرح پر ممکن ہی کہ کوئی شخص جو بوجہہ کم سنی کے پابندی ہائی روحانی
یا قانونی حلف یا اقرار صالح کے نہ سمجھہ سکتا ہو۔ ایسی شہادت دیکے
قابل سمجھا جا سکتا ہی جو قانوناً قابل پذیرائی ہو اور مستوجب ایسی
سزا اونکا بموجب قانون کے سمجھا جائی ایک ایسا معاملہ ہے جسکے وجوہ
میری سمجھہ مین نہین آسکتے ہین مثلاً عملاً تاثیر تجویز حکام عدالت کلکتہ
کے بمقدمہ اجلاس کامل یہہ ہے کہ اور یہہ تعظیم تمام جو میرے نزدیک ایسے
حکام کے واجب ہی مین اس خیال کے کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اگر واضعان
قانون کا یہہ مقصود ہو تا کہ اصول حلف و اقرار صالح رد کیا جاوے تو سہل ترین
طریقہ یہہ ہوتا کہ ایسا قانون جیسا اکٹ حلف مجریہ ہند (۱۰) ۱۸۷۳ء
بہی صادر نکیا جاوے۔ بلکہ اون قوانین سابق کو جنکے روسے حلف یا
اقرار صالح بطور شرط ما قبل پذیرائی شہادت کسی گواہ کے کارروائیان
عدالتی مین ضروری تہا منسوخ کرتے۔ اسمقدمہ مین جواب میرے روبرو
پیش ہے مقدمہ خلاف قیدی اپیلانٹ فتح کے جیسا کہ سشن جج
نے تحریر کیا ہی۔ کلیتاً شہادت لڑکی یعنی مسماۃ ٹہکری پر منحصر ہے جسکو
نہ حلف دیا گیا اور نہ جس سے اقرار صالح کرایا گیا محض اسوجہہ سے کہ اوکی

عقل کافی پختگی کو نہین پہونچی تہی کہ وہ روحانی بزرگی یا روحانی نتائج بدی
حلف یا اقرار صالح کی سمجھ سکے کیونکہ میرے یہہ رائے قانونی نسبت ناقابل
ہونے شہادت مسماۃ ٹہکری کے ہے - لہذا مجہکو یہہ کہنے کی ضرورت
نہین ہے کہ مین کسدرجہ تک اعتبار اوسکے بیان کا بطور معاملہ جانچنے
شہادت کے بلحاظ حالات مقدمہ ہذا کے کرونگا - مجہکو صرف اوس
امر کی دوبارہ کہنے کی ضرورت ہی - جو ہلیکس صاحب نے اپنی شرح
قانون مین تحریر کیا ہے جسحال مین کہ شہادت بچونکی پذیرا کیجاے
بغرض اوسکی معتبر ہونے کے یہہ بہت مناسب ہے کہ بہ تائید اوسکے
کوئی شہادت نسبت وقت و مقام و حالات کے اسلئے ہو کہ امر واقعہ
ثابت ہو - تجویز ثبوت جرم محض ایسی شہادت کسی بچہ پر بہی نہین
ہونی چاہیے - جسکی عمر سن تمیز کو نہ پہونچی ہو اور چونکہ اس مقدمہ مین
شہادت خلاف قیدی اپیلانٹ فتح کے قانوناً ناقابل پذیرائی ہے
لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعی بمقابلہ اوسکے بیان کو ثابت کرنے
سے قاصر رہا - لہذا مین اوسکی اپیل کو ڈگری کرتا ہون اور منسوخ
ثبوت جرم - اور اوس حکم سزا کی جو اوسکی نسبت صادر ہوا ہی

یہہ ہدایت کرتا ہون کہ وہ رہا کیا جائے۔ نسبت قیدی اپیلانٹ مارو
مین پیشتر باظہار اس امر کے کافی تحریر کر چکا ہون کہ قطع نظر بیانات لڑکی
یعنے مسماۃ ٹھکری کے ایسے کافی شہادت موجود ہی جس سے اوسکی نسبت
تجویز ثبوت جرم جائز ہو۔ لہذا احکام دفعہ ۱۶۷ - اکٹ شہادت
(۱۸۷۲ء ۱ ا) اوس سے متعلق ہین اور مین اوسکی اپیل کو ڈسمس اور تجویز
ثبوت جرم کو اور اوس حکم سزا کو جو اوسکی نسبت صادر ہوا ہے بحال
کرتا ہون (مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مارو وایک کس دیگر انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۷)

دفعہ ۸۴ شہادت منقولی

اس شہادت کو انگریزی مین سکنڈری اویڈنس کہتے ہین دفعہ ۶۵ قانون
شہادت مین پوری تشریح اقسام شہادت منقولی کی بیان ہوی ہے
جسٹس محمود نے اپنی لاجواب شرح مین اس دفعہ کی خوب تشریح فرمائی
ہی۔ اس دفعہ مین وہ صورتین بیان ہوئی ہین جنمین شہادت نقلی
بسبب وجود یا حالت یا مضامین دستاویز کے سوائے خود اوس دستاویز
کے منظور ہوسکتی ہی۔ سات صورتین جائز رہنے شہادت نقلی کے
بہ ثبوت وجود یا حالت یا مضمون دستاویز کے بیان کی گئی ہین لیکن صورتہای

ہر قسم کی شہادت نقلی داخل نہین ہوسکتی - بلکہ اوس تصریح کے موافق
جسکا ذکر جزو آخر دفعہ ۶۵ - مین مندرج ہی - شہادت نقلی داخل ہونی
چاہیئے - چونکہ یہہ دفعہ ایک نہایت مقدم دفعہ ہے اور اوسمین کل صورتونکا
حاوی طور پہ بیان ہی جسمین شہادت نقلی نسبت وجود یا حالت
یا مضمون دستاویز کے داخل ہوسکتی ہے واضح رہے کہ ہر حال مین بار ثبوت
اس امر کا کہ دستاویز کی شہادت نقلی گذر سکتی ہے ذمہ اوس شخص کے ہی
جو کہ اوسکو گذراننا چاہے - اور اسلیئے اوسکو ثابت کرنا چاہیئے - کہ
دستاویز بہ قبضہ فریق مخالف ہے دستاویز کا کسی دوسری عدالت مین داخل ہونا
کافی وجہ قابل ادخال کرنے نقلی شہادت کے نہین ہے - لیکن جبکہ یہہ
ثابت کردیا جائے کہ اصلی دستاویز جسپر مدعی اپنا دعوی مبنی کرتا ہی
قبضہ مین مدعا علیہ کے ہی اور مدعا علیہ اصلی دستاویز بر وقت پیش نکرے
تو نقل اصلی دستاویز کی (جو کہ ایک مثل مقدمہ سابق مین بر وقت
واپسی اصل دستاویز کے حسب ضابطہ چہوڑدی گئی تھی) قابل ادخال
تصور ہوگی (مقدمہ مقبول علی - بنام - سری ہتی سندبی بی بنگال جلد ۳ صفحہ ۲۰ دیوانی)
نسبت تلف ہونے دستاویز کے یہہ لازم ہے کہ کچھہ ثبوت اس بات کا

دیا جاوے کہ کبھی اصل موجود تھی ورنہ شہادت نقلی نہ لیجاویگی۔ چنانچہ شہادت نقلی نسبت مضمون ایک ڈگری کے جسکے صادر ہونیکا کافی ثبوت تہا۔ نامنظور ہوئی (مقدمہ مفیض الدین بنام مہر علی۔ ویکلی جلد اول صفحہ ۲۱۲۔ دیوانی)۔ اور نیز اسباب کا ثبوت دینا چاہیے کہ وہ تلف ہو گئی۔ (ایش چندر چودہری بنام بھوپ چندر چودہری۔ ویکلی جلد پنجم صفحہ ۱۳۔ دیوانی)۔ پریوی کونسل نے ایک مقدمہ مین یہہ تجویز کیا۔ کہ جب تک کافی ثبوت اس امر کا نہ پایا جاوے کہ اصل دستاویز کی نسبت اون جگہون پر جہان اوسکا ہونا غالب تہا۔ تلاش کامل کی گئی تھی۔ شہادت نقلی قابل دخال نہین ہوسکتی۔ (مقدمہ میر اسد اللہ بنام بی بی امامن۔ مورز انڈین اپیل جلد اول صفحہ ۴۱) اور ایک مقدمہ مین جسمین کہ بیان یہہ تہا کہ تمسک کو چوہون نے کتر ڈالا۔ اور پرزے پیش کیے گئے تھے مگر کوئی ثبوت اس امر کا نتہا کہ وہ پرزے اوسی تمسک کے تھے۔ تو پریوی کونسل نے۔ یہہ تجویز کیا کہ شہادت نقلی۔ داخل نہین ہوسکتی۔ اور ڈگری عدالت ماتحت کی جو بربنائے تمسک کے تھی منسوخ کردی۔ (مقدمہ سید عباس علی بنام۔ مادیم اختی بدری

سورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۵۶) - لیکن جبکہ ثبوت کافی لکھے جانے تمسک اور اوسکے کہوئے جانے کا دیا جاوے تو عدالت کو لازم ہے - کہ شہادت نقلی داخل کرے اور یہہ ضرور نہین کہ تمام گواہان نسبت مضمون ستاویز گواہان حاشیہ ہون (مقدمہ سید لطف اللہ بنام مسماۃ نصیبا - ویکلی جلد ۱۰ صفحہ ۲۴ - دیوانی -) (ورروپ من چودہری - بنام - رام لال - سرکار - ویکلی جلد اول صفحہ ۱۴۵) (مقدمہ رام شوکل - بنام - رام لال شوکل ویکلی جلد ۹ صفحہ ۲۴۳)

نسبت ضمن (ہ) کے - اس سے مراد کتبہ نشانات وغیرہ ہین -

ضمن (و) مین دفعات ۶۶ و ۶۷ قانون شہادت سے اشارہ ہے ضمن (ز) کے ساتھہ دفعہ ۳۹۴ - ضابطہ دیوانی پڑہنی چاہئے

بعض صورتین ایسی واقع ہوتی ہین کہ دستاویز اصلی دو صورتون کی وجہہ سے پیش نہین ہوتی - چنانچہ ایک مقدمہ مین - مسل ضلع سے ہائی کورٹ کلکتہ کو جاتے ہوئے راہ مین تلف ہوگئی - عدالت نے کوئے تمام اون کاغذات کی جنسے مسل مرتب تہی شہادت نقلی لینے کی اجازت دی - (مقدمہ بابو گوردیال سنگہہ - بنام - دربا ری لال شیواری ویکلی جلد ۷ - صفحہ ۱۸ - دیوانی -) (مقدمہ بنواری لال بنام مسٹر جیمس ولاک - ویکلی جلد ۹

صفحہ ۳۰۸) اور ایک اور مقدمہ مین - بوجہ تلف ہوجانے ڈگری کے
ایام غدر مین - ڈگریدار کو بربنائے ڈگری تلف شدہ کے واسطے
باقی اپنے زر ڈگری کے نالش کرنیکی اجازت ملی - اور بنائے مخاصمت
تاریخ تلف ہونے ڈگری کی قرار پائی - (مقدمہ راے امن - بنام
ہردیال سنگھ ویکلی - جلد ۲ سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۳۰۱) ایک مقدمہ مین جسمین کہ ڈگری
تلف ہوگئی تھی اور ڈگریدار نے اجرا کی درخواست دی - اور محکمہ
اجراے ڈگری سے اوسکو مقدمہ نمبری کی ہدایت ہوئی - عدالت
ہائی کورٹ مغربی وشمالی نے یہہ تجویز کیا کہ محکمۂ اجراے ڈگری مین
عدالت ماتحت کو لازم تہا کہ نسبت وجود یا عدم وجود ڈگری کے
تجویز کرنی اور عدالت محکمۂ اجراے ڈگری کے حکم سے کوئی عدالت
اوسکی سماعت نہین کرسکتی - (رنجیت بنام چنی لال منفصلہ ہائی کورٹ
شمال ومغرب مورخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۶۶ء) واضح رہے کہ دفعہ ۶۵ قانون
شہادت فوجداری اور دیوانی دونون سے متعلق ہے - ایک
قسم کی دستاویز تحریری کی نسبت مطلق شہادت نقلی کسی قسم
کی نہین گذر سکتی یعنے جبکہ وہ دستاویز اقرار یا وعدہ حسب دفعہ ۶۰

اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع قانون تمادی کے ہو لیکن اوسکی تاریخ کی نسبت شہادت گذر سکتی ہے الا یہ حکم خاص بوجہ منشائے قانون کے ہی اور قاعدہ عام مندرجہ دفعہ ۶۵ سے مستثنےٰ ہے۔

مد ۶۵ شہادت لسانی معاہدہ تحریری

دفعہ ۹۱ – قانون شہادت مین واضح طور پر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ کن کن صورتون مین بحالت موجودگی شہادت دستاویزی کے شہادت لسانی نسبت اوس مضمون کے داخل نہوگی – لیکن دفعہ مذکور مین ہر دستاویز کی نسبت بحث نہین ہے بلکہ خاص اوس قسم کی دستاویزات سے جنمین کہ معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جایداد داخل ہو – پس اس دفعہ پر غور کرنیسے معلوم ہوگا – کہ اوسمین دو صورتون کا ذکر ہے – جسکی وجہہ سے شہادت دستاویزی موجود ہوتے ہوئے شہادت منقولی داخل نہوگی – اور وہ یہہ ہین –

اول جبکہ فریقین نے شرائط معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جائداد کی دستاویز مین مندرج کیے ہون –

دوئم جبکہ قانوناً تحریری ہونا دستاویز کا لازمی ہو –

نسبت حکم اول کے واضح رہے کہ وجہ اس قسم کی شرط کی لگانیکی یہہ ہے کہ جبکہ فریقین ایک معاہدہ نے یا تکمیل کنندہ دستاویز نے خود اپنی مرضی سے باہم یہہ قرار دیا کہ یہہ شہادت اوس معاہدہ کی جو کہ اونکے باہم طے ہوا ہے تحریری ہو تو اونکو لازم ہے کہ جس قسم کی شہادت پر اونہون نے سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا اوسی قسم کی شہادت پیش کیجاوے اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ اگر وہ معاملات جنکو بعد کافی صلاح و مشورہ کے فریقین احاطۂ تحریر مین لاتے ہین اور اوسکے بھروسہ پر رہتے ہین اگر اوس معاہدہ کی نسبت شہادت داخل کیجاوے تو جو اصل مقصود شرائط کے تحریر کرنے سے ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اور بہت موقع معاہدات مین فرق ڈالنے کا بد دیانت شخص کو ملتا ہے۔ اس مضمون کے ساتھہ دفعہ ۹۴ قانون شہادت کو دیکھنا چاہیے۔ نسبت حکم دویم کے واضح رہے کہ یہہ امر صاف ہے کہ جب قانون نے کسی خاص مضمون کے تحریر ہونیکی نسبت حکم نافذ کیا ہے تو اوس مضمون کی نسبت سوائے تحریری شہادت کے اور کوئی شہادت

نہین لیجا سکتی - اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جس قسم کی صورتون مین قانون نے تحریری ہونیکا لازمی حکم جاری کیا ہے وہ ایسی صورتین ہین جنکا انسان کے حافظہ مین رہنا سخت دشوار ہے بلکہ محال ہے - مثلاً - مفصلہ ذیل صورتین ہین جنمین حسب احکام قانون کے مضمون تحریری ہونا چاہیے -

اظہارات گواہان بمقدمہ دیوانی (بموجب ضابطہ دیوانی)

اظہارات گواہان بمقدمہ فوجداری (بموجب ضابطہ فوجداری)

تحریرات ڈگریات عدالت دیوانی (ضابطہ دیوانی)

تحریرات و احکام اخیر عدالت فوجداری (ضابطہ فوجداری)

اقرارات جنکی وجہہ سے تمادی محفوظ ہوتی ہے (دفعہ ۲۰ و دفعہ ۲۱ قانون حد سماعت)

معاملات بلا معاوضہ (حسب دفعہ ۲۵ - اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع)

معاہدات ثالثی (استثنا ۲ - دفعہ ۲۸ - اکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع)

احکام دفعہ ۵ - اکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۶ع جو کہ ہنڈیون سے متعلق کیے گئے ہین

جن صورتون مین کہ بضابطہ طور پر بیان ملزم کا مقدمہ فوجداری

یعنی لگا گیا ہو تو بموجب ضابطہ فوجداری کے بیانات ملزم کی نسبت شہادت لسانی گذر سکتی ہے۔

الفاظ "احکام مندرجہ ماسبق ہے" جو کہ دفعہ ہذا مین مستعمل ہوئی ہین دفعہ ۶۵ - ایکٹ ۱۰ - مراد ہے - غرضکہ اصول عام یہہ ہے کہ جب کسی شرائط معاہدہ مندرجہ دستاویز کی بحث ہو - اوس صورت مین - اوس دستاویز کا فی نفسہ پیش ہونا لازمی ہے - لیکن جبکہ اتفاقی وعارضی طور پر کسی واقعہ کا بیان اوسمین درج ہو جاوے تو ایسا اندراج تابع ادخال شہادت لسانی نہین ہی - مثلاً کوئی شخص جو بذریعہ ایک رہنامہ کے مرتہن ہوکر قابض ہوا اور کسی مقدمہ مین صرف یہہ بحث ہی کہ آیا فلان شخص واقع مین قابض جائداد کا ہی - یا نہین - تو رہنامہ کو پیش کرنا لازمی نہین ہے بلکہ لسانی شہادت قبضہ کی گذر سکتی ہی - لیکن اگر کسی مقدمہ مین یہ بحث ہے کہ شرائط اوس رہنامہ کے کیا تھے - یا کہ کسقدر روپیہ کے عیوض وہ رہن ہوا تھا تب البتہ رہنامہ کا پیش ہونا لازمی ہی - اسیطرح پر اگر کوئی کرایہ دار بذریعہ ایک پٹہ کے قابض اراضی ہو - تو صرف بغرض ثابت کرنے اوسکے قبضہ کے یا ادا کرنے کرایہ کے شہادت لسانی بلا پیش کرنے کرایہ نامہ کے گذر سکتی ہے

لیکن شرائط مندرجہ کرایہ نامہ کی نسبت شہادت لسانی داخل نہین ہو سکتی ہے
اسیطرحپر جبکہ وہ شخص شریک ہوکر ایک تجارتی کام کرین تو فی نفسہ یہ
بات کہ فلان دو شخص شریک کوٹھی ہین ہر قسم کی شہادت سے ثابت
ہو سکتی ہے۔ لیکن شرائط شراکت کی نسبت شراکت نامہ پیش کرنا لازم ہے
(دیکھو شرح دفعہ ۹۱ - قانون شہادت مولفہ جسٹس محمود صاحب صفحہ ۲۹ ۳ لغایت ۳۴۳ طبع اول)

مد ۹۶ خارج کرنا شہادتکا نسبت اقرار لسانی کے

دفعہ ۹۲ - جبکہ شرایط کسی معاہدہ یا عطیہ یا اور انتقال جائداد کے یا
کسی معاملہ کے جس کا قانوناً بشکل ایک دستاویز کے منضبط ہونا چاہیے حسب
دفعہ ماسبق کے ثابت ہو جائین - تو کوئی شہادت کسی بابت اقرار یا بیان
کی جو بابین اون فریق دستاویز قسم مذکور کے یا اونکے قایممقامان حقیت کے
ہوا ہو بغرض تردید یا تبدیل یا ازدیاد اون شرایط کے یا اخراج
کسی امر کے اون شرائط مین سے منظور نکیجائیگی - شرح (مولفہ جسٹس محمود صاحب)

دفعہ ہذا - ۱ - بھی ہمسا وہی اصول اخراج شہادت پر جسپر کہ دفعہ ۹۱ مبنی ہے - دفعہ ۹۱
مین اس امر کی بحث ہے کہ جس حالت مین دستاویز مشعر معاہدہ وغیرہ پیش نکیجاوے تو اوسکی
نسبت شہادت لسانی نگذریگی اور دفعہ ہذا مین اس کی بحث ہے کہ جب ایسی دستاویز پیش

بھی ہو جائی تو اوسکے مضمون کے ذریعہ کسی بیان کی نہ تردید کیجا سکتی ہی نہ تبدیل کیجا سکتی ہی نہ ازدیاد ہو سکتا ہی۔ نہ اخراج ہو سکتا ہی غرضکہ واضعان قانون کا یہہ منشا ہے کہ سوا اون چھہ حالتون کے جنکا شرائط دفعہ ہذا مین ذکر کیا گیا ہی جب ایک معاہدہ کے شرائط احاطہ تحریر مین آچکے ہون تو اوسکی نسبت افراط تفریط جائز نہین۔ لیکن دفعہ ۹۱ و ۹۲ مین فرق یہ ہی کہ دفعہ ۹۱ متعلق ہی تمام اشخاص سے گو وہ فریق دستاویز ہون یا نہون۔ لیکن دفعہ ہذا (۹۲) صرف اون لوگون سی متعلق ہے جو فریق دستاویز یا اونکے قایمقام ہون اور دفعہ ۹۹ کی روسے یہہ امر صاف کر دیا گیا ہی۔ کہ جو اشخاص فریق دستاویز یا اونکے قائمقام نہون اس قسم کی افراط تفریط ثابت کرنیکے مجاز ہین پس دفعہ ہذا مین امور مفصلۂ ذیل قابل ملاحظہ ہین۔ اول یہہ کہ نوعیت دستاویز کی اوس قسم کی ہو جسکا ذکر ہے اور وہ حسب دفعہ ۹۱ داخل ہو چکی ہو۔ دوم۔ کوئی شہادت کسی زبانی اقرار کے نہ داخل ہو گی سوم۔ بشرطیکہ ادخال چاہنے والا فریق دستاویز یا اوسکا قائم مقام ہو چہارم جبکہ ادخال بغرض افراط تفریط کے ہو۔

اس قاعدۂ عام سے مفصلۂ ذیل شرایط مستثنے ہین۔

شرط اول جائز ہے کہ ہر ایسا امر واقعہ ثابت کیا جائے جسکے سبب سے کوئی شخص مستحق ڈگری یا حکم کا اوسکی بابت ہوتا ہو۔ **مثلاً** فریب یا تخویف یا ناجوازی بحسب قانون یا عدم تکمیل حسب ضابطہ۔ یا بے منصبی کسی فریق کی متعاقدین مین سے یا نہ ادا کرنا یا قصور ادائے زرثمن یا غلطی کسی امر واقعہ یا امور قانونی کی۔

شرح

یہہ امر ظاہر ہے کہ جب سرے سے دستاویز کو بے اثر کرنا منظور ہوتب اوسی شخصکو جسکو اوس دستاویز سے ضرر پہونچتا ہے منصب اوس دستاویز کے بے اثر ثابت کرنیکا ہے۔ کیونکہ مثلاً بحالت غلطی یا فریب وغیرہ کے یہہ ظاہر ہے کہ منشا فریق معاہدہ کا وہ نہین تہا۔ جو کہ غلطی سے دستاویز سے ظاہر ہوتا اور اسلیئے اوس قسم کی شہادت کا داخل کرنا جائز کہا گیا ہے۔ کہ جس سے ایک ایسی غلطی ثابت ہو جس سے فریق دستاویز کو ایک ڈگری ملنے کا استحقاق ہو۔ تمثیل پانچ قابل ملاحظہ ہی شرح جانبا مین امور مفصلۂ ذیل سے دستاویز بے اثر ہو جاتی ہے۔

(۱) فریب دفعہ ۱۷ و ۱۹ و ۸۴ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء و دفعہ ۲۳ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء

(۲) تخویف۔ دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ۔

(۳) ناجائز تحبس۔ قانون۔ دفعہ ۲۳۔ ۲۴۔ قانون معاہدہ و دفعہ ۱۴۱۔ ایکٹ ۱۸۶۰ء و دفعہ ۳۴۳۔ تعزیرات ہند۔

(۴) عدم تکمیل حسب ضابطہ۔

(۵) بے منصبی کسی فریق کی۔ دفعہ ۱۱ و ۱۲ قانون معاہدہ۔

(۶) نہ اداکرنا زرثمن کا۔ دفعہ ۲۵۔ قانون معاہدہ۔

(۷) غلطی کسی امر واقعہ یا قانونی کی۔ دفعہ ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ قانون معاہدہ و تمثیل (د) و (ہ)۔

لیکن کسی فریق کو یہہ منصب نہین ہے کہ کسی معاہدہ کو اپنا فایدہ اوٹھانیکے واسطے فریبی ثابت کرے۔ اور فریق مخالف کو اوسی سے پابند قرار دے۔ مقدمہ ساہ لکھمن لال۔ بنام۔ سری کشن سنگھ بنگال جلد ۲ صفحہ ۹۴۔ پریوی کونسل۔)

شرط دویم

موجودگی کسی علیحدہ اقرار زبانی کی نسبت کسی امر کے جو کہ دستاویز مین نہ لکھا گیا ہو۔ اور اوسکے شرائط کے مغایر نہو۔ جایز ہے کہ ثابت

کیجائے - اور یہ تجویز اس امر کے کہ یہہ شرط قابل لحاظ ہے یا نہین - عدالت اسبات پر غور کریگی - کہ دستاویز کس درجہ تک حسب ضابطہ ہے

شرح - اس شرط کی تمثیلات (د) و (ز) و (ح) ملاحظہ طلب ہین -- واضح رہے کہ متن شرط ہذا مین عدالت پر یہہ لازم رکہا گیا ہے کہ نوعیت دستاویز پر جسکی نسبت شہادت لسانی شرط ہذا کی داخل کرنی جایز کی گئی ہے - غور کرے اور تمثیل (ح) کے دیکہنے سے ظاہر ہوگا کہ صورت اول مین جبکہ دوسو روپیہ یا سوا ئی پر زید نے بکر سے مکان کرایہ پر لیا اور اوسکی نسبت صرف مجمل طور پر ایک بیضابطہ دستاویز مین ذکر اوس معاہدہ کا لکہدیا تو زبانی شہادت اوسکی مضمون پر ایزاد کرنے کے لیے - داخل کرنی جایز رکہی گئی - اور دوسری صورت مین جبکہ زید نے کرایہ نامہ ایک نہایت باضابطہ تحریر کیا اوس صورت مین زبانی شہادت واسطے ایزاد مضمون دستاویز کے داخل نہوگی - وجہہ اسکی یہہ ہے - کہ ایک اصول قانون شہادت کا ہے - کہ قیاس غالب ہی کہ جس شخص نے کسی معاہدہ کو اسقدر احتیاط سے کرایا ہو وہ کوئی امر بیرون دستاویز نچہوڑیگا - اور پہلی صورت مین

چونکہ خود معاہدہ کے تحریر ہونیکی نسبت احتیاط نہین کی گئی تو قیاس قانونی مانع اس امر کا نہین ہے کہ شاید کوئی امر زبانی ٹھہر گیا ہو۔ ایک مقدمہ مین جسمین کہ اس امر کی بحث تھی کہ پٹہ مین کسقدر زمین داخل ہے اور اوس پٹہ مین کچھہ حدود اراضی کی جو بذریعہ اوس پٹہ کے دیگئی تھی مندرج نہ تھے ہائی کورٹ کلکتہ نے۔ یہہ تجویز کیا۔ کہ زبانی شہادت نسبت وسعت حدود اراضی کے جسکا کہ پٹہ دیا گیا ہے لیجا سکتی ہے اسلئے کہ شرائط کے متغایر نہین بلکہ پٹہ اوسکی نسبت ساکت ہے۔

(مقدمہ موہن لال رائے بنام ارار پرباداسی۔ ویکلی جلد ۹ صفحہ ۵۶۰- دیوانی)

لیکن واضح رہے۔ کہ اگر بعیوض ہونے ایک ایسے بیضابطہ پٹہ کے اگر ایک بیعنامہ باضابطہ تحریر ہوا ہوتا اور اوسمین حدود اربع کسی اراضی کے تحریر ہوتے تو حسب شرائط ہذا۔ اجازت ادخال شہادت نسبت کسی اقرار زبانی کے متعلقہ وسعت حدود داخل نہو سکتی جیسا کہ تمثیل (ج) دفعہ ہذا سے ظاہر ہے

شرط سوم

موجودگی کسی علیحدہ اقرار زبانی کی جو ایک ایسی شرط ہو کہ کسی معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جایداد سے جو ذمہ داری عاید ہوتی ہو۔ اوسپر وہ

مقدم ہے - جائز ہے کہ ثابت کیجائے (اس شرط کی ساتھ تمثیل (ی) قابل ملاحظہ ہے)

شرط چہارم

موجودگی کسی صاف وصریح اقرار زبانی مابعد کی درباب تنسیخ یا ترمیم کسی معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جائداد مذکور کے جائز ہے کہ ثابت کیجائے بجز اون مقدمات کے جنمین کہ معاہدہ یا عطیہ یا انتقال جائداد کا - ازروے قانون تحریراً ہونا ضروری ہے یا مطابق قانون رجسٹری دستاویزات مجریہ وقت کے جسکی رجسٹری ہوچکی ہو- **شرح** یہ شرط اس اصول قانون پر مبنی ہے - کہ جو چیز ایک قسم کے وسایل سے قایم کی گئی ہو - تو وہ اوس سے کم درجہ کے وسیلون سے معدوم نہین ہوسکتی - پس شرط ہذا مین - معاہدہ - جسکا قانوناً تحریری ہونا لازم ہو - یا - جسکی رجسٹری حسب قانون رجسٹری ہوچکی ہو - وہ زبانی معاہدہ سے نہ ترمیم ہوسکتا ہے نہ باطل ہوسکتا ہے واضح ہو کہ لفظ زبانی قابل غور ہے - کیونکہ تحریری معاہدے یا رجسٹری شدہ معاہدہ کے وجود کی نسبت جس سے کوئی معاہدہ تحریری یا رجسٹری شدہ سابق ترمیم ہوتا ہو - یا باطل ہوتا ہو اوسکی شہادت قابل

ادخال ہے ۔ لیکن چونکہ فصل ہذا مین صرف اون صورتونکا بیان ہے جنمین شہادت لسانی بمقابلہ شہادت دستاویزی کے داخل نہین ہوسکتی اسوجہ سے ۔ واضعان قانون نے یہان صراحت نہین کی اور یہ تحقیقات بے محل ہوتی ۔

شرط پنجم

جائز ہے کہ یہہ رسم یا رواج ثابت کیا جاے جسکے ذریعہ سے وہ لوازم جو کہ کسی دستاویز معاہدہ مین صراحتاً صریحاً غیر مرقوم ہون ۔ مگر شرط یہہ ہے کہ لاحق ہونا کسی ایسے لوازم کا اس دستاویز کے شرایط صریح کے خلاف یا متغایر نہو

شرح اس قسم کے دستورات کا ثبوت قانون نے اسی وجہہ سے قابل ادخال تصور کیا ہے کہ قیاس اغلب ہمیشہ یہہ ہوتا ہے کہ جبکہ ایک دستور کسی امر کی نسبت پوری طور پر قایم ہو ۔ تو جب اوس امر کی نسبت کوئی معاہدہ ہو ۔ تو گو صراحتاً ظاہر نکیا گیا ہو ضمناً ہمیشہ مفہوم ہوتا ہے ۔ **مثلاً** بعض مقامونمین آم بحساب سیکڑہ کے بکتے ہین ۔ اور ہر سو پر پانچ آم زیادہ ملتے ہین ۔ پس اگر ایسے مقام پر کہین معاہدہ نسبت خریداری ۔ پانچ سیکڑہ کے ہو تو حسب شرط ہذا کے

نزاع باہمی مین یہہ امر ثابت کیا جاسکتا ہے کہ گو دستاویز مین پانچ سیکڑہ مندرج ہین۔ لیکن مراد ۵۲۵ تہی۔ پریوی کونسل نے ایک مقدمہ مین یہہ تجویز کیا کہ جس معاہدہ مین سود کی نسبت کچھہ شرط نہو تو سود عدالت نہ دلوائیگی۔ جب تک پوری طور پر یہہ ثابت نہو کہ رواج تجارتی اسقدر عام تہا کہ بلا اندراج شرط سود کے سود ملتا تہا

(جگموہن گہوس۔ بنام۔ کیسری چند رسور انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۵۵۶)

لیکن خلاف منشاء صریح دستاویز کے شہادت رسم کے نسبت ہنڈوی کے داخل نہین ہوسکتی۔ کیونکہ وقعت ضمنی شرط رسم کی اوس صورتین ہوتی ہے۔ جبکہ صراحت دستاویز مین نہو۔

(مقدمہ انزچند رڈونگر۔ بنام۔ بچہمی بی بی جلد ۷۔ بنگال۔ صفحہ ۶۸۲)

لیکن ایک مقدمہ مین جسمین کہ یہہ رسم مہاجنی طور پر ثابت ہوئی کہ گماشتہ پر ہنڈوی کی ذمہ داری عاید نہین ہوسکتی۔ ہائیکورٹ کلکتہ نے یہہ تجویز کیا کہ ایسے رسم قابل پذیرائی ہے۔

(ہری موہن بسیاکہا۔ بنام۔ کرشنو موہن بسیاکہا جلد ۹ بنگال صفحہ ۱۔ دیوانی)

چنانچہ ایک مقدمہ مین جسمین ایک خاص فصل اناج کی خریداری کی دستاویز

شرط یہہ تہی - اور بائع نے اوس معاہدہ کے پورا کرنیمین بعوض اسکے
کہ کل اناج فصل مذکور کا مشتری کو دے - دو فصلونکا اناج مشتری
کو ملا کر دیا - اور یہہ عذر پیش کیا کہ ایسی رسم ہے کہ ایک قسم کا اناج
گو دو مختلف فصلون کا ہو ملا کر بیچ سکتے ہین - عدالت ہائی کورٹ
کلکتہ نے یہہ قرار دیا کہ درصورتیکہ دستاویز مین شرط اناج کی فلان
فصل کی ہونیکی صریح ہے - تو کوئی شہادت خلاف ایسے معاہدہ
کے نہ لیجاویگی - (مقدمہ میکفرلین بنام کاؤ - جلد ۸ بنگال صفحہ ۴۵۹)
لیکن ایک اور مقدمہ مین جبکہ پورے طور پر یہہ ثابت کر دیا کہ حسب
رسم ممالک مغربی و شمالی کے رعیت کو خاص ضلع مین اختیار کہودنے
کنوے یا لگانے درخت کا ہے - اراضی زمیندار پر - تو اوسکا یہ فعل نقض
معاہدہ کاشتکاری سمجہا گیا -
(مقدمہ کنج بہاری پانڈے - بنام شیو بالک ہائی کورٹ آگرہ)
لیکن عدالتون کو شرائط معاہدہ پر رسم کیوجہ سے معانی پہنانے
مین از حد احتیاط لازم ہے - اور جب تک نہایت صریح طور پر وجود
رسم ثابت نہو تو دستاویز کی پوری تعمیل ہونی چاہیے -

شرط ششم

ہر ایسا واقعہ جایز ہے کہ ثابت کیا جائے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ کسطرح کی عبارت دستاویز کی واقعات موجودہ سے علاقہ رکھتی ہے۔

شرح - جبکہ کوئی وسیلہ اس امر کے تحقیق کرنیکا نہین ہو کہ دستاویز کس شئے سے یا کس امر سے متعلق ہے تو البتہ شہادت لسانی دستاویز کے معانی صاف کرنیکی غرض سے لیجا سکتی ہے۔ **مثلاً** اگر کسی شخص نے بیعنامہ مین یہہ لکھا - کہ مین نے نیم والی حویلی فلان شخص کے ہاتھہ بیچ کر دی اور بایع کی دو حویلیان ہون جنمین نیم کا درخت ہے - تو اس امر کی شہادت لیجا سکتی ہے کہ ان دونون مین سے کون سی حویلی مراد تھی - علی ہذالقیاس - لیکن اس مثال مین اور تمثیل (ح) مین فرق یہہ ہے کہ ایک مین یہہ لامعلوم ہے کہ کونسی حویلی مراد ہے - اور تمثیل (ح) مین حدود جایداد واقع رام کے نقشہ سے ظاہر ہین -

(نوٹ - دیکھو شرح دفعہ ۹۲ - کتاب شرح قانون شہادت مولفہ جسٹس محمود صاحب از صفحہ ۴۳۵ - لغایت ۴۴۲)

نظائر متفرقہ

ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہائی کورٹ کلکتہ کے یہہ حجت پیش کی گئی کہ ایک غیر مشکوک معاہدہ تحریری بیع وشری کاغذ سرکاری کا ایک معاہدہ ہے - یا اقرار بطور شرط یعنے ہر حجت کی جسکو شرائط ظاہری خود معاہدہ پر طے ہونا چاہیئے اور واسطے تبدیل یا تنسیخ شرائط کے شہادت زبانی پذیرہ نہ ہونی چاہیئے (مقدمہ جگرناتھ شیوبخش وغیرہ بنام رام دیال وغیرہ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۹۱ وڈمینس ڈائجیسٹ صفحہ ۱۸۲۱ (۲۵۳) -

شہادت زبانی واسطے تنسیخ بیعنامہ کے جو بموجب شرائط دستاویز کے قطعی ہے - قابل پذیرائی نہوگی (ویکلی رپورٹر ۱۸۶۴ء صفحہ ۴۰ وڈمینس ڈائجیسٹ صفحہ ۱۸۲۲ (۵۷) -

ایک مقدمہ مین مدعا علیہ نے تحریر وتکمیل بیعنامہ کو تسلیم کیا لیکن یہہ عذر کیا - کہ اوسکے ساتھی یہہ معاہدہ زبانی ساتھ مشتری کے ہوا تھا - کہ بیعنامہ صرف ایک ضمانت بغرض ادا کرنے زر موعودہ کے ٹھیک وقت مقررہ پر ہے - چنانچہ ایک جزو کثیر

ادس روپیہ کا مشتری کو ادا ہو چکا ہے - ہائی کورٹ سے تجویز ہوا

کہ مدعاعلیہ شہادت زبانی خلاف معاہدہ تحریری کے نہین دیسکتا تہا

کیونکہ یہہ بیان وہ معاملہ رہن کا تہا - نکہ معاملہ بیع کامل کا بالکل

برعکس بیعنامہ کے ہے جسکے خلاف مین زبانی شہادت حسب دفعہ

۹۲ - قابل پذیرائی نہین ہے - (مقدمہ تیاپا - بنام - سندرداس

جگجیون داس - انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد اول صفحہ ۳۳۳ ڈبنیس ڈائجسٹ

صفحہ ۱۸۲۳ - جلد ۲ - اڈیشن (۹۲) -

الف نے بذریعہ ایک بیعنامہ قطعی کے ذریعہ سے اراضی بدست

(ب) بعوض مالیعہ کے فروخت کی - الف نے یہہ بیان کیا

کہ بوقت قرارداد معاملہ کے یہہ امر معلوم فی الذہن بلکہ زبانی متعاقدین

مین طے پاگیا تہا کہ یہہ معاملہ بیع کا فی الاصل صرف بطریق ضمانت کے

واسطے چارسو روپیہ کے تہا جو شخص ثالث (ج) کا باقی تہا بذریعہ

ایک صلحنامہ کے جو فیمابین (الف) اور (ج) کی بنا پر ایفاء القادر زرڈگری

تعدادی آٹھ سو تیس ۸۳۰ کے (فیمابین الف و ج) ہوا تہا اوسوقت

یہہ بہی زبانی اقرار فیمابین الف و (ب) ہوا تہا کہ بروقت

ادا کرنے روپیہ کے منجانب الف کے ج کو۔ یہہ دستاویز بیعنامہ الف کو واپس ہو جائیگا۔ آخر کار الف نے دعوی اپنا بنام ب کے واسطے واپسی قبالہ بیع کے اس بیان سے دایر کیا کہ اوس نے کل روپیہ یافتنی ج کا ادا کر دیا ہے۔ تجویز ہوا۔ کہ دفعہ ۹۲ قانون شہادت ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء اس امر کو مانع ہے کہ زبانی شہادت نسبت معاہدہ زبانی کے جس سے تردید دستاویز بیعنامہ کی ہوتی ہو۔ لیجاوی۔

(مقدمہ رام دیال باجپئی بنام ہیرالال پیرے کلکتہ لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۰۶ اوڈ مینس ڈائجسٹ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲۵ (۶۴)۔

ایک پرامیسری نوٹ بلا اقرار ادائے سود کے تحریر ہوا۔ لیکن بعد اوسکے زبانی معاہدہ ادائے سود کا کیا گیا۔ ایسی شہادت زبانی بموجب ضمن ۲۔ دفعہ ۹۲۔ قانون شہادت کے بغرض اثبات اقرار سود کے پیش ہو سکتی ہے (مقدمہ سودامنی دیبی۔ بنام۔ سیال ننگ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۲۔ صفحہ ۱۶۳)

عد ۹۷ دستاویز لازمی غیر رجسٹری شدہ

ایک مقدمہ مین یہہ طے پایا۔ کہ ادا کرنا روپیہ کا منجانب الف بنام

مرتہن باداے زرِرہن کے۔ الغامعاوضہ رہن کا ہے بنابر سقوط
حق مرتہن کے ہی اور جو رسید ایسی داہی کی منجانب مرتہن
تحریر کیجائے۔ بموجب دفعہ ۱۷۔ (ج) ایکٹ رجسٹری نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۱ع
ایک دستاویز ہے جسپر رجسٹری لازمی ہے اور اگر اوسکی رجسٹری
نہین ہوئی تو وہ بموجب دفعہ ۴۹۔ قانون مذکور قابل پذیرائی
شہادت نہین ہے۔ (دلیپ سنگھ بنام درگا پرشاد انڈین لاء رپورٹ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۴۲۔ اور مقدمہ لپسا وا بنام کلکا پا۔ انڈین لاء رپورٹ بمبئی
جلد ۳ صفحہ ۴۲۹۔ و مقدمہ مہاوجی۔ بنام۔ دیا لکاجی۔ انڈین لاء رپورٹ
بمبئی جلد اول صفحہ ۱۹۷۔ و مقدمہ راما پا۔ بنام۔ اوٹا نا۔ انڈین لاء رپورٹ
بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۳۔ کی تقلید کی گئی۔ اور مقدمہ شلنکا پا بنام۔
چن باسا پا۔ انڈین لاء رپورٹ ۸ بمبئی صفحہ ۲۳۵۔ اختلاف کیا گیا۔ اور
مقدمہ۔ من جیبنی داسی بنام۔ رام نرائن سدا کمن۔ انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۴
صفحہ ۲۳۰ کا حوالہ دیا گیا۔ دیکھو۔ مقدمہ امداد حسین بنام تصدق حسین۔
انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۳۵۔) عمر نے بکر کے نام چٹھی
اس بیان سے لکھی۔ کہ مابین اونکے یہ اقرار ہو گیا ہے کہ عمر بعوض

اراضی بکر کے ہاتھ بعوض مبلغ چار ہزار پانسو کے فروخت کرے
اور عمرو نے پانسو منجملہ اس رقم کے پائے اور محض مستحق پانے زر باقی کا
بعد تحریر بیعنامہ اندر میعاد معینہ کے ہے اور اوسکو اراضی سے کچھہ تعلق
کسی قسم کا نہین رہا۔ تجویز ہوئی۔ کہ چونکہ چٹھی رجسٹری شدہ نہین ہے
لہذا وہ بہ ثبوت اقرار انتقال کے قابل پذیرائی نہین ہے۔

(مقدمہ رام ساحی (مدعاعلیہ اپیلانٹ) بنام رام ساحی مدعی۔ انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۱۱)

ایک پٹہ جسمین یہہ تحریر ہے کہ جب تک کاشتکار جوتے رہے اور لگان مقررہ
اداکرتا رہے قابض رہیگا۔ ایک ایسا پٹہ۔ ہے جو ایک سال کی میعاد سے
زیادہ کا ہے لہذا بموجب دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ۱۸۶۶ء کے
اوسکی رجسٹری لازمی تھی۔ اور بوجہہ نہ رجسٹری ہونیکے بموجب دفعہ
۴۹۔ شہادت مین پذیرا نہین ہو سکتا ہے۔

(مقدمہ شیو غلام۔ بنام۔ بدری ناتھہ۔ ۴ N.W. ۔ ۳۶۔ ڈائجسٹ انڈین لارپورٹ
جلد ۴۔ صفحہ ۸۹ ۴۷ (۹۹))

باوجودیکہ ایک دستاویز فی الواقع رجسٹری ہوئی ہے اور اوسکو
اوس افسر نے رجسٹری کیا ہے۔ جو خاص اسکے واسطے مقرر ہوا تھا

تاہم وہ دستاویز شہادت مین اسوجہہ سے قابل پذیرائی نہین ہے (بموجب دفعہ ۴۹) کیونکہ رجسٹری اوسکی خلاف ضوابط معینۂ قانون رجسٹری کے ہوئی ہے۔ (مقدمۂ محمد الطاف علی خان بنام پرتاب سنگ ۵-W۰۲ -N-۹۱ ڈاکیبٹ انڈین لارپورٹ جلد ۴ - صفحہ ۴۰۶ و ۴ (۳))۔

ایک ایسا تمسک قرضہ زاید سو روپیہ کا جسمین ذمہ داری ادائی قرضہ کی باستغراق اراضی تحریر ہو محض بغرض اثبات قرضہ و عائد کرنے ذاتی ذمہ داری بطور ضمانت کے باوصف غیر رجسٹری شدہ ہونیکے شہادت مین قبول ہوسکتا ہے۔ (مقدمۂ الفت النسا عرف آسی جان بی بی بنام حسین خان - انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۹ - صفحہ ۵۲۰ و کلکتہ لارپورٹ جلد ۱۲ - صفحہ ۲۰۹)۔

الف نے ساتھہ ب کے بذریعہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ کے معاہدہ کیا کہ ب ایک خاص اراضی پر اس غرض سے قابض رہیگا تاکہ تحصیل منافعہ سے زر قرضہ بیباق کرے۔ منافعہ کی تعداد تخمینی معین تھی۔ اور یہہ بھی شرط تھی۔ کہ اگر ب کے قبضہ مین مزاحمت ہو تو اوسوقت مین الف زر قرضہ باقی اصل و سود تاریخ قرضہ سے ادا کریگا

ب - قبضہ سے بیدخل ہوگیا - اور الف - پر بموجب معاہدہ وصول قرضہ کی نالش کی تجویز ہوئی کہ - چونکہ معاہدہ اداے قرضہ کا مبنی اصل معاہدہ پر ہے جو بوجہہ غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ثابت نہین کیا جا سکتا ب - زر متدعویہ وصول نہین کر سکتا ہے -

(مقدمہ ونکٹرا سے وو بنام پاپی - انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ہشتم صفحہ ۱۸۲)

باوجودیکہ دستاویز قرضہ تعدادی تین ہزار پانسو جسمین اراضی مکفول تھی - غیر رجسٹری شدہ تھی لیکن بغرض اثبات اقبال قرضہ کے بمقابلہ قارض اوسکی ذاتی ذمہ داری قایم کرنیکو شہادت مین قابل قبول ہے

(مقدمہ خوشحالو بنام - بہاری لال - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ششم صفحہ ۵۲۳)

عـ ۸۸ تجویز کرنا قیمت واقعی کا

ذکر بار ثبوت مین ہم یہ تحریر کر چکے ہین کہ نفس الامر مین زر مزید کا ثابت کرنا اوس شخص پر ہے جو اوس زاید رقم کا طلبگار ہو - چنانچہ مقدمات مصرحہ ذیل سے پوری پوری تشریح اسکی ہو - مقدمہ نوبت سنگھ بنام کشن سنگھ مین ہائی کورٹ الہ آباد مین یہہ واقعات ظاہر ہوئے عدالت مرافعہ اولی نے نالش نفاذ حق شفعہ کو باوجود اس تجویز کے کہ مدعی کو استحقاق مذکور

حاصل ہے - اس بنا پر ڈسمس کیا - کہ واقعی قیمت جائداد کی اوس رقم سے زیادہ ہی جو مدعی نے اپنی عرضیدعوی مین بیان کی ہے اور مدعی نے اپنے عرضیدعوی نالش مین یہ بیان نہین کیا کہ وہ اوسقدر قیمت کے ادا کرنے پر آمادہ و مستعد ہی جو قیمت واقعی عدالت تجویز کرے - بر طبق اپیل منجانب مدعی عدالت ماتحت اپیل نے ڈگری بحق نامبردہ اس شرط پر صادر کی کہ مدعی وہ رقم کثیر میعاد معین کے اندر ادا کرے - تجویز ہوئی کہ یہ ضرور نہین کہ جو عدالت ماتحت اپیل نے باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے نسبت اس معاملہ کے ہے - اوسمین دست اندازی کیجائے علی الخصوص جبکہ یادداشت اپیل دوم مین مدعا علیہ نے کوئی اعتراض ایسے اختیار کے استعمال کی نسبت نہین کیا - (مقدمہ درگا پرشاد - بنام - نوازش علی کا فرق ظاہر کیا گیا (مقدمہ نوبت سنگھ بنام کشن سنگھ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۲ -)

ایک دوسرے مقدمہ مین - منجانب وکیل ذیعلم مدعا علیہ رسپانڈنٹ کے یہہ حجت صحیح پیش ہوئی ہے - کہ دونو عدالت ماتحت فی الحقیقت تجویز کرنے مین غلطی کی ہے - کہ مدعی شفیع پر مدعا علیہ مشتری کو ادا کرنا صرف لازم تھا جو بابتہ بیع بالوفا وقت اجراے اطلاعنامجات بیعیات کے

یا فقتی لازم تہا سو ہمکو یہ تجویز کرنی ہین - کچھہ پس وپیش نہین کہ شفیع پر دربا ب نفاذ شفعہ نسبت ایک ایسے معاملہ بیع کے جو شروع مین تو معاملہ بیع بالوفا ہو - مگر بعدہ - لاکلامی ہو جاوے - ادا کرنا مشتری کیو اوس قیمت کا لازم ہے جسکے عیوض آخر الذکر مشتری لاکلامی ہو گیا ہے بلکہ وہ کل مقدار ہے جو از روے بیع بالوفا سال مہلت کے منقضی ہونے پر جبکہ معاملہ بیع بوجہہ عدم ادائے زر یا فقتی کے لاکلامی ہو گیا ہے واجب ہو (مقدمہ عاشق علی بنام متہرا کا ندو - انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد پنجم صفحہ ۸۷) اگر درصورت رہن عدالت تجویز کرے کہ وہ تعداد جسکا دعوی مرتہن نے کیا ہے واقعی واجب الادا بابتہ رہن نہ تہی - اور اوسے تعداد کا دعوی نیک نیتی سے نہین کیا گیا تہا - اور یہہ کہ وہ تعداد جائداد مرہونہ کے واجبی قیمت سے زائد تہی - تو جو تعداد مرتہن کو ملنی چاہیے وہ تعداد ایسی قیمت بازار سے نہو گی جو عدالت تجویز کردے دفعہ ۳۵ - اکٹ ۱ ؁ ۱۸۸۶ء کیپر صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے سیلکٹ کیس نمبر ۴ مین تحریر فرمایا ہے کہ جب تک اندراج زرثمن مندرجہ دستاویز مین فریب یا بد دیانتی کا ہونا ثابت

نہ کیا جاوے عدالت کو لازم نہین ہے کہ زرشن کم کرے۔

ﻋﺪ ۸۹ سود و سود در سود

مقدمۂ الٹوپرشاد بنام سکھن مین۔ عدالت ہائی کورٹ نے یہ تجویز صادر کی۔ درباب عذرات پنجم وششم اپیل کے جسکو عدالتین ماتحت سے نسبت اونکی تجویز متعلقہ زرنافیتی مدعاعلیہ اور اس امر کے کہ اونھون نے اوسکو سود و سود درسود دلانے سے انکار کیا کچھہ وجہ اختلاف کرنیکے معلوم ہوتی ہے مشتری کی یہ حجت ہے کہ نامبردہ مستحق پانے مبلغ ماعہ یعنے تعداد متذکرۂ اطلاعنامہ بیعیات کا ہے جسکی بناپر بیعیاد اوسکے رہن کا ہوا ہو۔ اور اوسنے ڈگری مورخۂ ۱۶۔ اپریل ۱۸۶۸ع پائی۔ صاحب جج یہ کہتے ہین کہ وہ ایک ڈگری یکطرفہ تہی۔ مگو کہ اوسکی روسے قبضہ مالکانہ جایداد متنازعہ کی بذریعہ بیعیات رہن کے ڈگری ہوئی ہو۔ لیکن اوسمین یہ بات صاف وصریح مندرج نہین ہے کہ یہ کارروائی بعوض زر مندرجۂ اطلاعنامہ بیعیات یعنے ماعہ کی ہوئی ہے۔ یہ حجت پیش نہین ہوئی تہی اور اسوجہ سے عدالت کو اختیار تہا کہ مقدمۂ ہذا مین اس

معاملہ پر غور و لحاظ کرتی - مگر از روئے شرائط بیعنامہ کے سود و سود در سود بعض صور تو نمین روا رکہا گیا ہے - ہمکو وجہ شک کرنیکی اسباب مین معلوم نہین ہوتی ہے کہ راہن پر اگر وہ انفکاک رہن کراتا تو ادا کرنا - سود کا بموجب شرائط دستاویز کے باوجود تجویز عدالت ہذا متعلقہ مقدمہ محولہ عدالت مرافعہ اوسے کے لازم آتا -

(ایچھمن سنگہ - بنام - پربہو لال - رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بابتہ ۱۸۸۲ع صفحہ ۳۵۸) کیونکہ اوس مقدمہ مین لینا زیادہ شرح سود کا بوجہ فسخ شرائط دستاویز کے بطور مناسب تاوان متصور ہوا تہا - مگر مقدمہ ہذا مین شرح سود از روئے شرائط دستاویز در صورت واقع ہونے نادہندی سود کے بڑہائی نہین گئی - بلکہ وہی رہی ہے اور تجویز یہ ہوئی ہے کہ بڑہانا شرح سود کا بعد فسخ شرائط کے تاوان متصور ہوتا ہے جو کچہ کہ راہن کو واسطے انفکاک جائداد کے ادا کرنا ہوتا وہی بطور معقول شفیع ہے بشرطیکہ نامبردہ جائداد کو مرتہن سے ایسی صورت مین لے کہ راہن انفکاک مین قاصر ہے - طلب کر سکتا ہے مین اسقدر اور لکہہ سکتا ہون کہ کوئی حجت فریب کے متعلق اس جو

مقدمہ کے پیش نہین کی گئی ہے یہہ بات نہین ہے کہ مرتہن نے
گویا فریبًا بوقت بیعیات وبسازش راہن کے حساب غیر صحیح دروغ
اسغرض سے مرتکب کیا کہ دعویدار کو دہوکہا ہو۔ اور وہ اپنے
شفعہ کے پیش کرنے سے محروم ہو جائے۔ پس میرے نزدیک مدعاعلیہ
مستحق پانے سود در سود کا تاریخ بیعیات سے ہے۔ مگر بعدہ اوسکو
سود در سود نہین مگر سود محض بشرح مندرجہ تمسک کے ملنا چاہیے
اور تاریخ نالش سے اوس میعاد تک جو عدالت سے شفیع کو واسطے داخل
کرنے زرثمن کے ملی۔ سود بشرح فیصدی ۶ کے دلایا جائے۔
بنائً علیہ میرے دانست مین ڈگری عدالت اپیل ماتحت مطابق
اون مراتب کے جو اوپر ظاہر کیے گئے ہین ترمیم۔ اور اپیل معہ خرچہ کے
ڈسمس ہونا چاہیے۔ (مقدمہ اُلو پرشاد۔ بنام سکھن انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد سوم صفحہ ۱۶۱) ۔ بمقدمہ مادہو سنگھ وغیرہ بنام کاشی رام وبرو
عدالت ہائی کورٹ کے یہہ واقعات ظاہر ہوئی۔ یہہ نالش ۲۷
جولائی ۱۸۸۰ع کو واسطے دلاپانے ایک رقم سالانہ (۱۴) کی بربنائے
ایک رہنامہ مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۸۸۰ع کے دائر ہوئی عدالت ہائے

ماتحت نے دعوی ڈگری کیا- اپیل مین یہ امر تجویز طلب ہی کہ مدعا علیہ
کہان تک ذمہ دار سود کا زر اصل پر ہے- زر اصل قرضہ بقدر للعہ
کے معہ سود بالاے سود بحساب فیصدی عہ ماہواری کے تہا- اوسکی
ہماری یہ راے ہے کہ بنظر ان حالات کے سود بالاے سود نہ دلانا چاہیے
ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ کے اوپر تحصیل مین فورًا مالگذاری
واجب کے ادا کرنیکی تاکید تہی- اور اس امر سے یہ فائدہ اوٹھایا گیا
کہ مدعا علیہ کو کرنے تحریر تمسک بشرح سود بالاے سود بحساب زائد
للعہ سیکڑہ سالیانہ کے راضی کیا گیا- گو اطمینان کافی بذریعہ
رہن جائداد کے بابت رقم قلیل قرضہ کے- علاوہ برین از روے شرائط
تمسک کے مدعی کو ہر وقت یہ اختیار تہا کہ تمسک کو بذریعہ نیلام کرانے
جائداد مرہونہ کے نافذ کرا نا بجاے اوسکے کہ یہہ کارروائی کرے اوسنے
دیدہ ودانستہ قرضہ کو اسوجہہ سے وصول نکیا کہ سود بالاے سود بشرح
زائد مجتمع ہوجاے- ہمارے نزدیک یہہ معاملہ ایسا سخت وخلاف
ایمان تہا- کہ نظر بہ جملہ حالات عدالت انصاف کو اوسکا پورا پورا
نافذ کرنا نامناسب وخلاف انصاف کے ہوگا یہ امر کہ عدالت کو

عدالت کو ایسے معاملات کے نافذ کرنے سے انکار کرنیکا اختیار بلا شبہ ہے اور اسناد پر مبنی ہے - اور ہم حوالہ مقدمہ کامنی سندری چودہرانی بنام کالی پرشنو گہوس انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۵ منفصلہ پریوی کونسل اور مقدمہ محولہ مقدمہ مذکور نیتن بنام کوک لا رپورٹ اپیل ہاے چانسری جلد دہم صفحہ ۳۰۹ کا حوالہ دیکتے ہین - اسی قسم کا اصول فیصلہ ایک بینچ عدالت ہذا مین بمقدمہ لالی بنام رام پرشاد انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۷ قرار دیا گیا تہا - ہم ڈگری عدالت ماتحت کو ترمیم کرتے ہین اور زر اصل للعہ معہ سود سادہ بشرح للعہ سیکڑہ سالانہ کے تاریخ ارجاع نالش تک معہ سب کے خرچہ کے ڈگری کرتے ہین (مادہو سنگہ بنام کاشی رام انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۲۸ -)

تجویز | مد ۹۰

بموجب باب ۱۷ - دفعات ۱۹۸ - لغایت ۲۰۴ ضابطہ دیوانی کے عدالت کو اپنی قلم سے تجویز تحریر کرنا چاہیے - بہت سی تجویزین جو بجاے خود معقول ہین نہایت غیر مکمل ہوتی ہین - اور ادنمین مختصر

بیان مقدمہ کا حسب منشار دفعہ ۲۰۳ ضابطۂ دیوانی نہیں لکہا جاتا ہے
بعض تجویزونمین ہر ایک گواہ کا تمام وکمال اظہار لکھنا ہوتا ہے -
یہ بالکل فضول ہے - اگرچہ یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات ضرورت
حوالہ دینے یا نقل کرنے ایک جزو بیان کسی گواہ خاص کے ضرورت ہو
لیکن حرف بحرف تکرار کرنا یا آنکہ کل گواہان پیش کردہ کے اظہارات
کا خلاصہ کرنا صرف تضیع اوقات ہے بہت سی تجویزونمین تنقیحات
مقدمہ درج نہین ہوتی ہین - نہ ہر ایک تنقیح پر علیحدہ تجویز ہوتی ہے
ہر تجویز کو بجائے خود مکمل ہونا چاہیے - تاکہ ضرورت حوالہ دینے دوسرے
کاغذکی نہو - اکثر ایک خلاصہ تقریرات یا شجرہ ابتدائی کا تجویز مین
مانع ضرورت حوالہ دینے دیگر کاغذات کا ہوگا - اور عدالت اپیل کو
اوس سے موقع ملیگا کہ اپیل کو بموجب دفعہ ۵۶۱ - ضابطۂ دیوانی
کے فیصلہ کرے - اور فریقین کو خرچہ اپیل بحث شدہ سے بچا دے

(دفعہ ۳۰ سرکلر نمبر ۳ ۱۸۹۳ء مجریہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ)

مد ۹۱ ڈگری

ڈگریان اکثر لاپروائی سے بنائی جاتی ہین - اور بلالحاظ ہدایت ہائے

مندرجہ دفعات ۲۰۶ لغایت ۲۱۶ - ضابطۂ دیوانی کے ہوتی ہین ڈگری
مین صرف دادرسی منظور شدہ کی ہونا چاہیے - اور دعوی مین تاریخ
دستاویزات نمبر کہیت حقیت متدعویہ وغیرہ درج ہونا چاہیے -
دفعات ۵۰ و ۵۱ و ۲۰۶ - کو دیکھنا چاہیے - مقدمات شفع وہن
مین زر واجب الادا و تاریخ جسکو یا جسکے قبل وہ روپیہ ادا کرنا چاہیے
صاف طور پر ڈگری مین درج ہونا چاہیے - جبکہ جائداد بموجب دفعہ
اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء قابل نیلام قرار دیجائے تو ڈگری مین صراحت
جائداد و تاریخ اداے دین کی ہونا چاہیے - اور یہ ظاہر کرنا چاہیے
کہ جائداد جو نیلام ہوتی ہے اون تمام دیون سے جو بعد اوس تاریخ
کے پیدا ہوے ہون مبرا ہے - ڈگری کو چاہیے کہ بجاے خود ایک
ایک کمل اور مطلب خیز دستاویز ہو - تاکہ نتیجہ مقدمہ کے ثابت
کرنے مین صرف ڈگری کافی ہو - جسطرح پر کہ اکثر معمولی طریقے سے
ڈگریان بنائی جاتی ہین اونمین اکثر اوسکی ضرورت ہوتی ہے کہ اوسکے
معنے سمجھنے کے لیے تجویز دیکھی جاے - (دفعہ ۲۰۶ سرکلر نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۲ء مذکورہ بالا)
اب بموجب دفعات ۸۶ و ۸۸ و ۹۱ - اکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ڈگری یونکی

مطبوعہ فارم عدالتوںمین جاری ہین - لیکن بعض مقدمون مین بوجہ
لاپروائی ڈگری نویسون کے پورے طور سے خانہ پُری اوسکی باحتیاط
نہین ہوتی ہے - ملک اوده مین بموجب دفعہ ۱۴۷ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۶ع
ڈگری مقدمہ شفعہ مین یہ امر لازمی ہے کہ جج مقدمہ ڈگری مین
وہ دن تحریر کرے جسدن کو یا جسکی قبل زرثمن یا تعداد باقیمنی شدی
یا مرتہن ادا کیجائے - واضح رہے کہ یہ امر لازمی ہے کہ اوسکی فروگذاشت
سے ڈگری بے معنی ہوجائیگی - لیکن کوئی میعاد خاص قانوناً مقرر نہین ہے
عدالت اپنے اختیار تمیزی سے بلحاظ نوعیت ہر ایک مقدمہ کے
زمانہ ادائے زرثمن کا مقرر کریگی -

مد ۹۲ وقت ادخال زرثمن ورنتیجہ نہ ادا کرنیکا

عدالت بروقت صادر کرنے ڈگری حق شفعہ کے مجاز ہے کہ مدعیکو
اسبات کا پابند کرے کہ زرثمن ایک میعاد مقررہ کے اندر داخل کرے
اگر ڈگریدار تعمیل حکم عدالت مین و نیز اوس شرط کے ایفاء مین جسکا
وہ بذریعہ ڈگری پابند کیا گیا ہے - قصور کرے تو ایسی حالت مین ڈگری
ساقط الاثر ہوجائیگی - ورنہ بہ تعمیل شرط مذکور ڈگری قطعی ہوگی

عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی کہ میعاد مندرجہ ڈگری کے گذرنے پر ڈگری ناطق نہین ہوتی - بلکہ باوصف اسکے کہ فیصلہ عدالت ابتدائی عدالت اپیل سے بحال رکھا جاوے - ڈگری اوسوقت تک ناطق ہوگی جب تک کہ میعاد اپیل خاص کی منقضی نہو جاوے - اور اگر ایسا اپیل دائر ہوا ہو تو جب تک وہ فیصل نہو جاوے ڈگری قطعی نہین ہوتی ہے (مقدمہ شیخ عید بخش علی بنام مکوتالی نالی انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۳۲)

ایک اور دوسرے مقدمہ مین مدعی نے ڈگری بشرط ادائی زرثمن اندر ایک میعاد مقررہ کے حاصل کی - لیکن بموجب شرط محولہ کے ادائے زرثمن مین قاصر رہا - عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی کہ ڈگری دار کا حق ساقط ہوگیا - اور یہی تجویز ہوا کہ جبکہ ڈگری محولہ بالا مین شرط تھی کہ بعد وقت مقررہ کے ڈگری ناطق ہوجائیگی تو جسوقت وہ ڈگری عدالت اپیل سے بحال رہی عام اس سے کہ اپیل خاص منجانب فریق ثانی بنام ڈگریدار دائر ہوا ہو - ڈگری ناطق ہوگی اور بناءً علیہ اپیل خاص واپس لیا گیا - (مقدمہ ہنگن خان بنام گنگا پرشاد انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۵۲) -

ایک ڈگری مصدرہ نالش نفاذ حق شفعہ مورخہ ۱۲- دسمبر ۱۸۷۹ع
مین حکم تہا کہ ۳۰- دن کے اندر زرثمن ادا کرکے مدعی قبضہ جائداد پر
حاصل کرے- لیکن اگر زر مذکور ادا نکیا جائیگا تو نالش ڈسمس ہو گی
میعاد مصرحۂ ڈگری نسبت ادائے زرثمن ۱۱- جنوری مابعد کو منقضی
ہوئی- اور وہ دن جب ڈگری صادر کیگئی شمار نہین کیا گیا تہا-
وہ دن یکشنبہ تہا مدعی نے زرثمن عدالت مین دوسرے روز یعنے ۱۲
جنوری کو داخل کیا- ہائی کورٹ سے تجویز ہوئی کہ چونکہ شمار کرنے مین
اوس میعاد کے جو ڈگری مین نسبت ادائے زرثمن کے معین ہے وہ دن
جب ڈگری صادر کیگئی محسوب ہونا چاہیے- نہ میعاد مذکور کا روز آخر
کیونکہ وہ دن یکشنبہ تہا- لہذا مدعی نے اوس شرط کی تعمیل کر دی تہی
جو اوسکے ذمہ از روے ڈگری عاید کیگئی- تجویز ضمنی- اگر مدعی
فی الحقیقت تیس دن کے اندر حسب ہدایت ڈگری زرثمن داخل کرنے مین قاصر رہتا
تو نالش نامبردہ لائق ڈسمس کے ہوتی- کیونکہ نامبردہ اوس تاریخ سے
جب ڈگری ناطق ہوگی میعاد مذکور کے شمار کرانیکا دعوی نہین کر سکتا
تہا (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۸۰-) مقدمہ دیبی دین رائے

بنام محمد علی وغیرہ) مقدمہ محولہ بالا کے اجرائے ڈگری مین بموجب
دفعہ ۲۴۴ ۔ ضابطۂ دیوانی یہ بحث پیش ہوئی کہ نالش مدعی نفاذ حق
شفعہ سے ڈگری بمضمون مندرجہ دفعہ ۲۱۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی
حاصل کی ۔ جبکہ مدعی نے زرثمن عدالت مین داخل کیا تو مدعا علیہم نے
صیغۂ اجرائے ڈگری مین یہہ عذر کیا کہ روپیہ بابین میعاد داخل نہین ہوا
عدالت صادر کنندۂ ڈگری نے عذرداری نامنظور کی ۔ مدعا علیہم نے
مشعر نامنظوری عذرداری کے ناراضی سے اپیل کیا نامبردگان نے
پیشتر ڈگری کی ناراضی سے اپیل کیا تھا ۔ عدالت مرافعۂ ثانی نے
دونون اپیل کی سماعت ایک ساتھہ کی ۔ اور بدین تجویز کہ زرثمن
بابین میعاد عدالت مین جمع نہین ہوا ۔ ڈگری کو مسترد کر کے عذر
داری کو منظور کیا ۔ مدعی نے ہائی کورٹ مین بناراضی ڈگری عدالت
مرافعۂ ثانی رجوع کیا ۔ جو منظور ہوا ۔ نامبردہ نے حکم عدالت اپیل
مشعر نامنظوری عذرداری کی ناراضی سے بھی اپیل کیا لیکن یہ اپیل
بوجہہ لاحق ہونے تمادی کے نامنظور ہوا ۔ اور حکم مذکور قطعی ہو گیا
بتجویز ہوئی ۔ چونکہ یہ بحث کہ آیا زرثمن عدالت مین بابین میعاد کے

مدعی نے ادا کیا - یا نہین - ایسی نہین ہے جو اجرا ڈگری سے حسب
مراد دفعہ ۲۴۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی تعلق رکھتی ہو - بلکہ ایسی ہے
کہ جسکی تجویز خود نالش مین ہونی چاہیے - لہذا کارروائی معاداے
متعلق بحث مذکور بیجا طور پر ہوئی اور حکم مذکور بالغ سماعت اپیل دویم
مرجوعۂ مدعی نہین (مقدمۂ محمد علی وغیرہ بنام دیبی دین راے انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

مد ۹۳ مجرائی خرچہ زرثمن مین

ڈگری نالش نفاذ حق شفعہ مین مطابق احکام دفعہ ۲۱۴ - مجموعۂ
ضابطۂ دیوانی یہ ہدایت ہوگئی تھی کہ مدعی قبضہ جائداد کا اور خرچہ نالش
مدعاعلیہم (بالغ خریدار) سے بہ شرط ادا کرے زرثمن کے اندر میعاد معینہ
کی حاصل کرے لیکن اگر ادا نکرے تو نالش ڈسمس ہو مدعی اندر میعاد معینہ کے زرثمن
بہ منہائی کسیقدر روپیہ کے جو اوس رقم سے کم تہا جو اوسکو بطور خرچہ کے دلائی گئی تھی
داخل کیا - بعد ازان نابرد نے واسطے حصول قبضہ جائداد مذکور کے بصیغۂ اجرا ڈگری اور واسطے وصول
اوس خرچہ کے جو اوسکو دلایا گیا تہا - منہائی خرچ وغیرہ سود زرثمن کے
اوس خرچہ کی استدعا کی - تجویز ہوئی کہ بمشابہت دفعات ۲۲۱

و ۲۲۷ مجموعہ ضابطۂ دیوانی کے اصول قرین انصاف مجرائی کے متعلق کرکے مدعی مستحق منہا کرنے اوس رقم کا جو اوسکو بموجب ڈگری کے بطور خرچہ کے دیدی گئی تھی بوقت جمع کرنے زرثمن مندرجہ ڈگری کے تھا۔ پس ڈگری مذکور اسوجہ سے باطل اور کالعدم نہیں ہوئی کہ نامبردہ نے کل زرثمن اندر میعاد معینہ کے جمع نہیں کیا۔ مقدمات (وگمری دیبی۔ بنام۔ السان چندر سین ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۳۰) (دگمبر سن بخشی بنام سری سندر ناتھ چودہری۔ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶) (دہرنا تھ داس بنام جگیندر ناتھ۔ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمۂ الیسری ڈگر میدار۔ بنام۔ گوپال سرن وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۵۱)

دفعہ ۹۴ محنتانۂ وکلا

بموجب اینڈکس B بک سرکلر نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۱ء صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ محنتانۂ وکلا بشرح ذیل شمار کیا جائیگا۔ ۱۔ جملہ مقدمات نمبری یا اپیل منفصلہ عدالت دیوانی کے بابتہ زرنقد یا اور جائداد خاص یا اراضی ودیگر جائداد منقولہ کے گو وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر تعداد یا قیمت شے متدعویہ کی پانچہزار سے متجاوز نہو تو فیصدی صہ

۲ اگر تعداد یا قیمت پانچہزار سے زاید اور بیس ہزار سے متجاوز نہو تو فیصدی دو روپیہ ۳ زاید بیس ہزار سے پچاس ہزار تک اور ہر بیس ہزار کی بشرح بالا اور بالبقی پر فیصدی عہ ۴ اسیطور سی پچاس ہزار تک فیصد عہ اور زاید پر اسی ہزار تک فیصد ۵ اگر تعداد یا قیمت اسی ہزار سے متجاوز ہو تو ہزار روپیہ محنتانہ دلایا جائے ۶ دیگر مقدماتمین (سیوا نمبری مقدمات) شرح محنتانہ کی ۱/۴ چہارم اوس شرح کے ہوگی جو واسطے مقدمات نمبری کے مقرر ہے۔ لیکن جب مقدمہ بازدائر ہوکر دوبارہ سماعت کیا جائے تو پورا محنتانہ دلایا جائیگا۔ لیکن کسی مقدمہ مین ایک فریق کیجانب ایک وکیل سے زاید کا محنتانہ شمار نکیا جائیگا۔ البتہ وکیل باخود ہارسدی محنتانہ قرارداد کرنیکا اختیار ہوگا۔ لیکن ایسے قرارداد کا درج وکالت نامہ ہونا ضروری نہین ہے۔ اور ایسا معاہدہ بذریعہ نالش نمبری نافذ کرایا جاسکتا ہے ۷ محنتانہ کے لگانیمین لفظ وہ تعداد کا مفہوم مالیت شے متدعویہ کے بروے نرخ بازاری اور جو مالیت شے متدعویہ کی درج عرضیدعوی ہوا ہی پر محنتانہ

لگانا چاہیے - جب تک کہ وہ تعداد متنازعہ نہو - کیونکہ ایسی حالت مین
جومالیت تحقیقات ہو کر دریافت ہو اوسپر شمار محنتانہ کا کیا جاٰئیگا
عدالت باوجود قواعد مندرجہ بالا کے اگر کسی خاص مقدمہ مین اعلی
شرح یا ادنی شرح سے محنتانہ لگادے تو عدالت کو اپنی تجویز مین
وجوہ ایسا کرنیکی دلائل لکھنی چاہئی - اگر کسی مقدمہ مین تخمینہ مالیت
شے متدعویہ کا بروئے قیمت نہو سکتا ہو یا قیمت تعین کرنیکے قابل نہو
تو یا تو عدالت تعداد ڈگری شدہ پر محنتانہ لگاویگی یا اوس مالیت
پر جو بموجب دفعہ ۷ - کورٹ فیس ایکٹ تشخیص ہوی ہو یا ایک تعداد
معقول جو عدالت مناسب تجویز کرے - الّا اوسوقت مین زمانہ
پیروکاری دوران کارروائی اور نوعیت عذرات پیش شدہ کا لحاظ
کیا جائیگا - ایک مقدمۂ شفعہ مین ہائی کورٹ الہ آباد نے یہہ تجویز
صادر کی جب کہ عدالت کو یہہ معلوم ہوا تہا کہ قیمت واقعی جائداد کی
اوس مقدار سے کم نہ تہی جو بیعنامہ مین لکہی گئی - اور عدالت نے مدعیکو
ڈگری دی تو ایسی حالت مین تعداد واجب الادا محنتانہ وکیل
مدعی کے اوپر اوس تعداد قیمت کے نہ لگانا چاہیے ہی جو تعداد غلط

غلط ثابت ہوئی ہے - نہ اوپر تعداد اسٹام کے جو عرضیدعوی پر لگایا گیا تھا - بلکہ اوس قیمت جائداد واقعی کے چاہیے جو عدالت کو ثابت ہووے - (مقدمہ دیبی سنگہہ بنام بہوپ سنگہہ انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۹۰)

مد ۹۵ اجراے ڈگری وسقوط ڈگری

ایک ڈگری عدالت ابتدائی مقدمہ حق شفعہ مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۹ء مین یہ حکم تہا کہ بشرط داخل ہونے زرثمن کے اندر ایک مہینہ کے اوس تاریخ سے جبکہ ڈگری قطعی ہو ڈگریدار کو چاہیے کہ قبضہ جائداد متدعویہ کا حاصل کرے - اگر ڈگریدار میعاد معینہ کے اندر روپیہ داخل کرنے مین قاصر رہے تو ڈگری ساقط ہو جائیگی - بائع نے اس ڈگری کا اپیل کیا جو خود اوسکی درخواست پر ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء کو داخل دفتر ہوئی - تجویز ہوئی کہ یہ خیال کرکے کہ حکم عدالت اپیل کا بوجہ اسکے کہ اوسنے خرچہ ڈگریدار کو نہین دلایا ایک وجہ اپیل ثانی کے روبرو ہائیکورٹ کے تہی کیونکہ ڈگری مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۹ء کو نتیجہ اپیل سے کوئی اثر نہین پہونچا تہا کیونکہ ڈگری مذکور ۱۸ دسمبر ۱۸۸۰ء کو جب اپیل کا بازدعوی ہوا قطعی ہوگئی تہی

نہ کہ بروقت گذرنے ایک مہینہ اور ۹ یوم کے تاریخ حکم عدالت اپیل مورخہ ۱۸ استمبر ۱۸۷۹ء سے (مقدمہ نرائن داس بنام لچھمن سنگھ انڈین لار پورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۳۵) یہ مسئلہ اکثر بحث طلب ہوتا ہی ونیز فیصلہ جات ہای کورٹ سے مختلف موجود ہین کہ فیصلہ اجرائے ڈگری مین مسئلہ (امر تجویز شدہ) بالغ ہے یا نہین۔ چنانچہ جوڈیشل کمشنر اودہ نے سلکٹ نمبر ۱۳۱۔ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۸۴ء مین اسکا فیصلہ فرمایا ہے۔ چنانچہ واقعات اس مقدمہ کے یہہ مین (مقدمہ کھیم کرن۔ بنام۔ پرمانند و مسماۃ شاہ بی بی یہ ایک درخواست اجرائے ڈگری کی منجانب پرمانند ہے جس سے اوس ڈگری کو خرید کیا۔ جو رمضان علی نے اوپر کھیم کرن کے حاصل کی تہی۔ کھیم کرن نے یہ استدعا کی کہ اوسکو اس امر کی اجازت دیجائے کہ وہ اپنی ڈگری سابقہ کو جو اوسنے بمقابلہ رمضان علی اور تین اور شخصون کے حاصل کی تہی۔ مجرا کرے۔ عدالت ابتدائی نے اس استدعا کو نامنظور فرمایا لیکن عدالت اپیل نے بوجہہ عارضہ مسئلہ امر تجویز شدہ دفعہ ۱۳۰) کے فیصلہ ماتحت کو منسوخ کیا۔

تجویز ہوئی کہ مسئلہ امر تجویز شدہ مندرجہ دفعہ ۱۳ - مقدمات اجرائے ڈگری سے متعلق نہیں ہے - اور دفعہ ۲۴۳ ضابطۂ دیوانی منتقل الیہ ڈگری پر حاوی ہے - اور اتفاقاً اصل ڈگریدار اوسکا پابند ہے اور کہیم کرن مجاز اسکا تہا کہ وہ اپنی ڈگری کو بمقابلہ تنہا رمضا لغلی کے نافذ کرتا اور کوئی امر مانع اسکا نہ تہا کہ کہیم کرن مجرائی اوس ڈگری کی نکرتا جو رمضا لغلی کے مقابلہ مین پیش ہے نظیر مقدمہ روپ کنوری - بنام - کرپال سوکل مندرجہ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۴۱ کی تقلید کی گئی - اور نظیر لکھن بنام نرائن سنگھ - مندرجہ انڈین لارپورٹ صفحہ ۱۷۳ - اور نظیر مقدمہ سنجو ناتھ بدرا بہاٹ بنام بکیس گوندشان بہائی مندرجہ انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ششم صفحہ ۱۵۴ - اور مقدمہ ہردیال گوہو بنام دین دیال گوہو مندرجہ انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۷۴ کا حوالہ دیا گیا -

مد ۹۶ التوائے اجرائے ڈگری

بینا راضی ایسے حکم کے جو حسب دفعہ ۲۴۳ - مجموعۂ ضابطۂ دیوانی

مشعر التوائے ڈگری تا بدوران ایک نالش مابین ڈگری دار
ومدیون ڈگری کے صادر ہوا ہو اپیل ہوسکتا ہی - از روئے الفاظ
عدالت مذکور سوقوعہ دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے استعمال
اختیارات عطیہ دفعہ مذکور صرف اون ڈگریات پر محدود نہین ہے
جو مصدرہ اوس عدالت کے ہون جسمین نالش مذکور دائر ہے - بلکہ
باعتبار دفعہ ۲۳۵ (د) و ۵۱۸ و ۵۴۳ کے عدالت مذکور مجاز ہے
کہ اون ڈگریات کے اجرا کو ملتوی کرے - جو عدالت مذکور مین
بغرض اجرا کے کسی عدالت ہم اختیار سماعت یا عدالت اپیل سے منتقل
ہو کر آئی ہون مدعی نے ایک نالش بنام مدعی علیہ واسطے دلا پانے
زر نقد اور دیگر دادرسی کے دائر کی - جو آخر کار بصیغہ اپیل ہائی کورٹ
سے ڈسمس ہوئی - اور مدعیکو حکم ہوا کہ ہزار روپیہ بطور خرچہ
نالش کے مدعی علیہ کو ادا کرے بعد ازان مدعی نے یہ نالش بنام
مدعی علیہ کے عدالت جج ماتحت فرخ آباد مین دائر کی - اور دوران
نالش مذکور مین مدعی علیہ نے عدالت مین درخواست واسطے اجرائے
ڈگری خرچہ کے پیش کی - برطبق اوسکے مدعی نے درخواست التوائے

اجرائے ڈگری کے گذرانی - اور اوسکی درخواست مرافعہ ادنی سے نامنظور

ہوئی - لیکن عدالت ضلع سے منظور کیگئی - اپیل منجانب مدعی علیہ کے

عدالت ہائی کورٹ مین یہہ تجویز کی کہ بنا اصلی حکم مذکور کے اپیل سکتا ہو

اور حکم صاحب جج کا صحیح ہے - مقدمہ مسماۃ بی بی بنام - پیر نور خان

ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۹۲ (اسمٰعیل مدعی علیہ بنام گوپی مدعی انڈین لا رپورٹ

الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۳۸۹)

مد ۹۷ تقسیم جائداد مشترکہ

ہر ایسا شخص جو جائداد کو بذریعہ ڈگری حق شفعہ کے حاصل کرے وہ مثل اصل مالک کے بہ پابندی احصل دفعہ ۴۴ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ہو جاتا ہے - بس بموجب دفعہ مذکور اوسکے منصب تقسیم کرنے جائداد کا ہو جاتا ہی - لیکن واضح رہے کہ بموجب دفعہ ۲۶۵ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء اگر ڈگری بابتہ تقسیم یا علیحدگی قبضہ حصہ محال غیر منقسمہ کے کہ جسکی مالگذاری سرکار مین دیجاتی ہے - صادر ہوئی ہو - تو تقسیم محال وعلیحدگی حصہ کی معرفت صاحب کلکٹر کے مطابق اوس قانون کے عمل مین آویگی - جو بغرض تقسیم وعلیحدہ کرنے دخلی حصص ایسے محالات کے

اوسوقت نفاذ پذیر ہو لیکن بموجب دفعہ ۲۹۶ - اکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے جو جائداد غیر منقولہ کہ مالگذاری سرکار ہو اوسکی تقسیم کا اختیار عدالت دیوانی کو حاصل ہے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۸۱ع گنیش لال بنام سیتل لال وغیرہ مین باتصواب صاحب جج ضلع فیض آباد کے حسب دفعہ ۲۱۷ - اکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے یہہ قاعدہ مقرر فرمایا - کہ لگان جو سیر سے ملتا ہو وہ مالگذاری (یعنے زر جمع) نہین ہے اور نہ سیر پر تعریف محال کی صادق ہے زر مقررہ جسکے ادا کرنے کا سیردار ذمہ دار ہے ایک لگان ہے گو مطالبہ گورنمنٹ محولہ بالا ایک علامت ظاہری تشخیص لگان کی ہے میری رائے مین رائے صاحب جج کی صحیح ہے - اور مین موافق اوسکے جواب استفسار کا دیتا ہون - ۲۴ - اپریل سنہ ۱۸۸۱ع - عدالت ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ داسودمصر بنام سیتا بنی مصرائن - تجویز کیا - ضرور ہے کہ محالات مالگذاری بذریعہ کلکٹر کے تقسیم کیے جاوین - اور اونکے زمین عدالت دیوانی تقسیم نہین کرسکتی ہے (کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۰۷) اس مقام پر احتیاطاً ایک مقدمہ منفصلہ ہائیکورٹ بغرض اظہار اصول منضبطہ قانون تقسیم جائداد

تحریر کیا جاتا ہے۔ جس سے مطلب یہہ ہے کہ جو جائداد عدالت دیوانی سے قابل تقسیم ہے وہ ان اصول کے تابع کیجا سکتی ہے۔ جب تک کوئی خاص وجہ واقع ہو۔ ایسی ہندو بیوہ لاولد جسنے اپنے شوہر متوفی سے حصہ محال کو پایا ہو۔ درحالیکہ حصہ نامبردہ اوسکی جائداد علیحدہ شدہ ہو اور جسکا نام بطور حصہ دار محال کے مندرج کاغذات ہے حسب احکام دفعہ ۱۰۸۔ اکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کے مستحق دعوی بٹوارہ کامل اپنے حصہ کے اوسیقدر ہے۔ جیسا کوئی اور حصہ دار مندرجہ کاغذات ہو۔ اور یہہ امر کہ شاید مسماۃ مذکورہ بغیر تقسیم اپنی جائداد کو۔ خلاف شاستر ہنود منتقل کرے۔ تابع اوسکی حق بٹوارہ کے بطور حصہ دار کے نہیں ہے۔ اگر مسماۃ مذکور اپنے حصہ کی نسبت کوئی کارروائی خلاف شاستر کے کریگی۔ تو اون اشخاص کو جو زمان مابعدمیں اپنے حقوق کے تحفظ کا اختیار ہوگا۔

(مقدمہ جیتنا کنور۔ بنام۔ چین سکھ۔ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۰)

۹۸ تقسیم زرثمن مشتریان مشترک میں

جس حالت میں کہ ایک حصہ دار کے بیٹی کا منجانب حصہ دار قابض ہے

شخص اجنبی فروخت ہو - اور دو باقی حصہ داران مساوی واقع ہیں مذکور بذریعہ اندراج کاغذات دیہی مستحق حق تقسیم ہون تو ایسی صورت مین عدالت ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کیا - کہ ایسے حصہ داران مستحق اسکے ہین کہ حقیت منتقلہ مین ایک ثلث یا الضعف نصف (جیسی صورت ہو) پاوین عدالت ہائی کورٹ نے اپنے ڈگری مین ایک وقت مقرر کر دیا کہ جسکے اندر شفیعونکو حکم داخل کرنے اپنے اپنے حصۂ رسدی زرثمن مقررشدہ کا حکم دیا جسکے ساتھہ یہہ حکم شرطی تھا کہ اگر کوئی ایک شفیع اپنے حصہ کا روپیہ داخل نکریگا تو اور شفیع اگر اوسکے حصہ کا روپیہ دیدیگا تو مستحق اوسکے حصہ کا ہو جائیگا

(مقدمہ مہابیر پرشاد - بنام - دیبی دیال انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۲۹۱)

مد ۹۹ بیچنا ڈگری حق شفعہ کا

ایک اپیل مین یہہ واقعات ظاہر ہوے کہ رسپانڈنٹان مقدمہ ہذا نے ایک ڈگری شفعہ بتاریخ ۳۰ - جون ۱۸۸۳ء حاصل کی جسکے مضمون کے بموجب زرثمن کا عدالت مین دو مہینے کے اندر ڈگری کے ناطق ہونیکی تاریخ سے داخل ہونا قرار پایا - اپیل ڈگری ہذا

کا عدالت ہائی کورٹ مین ہو سکتا تہا - مگر قبل انقضاے میعاد
حد سماعت اپیل معینہ قانون کے ہائی کورٹ بوجہ بڑی تعطیل
کے بند ہوگئی اور ۱۹ نومبر ۱۸۸۳ء کے پہلے نہ کہلی - اس روز کوئی
اپیل رجوع نہوا بتاریخ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء رسپانڈنٹان نے ایک
بیعنامہ تحریر کیا جسکی رو سے اونہون نے جائداد (جس سے ڈگری
مورخہ ۳۰ - جون ۱۸۸۳ء متعلق تہی) طرف ایک شخص امبکا پرشاد
نامی کے منتقل کی اوسی روز رسپانڈنٹان نے درخواست اجراے
ڈگری گذرانی اور بعد تذکرہ اس امر کے کہ نامبردگان نے جائداد
مندرجہ ڈگری بدست امبکا پرشاد بیع کردی ہے - یہہ استدعا
کی کہ شخص آخر الذکر کو زرثمن جمع کرنیکا حکم دیا جاے اور نامبردگان
(ڈگریداران) کو قبضہ دلایا جاے تاکہ وہ قبضہ جائداد کا مشتری
جدید کے حوالہ کردین عدالت ماتحت نے روپیہ کا جمع ہونا اور ڈگریکا
اجراء عمل مین آنا حسب طریقہ مستدعیہ کے منظور کیا - موجبات اپیل
مین مدیون ڈگری نے اعادہ اون اعتراضات کا کیا جو عدالت
ماتحت مین پیش کیے گئے تہے - مگر سرسبز نہوے - اولاً یہہ حجت

ہوئی کہ زرثمن جو ساتھہ درخواست مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء کے
جمع کیا گیا - اندر میعاد معینہ ڈگری کے جمع نہین ہوا اسو یہہ سمجھنا
ضرور ہے کہ ڈگری ناقابل اجرا منجانب شفیع از روے احکام دفعہ
۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوگئی ہے - ثانیاً یہہ حجت ہیکہ بہ حجت
کارروائی رسپانڈنٹیان درباب تحریر کرنے بیعنامہ مورخہ ۲۹
نومبر ۱۸۸۳ء قبل اسکے کہ خود اوسکو قبضہ از روے ڈگری کے ملا
حق شفیع ڈگریدار کا ناجائز ہوگیا - اور ڈگری ناقابل نفاذ ہوگئی
اور بتائید اس حجت کے اونہون نے استدلال اوپر مقدمہ (رجو
بنام لال ہن کے کیا - منشی ہنومان پرشاد و منشی سکھہ رام
منجانب اپیلانٹ ٹی کانلن صاحب سنیر وکیل سرکار (لالہ جوالا
پرشاد) منجانب رسپانڈنٹان) عدالت (محمود صاحب جسٹس
و ڈیونہاییٹ صاحب جسٹس) نے تجویز ذیل صادر کی محمود صاحب
جسٹس نے بعد بیان کرنے واقعات کے فرمایا کہ ہمکو کچھہ پس و
پیش یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ شق اول تقریر کی جو ہمارے
روبرو منجانب اپیلانٹ بیان ہوئی غیر صحیح ہے دفعہ ۵ کو ساتھ

مد ۶ اضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت سنہ (۱۸۵۹ء کے پڑھنے سے کچھ شک نہین ہوسکتا کہ میعاد حد سماعت واسطے رجوع ہونے اپیل بنا راضی ڈگری سورخہ ۳۰ - جون ۱۸۷۳ء کے ۱۹ - نومبر ۱۸۷۳ء تک جسروز یہہ عدالت کہلی منقضی نہین ہوئی اور اسوجہہ سے یہہ سمجہا نہین جاسکتا کہ ڈگری اوس تاریخ سے پہلے ناطق ہوگئی تہی - یہ امر زیر تجویز ہمارا تابع عمل اوس اصول کے ہے جو اس عدالت سے مقدمہ شیخ عیوض علی بنام مکو نابالغ - مین قایم ہوا ہے سو بہ پابندی اوس تجویز کے ہم اول دو عذرات اپیل کو نامنظور کرتے ہین - لیکن دوسری حجت جسکی نسبت باقی عذرات اپیل مین ایک امر کسیقدر باریک ہے مقدمہ رجو بنام لال من - اس عدالت سے یہہ اصول قایم ہوا ہے کہ جب کوئی شفیع اپنے دعوی شفعہ کے سرسبز ہونے سے پہلے جائداد مشفوعہ کو کسی ایسے طور پر جو خلاف غرض نالش شفعہ کے ہو منتقل کرے تو تاثیر ایسے انتقال کی یہہ ہوتی ہے کہ حق شفعہ زائل ہوجاتا ہے اور اسوجہہ سے ضرور ہے کہ نالش شفعہ ڈسمس کیجائے اور مقدمہ عنہ

مطبوعہ بابو سرجو پرشاد بنام جمنا پرشاد — مین اسٹریٹ
صاحب جسٹس اور شرل صاحب جسٹس نے یہ قاعدہ قایم کیا کہ ہرگاہ ڈگری
شفعہ محض ذاتی قسم کی ہوتی ہے تو وہ اسطور پر منتقل نہین ہوسکتی
کہ مشتری مستحق اوسکے جاری کرانیکا ہو — وکلاء ذیعلم اپیلانٹ
کی یہ حجت ہے کہ جو اصول ان دونون تجویزون مین ظاہر ہوا ہے
وہ مقدمہ ہذا پر حاوی ہے کیونکہ کارروائی شفیع ڈگریدار کی
درباب منتقل کرنے جائداد مشفوعہ مندرجہ ڈگری بذریعہ تحریر بیعنامہ
مورخہ ۲۹ — نومبر ۱۸۸۳ع دراصل بمنزلہ انتقال خود ڈگری کے
ہی اور اسوجہ سے تاثیر اوسکی یہ ہونی چاہیے کہ حق شفعہ ڈگریدار
کا درباب جاری کرانے ڈگری کے ساقط ہوجائے ہماری یہ
رائے ہے کہ یہ حجت گو کہ بظاہر معقول ہے لیکن وہ وقعت اصلی نہین
رکھتی مقدمہ رجو بنام لال من — مین انتقال منجانب مدعی شفیع
قبل ڈگری ہونے اوسکی نالش کے ہوا تھا اور مقدمہ سرجو پرشاد
بنام جمنا پرشاد — مین وہ شخص جو مستدعی اجراے ڈگری ہوا تھا شفیع
ڈگریدار نہ تھا بلکہ وہ شخص تھا جسکی طرف ڈگری منتقل ہوئی تھی اسکو ان

قواعد سے جو اون دونون مقدمات مین قایم ہوے ہین تعلق ہی لیکن اون مقدمون مین بہ اعتبار اصول کے مقدمہ زیر تجویز ہمارے سی فرق ہے۔ منجملہ مقدمات مذکورہ کے مقدمہ اول الذکر مین حجت یہ تھی کہ آیا ایسے مدعی شفیع کو جو خود مرتکب خلاف ورزی حق شفعہ کا نسبت جایداد متنازعہ کے ہوا تھا ڈگری شفع کی حاصل ہونی دینی چاہیے اور تاثیر تجویز آخر الذکر کی یہ ہے کہ یہ اصول بحال رکھا گیا کہ کوئی ڈگری عدالت کی جو نالش شفعہ مین صادر ہوئی ہو اسطور پر منتقل نہین ہو سکتی کہ منتقل الیہ کو حق حصول قبضہ جایداد مشفوعہ کا بذریعہ اجرا اوس ڈگری کے حاصل ہو۔ یہ مقدمہ جواب زیر تجویز ہماری ہے ایسا ہے کہ جسمین شفیع کا حق شفعہ بذریعہ ڈگری کے جو قبل تحریر بیعنامہ مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء کے ناطق ہو گئی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا تھا اور از روے بیعنامہ مذکور کے ڈگری نہین بلکہ وہ جایداد منتقل ہوئی ہے جسکے قبضہ مالکیت کی نسبت شفیع ڈگریدار صرف بقید اس شرط کی مستحق تھا کہ زرثمن بین المیعاد ادا کر دے اور واسطے اغراض اپیل ہذا تجویز اس امر کی ضرور نہین کہ

آیا بیعنامہ جائز ہے - کیونکہ یہہ ایک ایسی حجت ہے کہ اگر کبھی پیش ہو
تو تجویز ناطق اوسکی صرف ایک نالش مابین شفیع ڈگریدار اور اسبکا
پرشاد اوسکی شفیع کے ہوسکتی ہے جب تک شخص آخرالذکر مستدعی
اجراے ڈگری کا نہو یہہ معاملہ بطور ایک ایسی حجت متعلقہ اجراے ڈگری
کے متصور نہیں ہوسکتا جو داخل مخوار دفعہ ۲۴۴ مجموعہ دیوانی
کے ہو - فریقین ڈگری پر پابندی مضمون ڈگری ہی کی لازم ہے
اور عدالت جاری کنندہ ڈگری کو کچھہ اختیار اوسکی خارج لحاظ
کرنے یا اوسکو مسترد قرار دینے یا ایسی حجتون کو دیکھنے کا نہین ہے
جو منشائی ڈگری سے باہر ہین لیس رد ئی قواعد ضابطہ کے عدالت
ماتحت کو سماعت اعتراضات مدیون ڈگری اپیلانٹ کی جہانتک
کہ وہ بیعنامہ نوشتہ شفیع ڈگریدار پر مبنی تہی جو اجراے ڈگری
کی استدعا کر نہین بجا آوری اوسکے مضمون کی کرتا تہا ممنوع تہی
اور نہ یہ بات متصور ہوسکتی ہے کہ ڈگری اسوجہ سے مسترد ہوگئی کہ
روپیہ اسبکا پرشاد نے منجانب شفیع ڈگریدار کے داخل کیا حسب مضمون
ڈگری کے اپیلانٹ کو صرف یہی حق حاصل تہا کہ قبل دینے قبضہ جائداد

مشفوعہ کے ڈگری دار کو زرثمن وصول کر لیتا اور ڈگری دار نہ کہ امبکا پرشاد
وہ شخص ہے جو از روئے اوس کارروائی کے جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے
مستدعی حصول قبضہ جائداد کا ہے اور یہ بات کچھہ اہم نہیں کہ زرثمن شخص
آخر الذکر نے منجانب شخص اول الذکر کے داخل کیا ہے کیونکہ یہہ ظاہر ہے
کہ شفیع ڈگری دار نہ کہ امبکا پرشاد وہ شخص ہے جسکو اجرائے ڈگری مین قبضہ
ملنا ضرور ہے - اور اگر امبکا پرشاد کو کچھہ حقوق جائز از روئے بیعنامہ کے
حاصل ہون تو نامبردہ نفاذ اونکا صرف بذریعہ نالش علیحدہ کے کر سکتا ہے
اس امر اخیر سے مقدمہ ہذا مین باعتبار اصول کے تجویز مقدمہ سرجو پرشاد
بنام جمنا پرشاد سے فرق ہوتا ہے - اگر مقدمہ ہذا مین امبکا پرشاد
منتقل الیہ ڈگری شفع کا ہوتا اور استدعا اوسکی اور وہ اوس ڈگری کے
حصول قبضہ جائداد مشفوعہ کی ہوتی تو ہم اوسکی درخواست اخیر کو نامنظور
کرتے - لیکن ایسی صورت نہین ہے اور اسوجہہ سے نظیر محولہ اس مقدمہ پر حاوی
نہین - جو فرق ہمنے اسطور پر کیا ہے وہ محض ضابطہ کا نہین ہے - بلکہ اصل
اصول قانون شفعہ پر مبنی ہے - غرض تنہا حق شفعہ کی یہہ ہے کہ ایسے اشخاص
اجنبی خارج رہین جسکی نسبت بائع کے حصہ داران شفیعان کو اعتراض ہے

اور اگر کوئی ڈگری شفعہ اسطور پر قابل انتقال ہو کہ اوسکی رو سے منتقل الیہ
کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا اوسی ڈگری کے اجرا مین حاصل ہوسکے تو ظاہر ہے
کہ غرض حق شفعہ کی تلف ہو جائیگی - کیونکہ ممکن ہے کہ منتقل الیہ ڈگری
ویسا ہی ایک شخص اجنب ہو جیسا وہ مشتری ہو جسکے مقابل مین ڈگری
حاصل کی گئی ہو - یا کہ شخص آخر الذکر ایک شفیع درجۂ ادنی کا بہ نسبت
اوس شفیع کے ہو جسنے ابتداءً ڈگری حاصل کی - جبکہ ایک ڈگری اکمرتبہ
صادر ہوگئی تو پھر اوسپر وقت جاری ہونیکے کسی شخص کیطرف سے منجملہ
اون شخصون کے جو اوسمین فریق تھے - کلام نہین ہوسکتا - جیسا کہ ہم لکھ چکے
ہین اور اگر کوئی ڈگری شفعہ بطور جائز منتقل ہوسکے تو تاثیر اوسکی
یہہ ہوگی کہ منتقل الیہ کو بلا تجویز اس حجت کے قبضہ دلایا جاویگا - کہ آیا
ایسے منتقل الیہ کو بہ ترجیح مشتری کے جسکے مقابل مین ڈگری حاصل کیگئی ہو
حق شفعہ حاصل تہا نہ اور بہ نسبت بیع ڈگری شفعہ کے یہ متصور ہوسکتا ہے
کہ اوسکی جہت سے وجہہ مخاصمت جدید واسطے نالش علیحدہ نفاذ
شفع کے پیدا ہوتی ہے اور اس سے یہہ لازم آتا ہے کہ اگر منتقل الیہ
ڈگری شفعہ کو اجرا ڈگری کرنی دیجائے تو نہ صرف حقوق مدیون ڈگری

یعنی مشتری کو بلکہ دیگر حصہ داران کو بھی مضرت پہونچ سکتی ہے
بخلاف اسکے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسمین جائداد
مشفوعہ نہ کہ ڈگری منتقل ہوئی ہے - تاثیر اجرائے ڈگری کی صرف
یہی ہوسکتی ہے کہ شفیع ڈگریدار کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا ملے - اور اگر
بیعنامہ نوشتہ نامبردہ جائز ہو تو اوس سے وجہہ مخاصمت علیحدہ واسطے
نالش شفعہ کے حاصل ہوگی - جسکو وہ شخص یا اشخاص دائر کرسکین گے
جو یہہ سمجھین کہ معاملہ بیع سے خلاف ورزی نسبت اونکے حق شفعہ کے
عمل مین آئی ہے - مقدمہ ہذا مین خواہ بیعنامہ مورخہ ۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء
جائز ہو یا ناجائز ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ اوسوقت تک معرض تعطل
مین رہے کہ ڈگری دار شفیع کو قبضہ جائداد مشفوعہ کا از روئے
ڈگری کے حاصل ہوجائے - اور بلحاظ اس رائے کے مقدمہ ہذا ہم
شکل ایک ایسے مقدمہ کے ہے جسمین شفیع ڈگریدار فوراً بعد حاصل
کرنے قبضہ از روئے ڈگری کے جائداد کو بیع کردے - پس بلحاظ
ان وجوہ اور بغیر پہونچنے کچھ مضرت کے اون حقوق کو جو بیعنامہ مورخہ
۲۹ - نومبر ۱۸۸۳ء سے پیدا ہون ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ عدالت ماتحت

سے اجرائے ڈگری حسب استدعائے مدعی شفیع کے صحیح ہونے دی ہے اور ہم اس اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین (مقدمہ رام سہائے بنام گیا وغیرہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۰۷)

مد ۱۰۰ — یوم التعطیل

ڈگری متعلق مقدمہ نفاذ حق شفعہ مین یہہ ہدایت تہی کہ زرثمن اندر میعاد معینہ کے اوس تاریخ سے کہ جب ڈگری ناطق ہونا چاہیے میعاد تمامی معینہ اپیل بنا برضی ڈگری ہذا اوس روز منقضی ہوئی جب عدالت بند تہی تجویز ہوئی - کہ ڈگری قبل اوس دن کے کہ جب عدالت پہر کہلی ناطق ہوئی - مقدمہ شیخ عیوض علی بنام مکنا بی بی انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۳۲ - کی تقلید کی گئی - (مقدمہ رام سہائے بنام گیا وغیرہ الہ آباد جلد ہفتم، صفحہ ۱۰۷) ایک مقدمہ نالش نفاذ حق شفعہ مین یہہ حکم تہا کہ زرثمن اندر تیس دن کے ادا کیا جائے - ورنہ نالش ڈسمس ہوگی ۱۲ - دسمبر ۱۸۷۹ع کو ڈگری صادر ہوئی - ۱۱ - جنوری کو ۳۰ یوم ختم ہوئے وہ دن یکشنبہ تہا - زرثمن ۱۲ - جنوری کو داخل ہوا چونکہ روز آخر تعطیل کا تہا مدعی نے اوس شرط کی تعمیل کر دی جو اوسکے

ذمہ ازروے ڈگری عاید کی گئی ۔ (مقدمہ دیبی دین راے مدعی ۔ بنام ۔ محمد علی وغیرہ ۔ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۵۰)

باب یازدہم

اپیل عام

مد ۱۰۱

اپیل کی دو قسمیں ہین ۱ اپیل بنا راضی ڈگریات ۲ اپیل بنا راضی احکام نسبت اول کے باب ۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی اکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ع کو اور نسبت دوم کے باب ۴۳ ۔ ضابطہ مذکور کو دیکھنا چاہیے یہہ اپیلین اقسام احکام پر محدود ہین (دیکھو دفعہ ۵۸۸ ضابطہ دیوانی) لیکن بموجب اکٹ نمبر ۱ ۱۸۸۸ع دفعہ ۳ مشتہرہ گزٹ انگریزی جلد نمبر ۱ نمبر ۳۸ ۔ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۸ع حصہ ۴ دفعہ ۵۸۹ ضمن ۱۷ ۔ ضابطہ دیوانی مین اسقدر اضافہ کیا گیا ہے دد لیکن شرط یہہ ہے ۔ کہ کوئی اپیل کسی حکم مصرحۂ دفعہ ۵۸۸ ضمن ۱۷ کا (الف) اگر وہ حکم کسی عدالت ماتحت عدالت ضلع نے صادر کیا ہو ۔ تو اپیل اوسکا عدالت ضلع مین ہوگا ۔ (ب) اور دیگر صور تون مین ہائی کورٹ مین ہوگا ۔

کورٹ فیس اپیل

مد ۱۰۲

شفعہ - اپیل منجانب مشتری - رسوم عدالت اکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء
ایک استصواب حسب دفعہ ۵ اکٹ رسوم عدالت براڈہسٹ
صاحب چیف جسٹس سے کیا گیا - اور اونہون نے واسطے پیش
کیے جانے ڈویژنل بنچ کے حکم دیا معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان
بذریعہ ایک نالش کے واسطے نافذ کرانے حق شفعہ کے اس بیان سے عدالت
مین آئے - کہ مدعیان نے بادائے رقم مندرجہ بیعنامہ بطور قیمت جائداد
یعنے مبلغ دو ہزار قیمت اصلی جائداد کے - جائداد کو بعد استفسار و انکار
مدعیان کے خریدا - اور اونہون نے درحقیقت مبلغ دو ہزار واسطے
جائداد کے ادا کیے - اور نیز ایک رقم مزید تعدادی مبلغ الما صہ ۳ر ۳ پائی
ایک مشتری کو دیے اور مدعیان مستحق لینے جائداد کے بغیر ادا کرنے ان
ہر دو رقوم اور نیز ایک رقم مبلغ مہ کے نہین ہین - جو مدعا علیہم نے
واسطے اخراجات انتقال جائداد موسومہ اپنے کے ادا کیے - عدالت
مرافعہ اولی (جج ماتحت) نے تجویز کی کہ یہہ ثابت نہین ہوا کہ
جائداد کی نسبت مدعیان سے استفسار ہوا اور اونہون نے انکار کیا

اور یہہ ثابت ہے کہ مدعا علیہم نے درحقیقت مبلغ دو ہزار واسطے
جائداد کے ادا کیے۔ اور یہہ بھی ثابت ہے کہ مدعا علیہم نے مبلغ
الف ۲۴۳ ماہ ۳ پائی صہ ایک مرتہن جائداد کو ادا کیے لیکن وے مدعیان سے
اس رقم کے پانیکے مستحق نہین ہین کیونکہ یہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہے
کہ وہ جزو زر رہن ہے اور یہہ ثابت نہین ہوا کہ مدعا علیہم نے مبلغ سہ
بابت انتقال جائداد کے صرف کیے ہین۔ چنانچہ عدالت نے مدعیان کو
واسطے قبضہ جائداد کے بر طبق ادائے مبلغ دو ہزار کے ڈگری دی
مدعا علیہم نے اوس ڈگری کی ناراضی سے روبرو صاحب جج ضلع کے
اس بنا پر اپیل کیا کہ وے مستحق پانے مبلغ الف ۲۴۳ ماہ ۳ پائی صہ کے مدعیان سے
علاوہ اوس رقم کے ہین جسکو عدالت مرافعہ اولی نے زر رہن قرار دیا ہے
اور شہادت سے یہہ امر ثابت ہے کہ مدعی نے خریداری انکار کیا۔
اونہون نے یادداشت اپیل پر رسوم عدالت بموجب دفعہ (۷) دا (۶)
ایکٹ رسوم عدالت ۱۸۷۰ع کے جنمین حکم ادائی کورٹ فیس کا بابت
نالش نفاذ حق شفعہ کے ہے حساب کر کے ادا کیا۔ جو بحث استصواب
سے پیدا ہوئی یہہ تھی کہ آیا مدعا علیہم کو یادداشت اپیل پر عدالت اپیل ما تحت

مین رسوم بلحاظ قیمت مبلغ الف ۳ر۳ پائی ادا کرنی چاہیے تھی یا نہین
نامبردگان نے جو شمار رسوم عدالت کا کیا ہے وہ درست کیا ہے
کیفیت سرشتہ مین یہہ مندرج ہے - کہ نوعیت نالش کی اپیل مین
تبدیل ہو گئی - اور اسلئے رسوم بلحاظ قیمت اوپر مبلغ الف ۳ر۳ پائی واجب الادا
ہے - جونیر گورنمنٹ پلیڈر (بابو دوارکا ناتھ بنرجی) منجانب
مدعا علیہم عدالت - اسٹریٹ صاحب قائمقام چیف جسٹس اور براڈلیع
ہرسٹ صاحب جسٹس نے - تجویز ذیل صادر فرمایا - اسٹریٹ
صاحب قائمقام چیف جسٹس - اپیل مدعا علیہم نے بنا راضی فیصلہ جج
ماتحت صرف متعلق نا منظوری کی اونکے مبلغ الف ۳ر۳ پائی سے نہین کے
کہ جسکو مدعا علیہم بیان کرتے ہین کہ ذمہ مدعیان کے بطور خود اوس
بدل کی جو اونسے واپس دلایا جاوے واجب الادا ہے بلکہ بحث نسبت
نامبردگان کے درباب پیش کرنے حق شفعہ کے اس وجہ سے ہے کہ نامبردگان نے
بوجہہ کرنی انکار خریداری سے اپنی کو کرنے دعوی حق شفعہ سے ممنوع کر دیا لہذا
ہم کیفیت سرشتہ کو تسلیم نہین کرتے کہ نوعیت نالش کی اپیل مین تبدیل
ہو گئی بخلاف اسکے منشا نزاع مابین فریقین کے حق شفعہ ہے کہ جسکی مالیت کا تصفیہ

اوس طریق پر ہونا چاہیے کہ جو دفعہ ۷ ضمن ۶ ۔ اکٹ رسوم عدالت
مین معین ہے ہمکو افسر خزانہ نے حوالہ ایک نظیر پریویس جناب اسٹریچی
صاحب جسٹس ستان مقدمہ رام لکھن رائے بنام نندن رائے (لیگل ریممبرنسر
سلسلہ ہائی کورٹ صفحہ ۱۶۲ ۔) کا دیا ہے مگر اوس مقدمہ اپیل مین
صرف یہہ امر تجویز طلب تہا کہ آیا اپیلانٹ کو اوسقدر روپیہ ادا کرنا
لازم ہے یا نہین ۔ اور نسبت حق شفعہ کے کچھہ اعتراض نہین کیا گیا لہٰذا
نظیر مذکور متعلق اس مقدمہ کے نہین ہے ۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ جب
اپیل نالش حق شفعہ مین اسوجہ سے پیش کیا جاوے کہ حق شفعہ ثابت ہوا
یا نہین ہوا جیسی کہ صورت ہو بلا لحاظ اوسکے کہ اور کوئی عذر ہو بہ تصفیہ
مالیت بشمار نالش کا واسطے اکٹ رسوم عدالت کے بموجب الفاظ
مندرجہ مد (۶) دفعہ ۷ ۔ اکٹ مذکور کے ہونا چاہیے الا در حالیکہ
امر تجویز طلب اپیل مین نسبت صرف اوس تعداد کے ہو جو شفیع کو ادا کرنا
چاہیے تو ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ رسوم عدالت قیمت پر بحساب اوس
فرق کے محسوب ہونی چاہیے ۔ کہ جو مابین رقوم مظہرہ بطور ریزش
منجانب فریقین کے ہو ۔ لیکن بجواب استصواب ہذا کے ہمکو یہہ کہنا

چاہیئے کہ جو رسوم اپیلانٹیان نے ادا کی ہے کم نہیں ہے (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۰۸)

مد ۱۰۳۳

اپیل خاص

باب ۴۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دیکھنا چاہیئے - ضرورت اعادہ کی نہیں ہے - ایک مقدمہ مین ڈگری شفعہ کی عدالت ابتدائی نے کی - عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت ابتدائی کی بابتہ خرچہ کی ترمیم کی - اس مقدمہ مین یہ بحث کی گئی کہ جب عدالت اپیل نے رائے عدالت ماتحت سے نسبت امور مندرجہ تنقیحات کے اتفاق کیا اور صرف نسبت خرچہ کے اختلاف کیا تو ایسی حالت مین اپیل خاص نہیں ہو سکتا - تجویز ہوا کہ بحث پیش شدہ صحیح نہیں ہے کیونکہ الفاظ دفعہ ۱۲ - اکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء کے اپیل خاص کی اجازت دیتے ہین کہ اپیل خاص اوسوقت مین ہو سکتا ہے جبکہ فیصلہ یا حکم عدالت اپیل کا منسوخ یا ترمیم کیا جائے اور حکم خرچہ کا ایک جز ڈگری کا سمجھا جاتا ہے - پس حکم ترمیم خرچہ کا ڈگری کو ترمیم کرتا ہے (مقدمہ پوکھن ساہ مدعاعلیہ اپیلانٹ بنام جانس خان وغیرہ مدعاعلیہم

رسپانڈنٹ - فیصلہ ۱۴ فروری ۱۸۷۸ء اودہ جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۱۳۹

مد ۱۰۴ نگرانی

(دفعہ ۶۲۲ - ضابطۂ دیوانی) ہائی کورٹ مجاز ہے کہ مثل کسی مقدمہ کی جسکا اپیل ہائی کورٹ مین نہین ہوتا ہے - اپنے پاس طلب کرے بشرطیکہ اوس عدالت مین جو مجوز مقدمہ تھی ظاہر او وہ اختیار نافذ کیا ہو جو اوسکو قانوناً حاصل نتھا یا جو اوسکو اختیار تھا اوسی عمل مین نہ لائی ہو یا اپنے اختیارات کی تعمیل مین خلاف قانون عمل کیا یا کوئی بیضابطگی عظیم کے ہوا اور عدالت ہائی کورٹ مجاز ہے کہ اوس مقدمہ مین جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے -

نوٹ - اس مقام پر ایک فیصلہ عدالت العالیہ پریوی کونسل کا نقل کیا جاتا ہے یہہ ایک مشہور مقدمہ ملک اودہ کی ایک سربرآوردہ رئیس کا ہی اور اب بطور اصول قانون کے نظیر مستعمل کیا جاتا ہے - (راجہ امیر حسن خان (مدعی) بنام شیو بخش سنگھ مدعا علیہ اپیل بناراضی ڈگری (۷ - فروری ۱۸۸۳ء) مصدرہ جوڈیشل کمشنر اودہ مشعر منسوخی ڈگری (۵ - ستمبر ۱۸۷۹ء) مصدرہ صاحب جج ضلع سیتاپور

جسکے روسے ڈگری (۲۵ - جون ۱۸۶۹ء) مصدرہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع
مذکور بحال ہی - وہ نالش جسمین اپیل ہوا ہے عدالت اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر مین جسکو اختیار سماعت حسب ایکٹ ۳۲ - ۱۸۷۱ء
(ایکٹ عدالتہاے ملک اودھ جو اسوقت مین جاری تھا) ضلع
سیتاپور واقع ملک اودھ مین حاصل تھا ابتداءً دائر ہوئی تھی -
راجہ امیر حسن خان اپیلانٹ نے شیو بخش رسپانڈنٹ پر نالش واسطے
حصول قبضہ بذریعہ انفکاک رہن تین ربع حصہ واقع تعلقہ موسوم
بہ خان پوری جسمین چھپواضع واقع ضلع سیتاپور داخل ہین بہ ادا
دین رہن کے جو بقدر المبلغ ۵ کے بیان کیا گیا ہے دایر کی
یہ جائداد ۱۸۴۹ء مین آٹھ کس شہ کا جائداد مذکورے رہن کی
اور حق انفکاک کی نسبت عدالت بندوبست اور عدالتہاے
دیوانی مین نزاع ہوئی - نالش حال مین یہ بحثین پیدا ہوئین -
کہ آیا نالش مذکور از روے دفعات ۱۳ و ۴۳ - ایکٹ ۱۸۷۶ء
کے ممنوع السماعت ہی یا نہین - نیز آیا مدعی مستحق قائمقامی
راہنان کا ہی یا نہین - اور آیا وہ مجاز اسبات کا ہے یا نہین کہ

دعویٰ انفکاک جائداد مرہونہ کا کرے۔ صاحب ضلع سیتاپور نے
ڈگری صادرہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو جو بحق مدعی تھی بحال
رکھا۔ بعد ازاں ۱۲-دسمبر ۱۸۷۹ء کو مدعا علیہ نے ایک درخواست
بحضور جوڈیشل کمشنر اس استدعا سے گزرانی کہ مسل مقدمہ مذکور کی
طلب کیجائے۔ اور نسبت مقدمہ کے اپنے اختیارات حسب
دفعہ ۶۲۲-ایکٹ ۱۰-۱۸۷۷ء مرجعہ حسب دفعہ ۹۲-ایکٹ
۱۲-۱۸۷۹ء کے عمل میں لائیں۔ بر طبق اسکے جوڈیشل کمشنر نے
مسل مقدمہ طلب کی۔ اور بعد سماعت بحث فریقین (بذریعہ
اس تجویز کے جواب زیر اپیل ہے) فیصلہ عدالت تحت مشتہری
نالش کو منسوخ کیا۔ برطبق اپیل ہذا مسٹر جے گراہم کوئینس کو
و مسٹر جی بی وڈراف منجانب اپیلانٹ حاضر ہوئے۔ رسپانڈنٹ
حاضر نہیں ہوا۔ منجانب اپیلانٹ دفعہ ۱۲-ایکٹ ۱۲-۱۸۷۹ء
ایکٹ عدالتہائے دیوانی ملک اودہ صادرہ ۱۸۷۹ء کا حوالہ
دیا گیا۔ جسکے رو سے۔ اسوجہ سے کہ فیصلہ صاحب جج
ضلع سے حکم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا ترمیم یا منسوخ نہیں کیا گیا

وہ مختتم ہوگیا ۔ بجز اوس قدر کے کہ وہ تابع احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ دفعہ ۶۲۲ ۔ سے تھا ۔ اور یہہ فرض کیا گیا ۔ کہ الفاظ دفعہ ۶۲۲ جو ابتداءً تھے اور نیز مرمہ حسب دفعہ ۹۲ ۔ اکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۹ع کے روسے جوڈیشیل کمشنر کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا یہ مقدمہ ہے دست اندازی کرے ۔

ان الفاظ مین کہ خلاف قانون یا واقعی بیضابطگی کے ساتھ عمل کرے وہ مقدمات داخل نہین ہین کہ جنمین فیصلہ غلط ہوا ہو نسبت اختیارات نگرانی ہائی کورٹ حسب دفعہ ۱۵ اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۴ و ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ جلوس وکٹوریہ باب ۱۰۴ کے عدالت مذکور کو یہہ اختیار نہین ہے کہ کسی اپنی ماتحت عدالت کے حکم مین بربنائے غلطی قانونی یا واقعات کے دست اندازی کرے بجز اسکے کہ اپیل باضابطہ کیا جائے ۔ (مقدمہ بیجرام ۔ بنام ۔ ہرسکھہ ۔ انڈین لاارپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۱۰۱) کے ایک نوٹ مین اسناد نسبت دست اندازی ہائی کورٹ حسب دفعہ ۱۵ کے جمع کیے گئے ہین و (مقدمہ من موہنی داسی ۔ بنام ۔ کہتر گوپال دی ۔ انڈین لاارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۱۲۷)

کا بھی حوالہ دیا گیا۔

تجویز ۔حکام عالیمقام سرنی پیکاک صاحب نے صاد فرمائی

بحث اس مقدمہ کی اوس تعبیر مناسب پر مبنی ہی۔ بموجب ایکٹ

۱۰۔ ۱۸۶۱ء دفعہ ۲۲ ۶ و اکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء دفعہ ۹۲۔ جسکی رو سے

دفعہ اول الذکر ترمیم کی گئی تھی کرنی چاہیے۔ بموجب اکٹ

۱۳ ۱۸۷۹ء دفعہ ۱۲ کے۔ اس مقدمہ کا اپیل بنا راضی ڈگری

عدالت ماتحت اپیل کے بحضور جوڈیشل کمشنر نہین ہو سکتا تھا۔

لیکن دفعہ ۶۲۲۔ اکٹ ۱۸۶۱ء مین یہ حکم ہے کہ ہائی کورٹ

اور اس معاملہ مین جوڈیشل کمشنر وہی اختیارات عمل مین لاتا ہے

کہ جو ہائی کورٹ عمل مین لاتی ہی۔

مجاز ہے کہ مسل کسی مقدمہ کی جسکا اپیل ہای کورٹ مین نہین ہوتا ہو

اپنے پاس طلب کرے۔ بشرطیکہ اوس عدالت نے جو مجوز مقدمہ

تھی ظاہر اوہ اختیار نافذ کیا ہو جو اوسکو قانوناً حاصل نتھا۔ یا جو

اوسکو اختیار تھا اوسے عمل مین نہ لائی ہو۔ اور عدالت ہای کورٹ

مجاز ہے کہ اوس مقدمہ مین جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے۔

از روی دفعہ ۹۳ - اکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء دفعہ مذکور مین بذریعہ داخل کرنے اس عبارت کے بعد لفظ نہ لائی ہو کے اپنے اختیارات کی تعمیل مین خلاف قانون عمل کیا یا کوئی بیضابطگی عظیم کی ہو - ترمیم کی گئی ہے - پس بحث یہ ہے کہ آیا حکام عدالت ہای ماتحت نے اس مقدمہ مین اپنے اختیارات کی تعمیل مین خلاف قانون عمل کیا - یا کوئی بیضابطگی عظیم کی - یا نہین واضح ہوتا ہے کہ اونکو اختیار کامل واسطے فیصلہ اوس امر کے جو اونکے روبرو پیش تھا - حاصل تھا - اور اونہون نے اونکا فیصلہ کیا عام اس سے کہ عدالت ہائے موصوف نے اوسکا فیصلہ صحیح کیا یا غلط اونکو اختیار فیصلہ مقدمہ مذکور کا حاصل تھا - اور اگر اونہون نے اوسکا فیصلہ غلط ہی کیا تو اونہون نے اپنے اختیارات کی تعمیل خلاف قانون کے نہین کی - اور نہ کوئی بیضابطگی عظیم کی - لہذا - حکام عالیمقام کے نزدیک حسب دفعہ ۶۵ - اکٹ ۱۰ ۱۸۷۱ء مرحمہ حسب دفعہ ۹۲ اکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء کے جوڈیشل کمشنر کو اختیار سماعت مقدمہ کا

حاصل نہین تھا اندرین صورت حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ
دام اقبالہا کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ یہ اپیل منظور کیا جائے
اور تجویز جوڈیشل کمشنر کی منسوخ کیجاے اور رسپانڈنٹ کو یہ
حکم ہو کہ جو خرچہ روبرو جوڈیشل کمشنر کے ہوا ہے ادا کرے۔
اوسکو لازم ہے کہ خرچہ اس اپیل کا بھی ادا کرے۔

(مقدمہ امیر حسن خان بنام شیو بخش سنگھہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد
۱۱۔ صفحہ ۶۔ انگریزی) (**نوٹ**) اس مقدمہ محولہ بالا کی تقلید
دیگر فیصلہ جات مابعد مین کی گئی چنانچہ ایک مقدمہ منفصلہ
عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ ذیل مین تحریر کیا جاتا ہی

۔ روبرو ڈبلو ڈیو ٹھایٹ صاحب بہادر۔ ڈی سی ایل
جوڈیشل کمشنر بہادر ملک اودہ۔

جواہر لال مدعی اپیلانٹ بنام ناظر علی مدعا علیہ رسپانڈنٹ
مقدمہ دائر کردہ سایل جواہر لال باتفاق آرای عدالت
ہای ماتحت ڈسمس ہو چکا ہے۔ ان وجوہ پر۔ کہ دستاویز
مورخہ ۸۔ اگست ۱۸۷۲ء جسپر دعوی مبنی تھا۔ مدعی

(یعنے سایل) کو میرے روبرو کوی بنائے نالش پیدا نہین ہے
بمجسے باستعمال غیر معمولی اختیارات عدالت ہذا کے بنا بر تنسیخ
ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے وینیز قرار دینے اس امر کے کہ سایل
کو بنائے نالش اوپر دستاویز مورخہ ۸۔ اگست ۱۸۷۲ء کے پیدا
تھی۔ مین بموجب شرائط فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل
بمقدمہ (امیر حسنخان۔ بنام۔ شیو بخش سنگہ مندرجہ انڈین
لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶) کے اس درخواست کی
پذیرای سے باز رکہا گیا ہون یہہ اعتراض کہ آیا مدعی کو بنائے
نالش پیدا تہی یا نہین منجملہ ادن اعتراضات کے ہے جو اوس
مقدمہ مین بھی کیے تھے جسپر حکام عالیمقام نے یہ فیصلہ فرمایا۔
کہ عدالتون نے اون واقعات کو جو اس مقدمہ مین بھی ہین پورا
اختیار فیصلہ امر مابہ النزاع کا حاصل تھا۔ جو اونکے روبرو پیش
تھا۔ اور اوہنون نے اوسکو فیصل کیا۔ عام اس سے کہ
صحیح فیصل کیا یا غلط فیصل کیا۔ مگر اونکو مقدمہ کے فیصلہ کا
اختیار کامل حاصل تھا۔ اور بالفرض اگر غلط بھی فیصل کیا تاہم

اونھون نے اپنے استعمال اختیار مین خلاف قانون یا غلطیم بیجا یا بےقاعدگی نہین کی لہذا درخواست معہ خرچہ ڈسمس ہو۔ (اودہ جوڈیشل کمیس غیر رپورٹ شدہ مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۴ء جو الارشاد اودہ رولنگس صفحہ ۲۰۷)

مد ۱۰۵ داخل نکرنا زرثمن کا بانتظار اپیل

شفیع نے ایک ڈگری اس شرطسے حاصل کی۔ کہ اندر ایک میعاد مقررہ کے زرثمن مجوزہ عدالت کو داخل کرے شفیع مذکور نے بنا راضی حکم عدالت ابتدائی نسبت تعداد مجوزہ زرثمن کے اپیل کیا اور زرثمن اندر میعاد مقررہ عدالت ابتدائی کے داخل نکیا۔ اور دوران مقدمہ اپیل مین وہ زمانہ جو واسطے ادا کرنے زرثمن کے مقرر تھا گذر گیا۔ اور عدالت اپیل نے دوسرا وقت واسطے ادا کرنے زرثمن کے مقرر کرنیسے انکار کیا۔

تجویز ہوا۔ کہ مدعی شفیع کو بحالت اپیل کرنے بنا راضی ڈگری ابتدائی کے لازم تھا۔ کہ وہ اوس ذمہ داری سے جو عدالت ابتدائی نے واسطے ادا کرنے زرثمن کے اندر میعاد مقررہ کے اوسی کے ذمہ ڈالی تھی گریز کرتا۔ اور عدالت اپیل ماتحت قانوناً

پابند اسکی نہتی کہ وہ ایک وقت خاص واسطے ادا کرنے زرثمن کے اپنی ڈگری مین مندرج کرتی تاوقتیکہ ضرورت خاص مقتضی اسکی ہوتی اگرچہ وہ ایسا کرنی مجاز تھی۔ (مقدمہ شیو پرشاد لال بنام ٹھاکر داسے آگرہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ O.S و آگرہ فل بنچ طبع ۱۸۷۶ء صفحہ ۳۵۳)

شفیع نی ڈگری حق شفع کی اس شرط سے حاصل کی کہ زرثمن اندر ایک مہینہ کے داخل کرے شفیع نے روپیہ اندر میعاد معینہ کے داخل کیا لیکن درخواست مین یہ استدعا کی کہ جبتک داخل خارج اوسکے نام نہوجاوے روپیہ بطور امانت کے جمع رہی۔

تجویز ہوا۔ کہ اگرچہ اوس عرضی مین جسکے ذریعے سے روپیہ پیش کیا گیا یہ تحریر تھا کہ روپیہ مدیون کو اوسوقت تک ندیا جاوے جبتک کہ داخل خارج نہوجاوی تاہم اس سے یہ مفہوم پیدا نہین ہوتا کہ پیش کرنا زرثمن کا خلاف شرط مندرجہ ڈگری ہی بلکہ سمجھنا چاہیے بموجب شرط ڈگری کے ایفا عمل مین آیا (N.W.P. 76) ایک مقدمہ مین صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ نے یہ تجویز فرمایا۔ کہ اسقدر قول وکیل شفیع کا صحیح ہے کہ شفیع کو اختیار ہے کہ وہ جس سے

چاہے قرض لیکر زرِ ثمن ادا کرے لیکن اس واقعہ کو روئداد مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اپیلانٹ تاریخ معینہ عدالت اپیل کو زرِ ثمن کے داخل کرنے میں قاصر رہا۔ لہٰذا بموجب دفعہ ۱۵۔ ایکٹ نمبر ۸ بابت ۱۹۲۲ء (نافذہ ملک اودھ) اوسنے اپنے حق شفع کو کہو دیا۔ کسی رسید نوشتہ اصل خریدار کا بصورت معاملت باخود ہاے۔ داخل کرنا کافی نہیں ہے بلکہ وہ فرضی و سازشی مانی گئی اور یقیناً ایسے فعل سے تعمیل شرائط مندرجہ دفعہ مذکور کی نہیں ہوئی (مقدمہ غیر رپورٹ شدہ۔ روبروے ریڈ صاحب جوڈیشل کمشنر۔ گنیش شیواری۔ بنام۔ گوکل تیواری منفصلہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء بحوالہ ارشاد اودھ رولنگس صفحہ ۳۰)

مد ۱۰۶ کمی و بیشی زرِ ثمن کی اپیل میں

ایک ڈگری عدالت مرافعہ اولے میں جو نالش نفاذ حق شفعہ صادر ہوئی یہ ہدایت تہی۔ کہ جو روپیہ عدالت نے بطور زرِ ثمن کے متحقق کیا تہا تاریخ ڈگری سے ایک مہینہ کے اندر داخل کرنا چاہیے مدعی نے بدین عذر اپیل کی۔ زر مذکور زرِ ثمن نہیں ہے۔

بحالت دوران اپیل کے میعاد معینہ عدالت مرافعہ اولی بلا ادخال روپیہ کے منقضی ہوگئی - عدالت نے اپیل کو ڈسمس کیا اور از خود اپنی ڈگری مین واسطے ادخال ایک میعاد کے مقرر کی (بتقلید نظیر مقدمہ شیو پرشاد لال بنام ٹھاکر رائی) -

عدالت اپیل مجاز ہے کہ میعاد ادخال زر کی توسیع کرے - اور عدالت موصوف کی کارروائی اور حکم خلاف احکام دفعہ ۴۱۲ ضابطہ دیوانی سے نہین ہے (پرشادی لال - بنام - رامدیال - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد دوم صفحہ ۴۴۷)

ایک نالش شفعہ مین ڈگری بشرط مدعی کے مبلغ الف روپیہ ادا کرنے کے کہ یہی تعداد عدالت سے زرثمن کی قرار دی تھی صادر ہوئی - مدعی مذکور نے زر مشتریان کو ادا کیا - اور ادا کی تصدیق حسب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی - بعد ازان ڈگری عدالت سے ترمیم ہو کر زرثمن زاید بقدر ایکہزار نوسو پچانوی کے الف روپیہ کے قرار پایا جسکے ادا کرنیکا حکم مدعی کو بطور شرط شفعہ کے دیا گیا تھا مدعی نے اسقدر روپیہ ادا نہین کیا کہ جسقدر معینہ اول سے زاید عدالت

اپیل نے بطور قیمت صحیح کے تجویز کیا تھا اسوجہہ سے نالش ڈسمس سمجھی گئی - بعد اسکے اوسنے اپنے حق مشتری سی واپس پانے الحاق بعدیر کو عوضے نالش ہذا کے نام منتقل کیا - جسنے بعد اسکے کہ اوسکی درخواست جو عدالت مرافعہ اول مین حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے بغرض واپسی زر مذکور کے پیش کی تھی نامنظور ہوئی -

یہہ نالش دایر کی - تجویز ہوئی - کہ منتقل الیہ قائمقام مدعی نالش شفعہ کا حسب دفعہ ۲۴۴ - مجموعہ ضابطۂ دیوانی کے تھا اور اسوجہہ سے نالش حسب احکام دفعہ مذکور کے ممنوع السماعت ہے

(مقدمہ الشیری داس - بنام - کوجی رام انڈین لاریپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۵)

ایک عدالت مرافعہ اولی نے دعوی شفعہ کا اس شرط پر ڈگری کیا کہ شفیع اندر ایک میعاد معین کے مبلغ اکیسو پچیس روپیہ عدالت مین جمع کرے شفع کو مبلغ انتالیس روپیہ نو آنہ بطور اوسکے خرچہ نالش کے بھی دلانا میعاد معینہ کے اندر شفیع نے مبلغ اکیسو پچیس روپیہ عدالت مین جمع کیا اور بعد ازان اوسنے اپنے ڈگری خرچہ کی جاری کراکے زر مجتمع مین سے مبلغ لعہ انتالیس روپیہ نو آنہ وصول کر لیا بعد ازین

برطبق اپیل کے عدالت اپیل سے ڈگری مذکور اسطور پر ترمیم ہوئی کہ بعدہ ایکسٹو پچیس جو بطور شفع کے واجب الادا ہے بڑہا کر دوسو روپیہ کر دیے اور حکم عدالت مرافعۂ اولی کا نسبت خرچہ کے منسوخ کیا گیا اندر میعاد مندرجۂ ڈگری عدالت اپیل کے شفیع نے مبلغ اور عدالت میں جمع کر دیا بعدہ مدعاعلیہ بیع مشتری نے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے عدالت سے یہ درخواست کی کہ جائداد متدعویہ اوسکو واپس دیجائے اور یہ حجت کی کہ شفیع نے پورا دوسو روپیہ اندر میعاد معینہ کے جمع نہین کیا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس نے یہ بجائی فیصلہ محمود صاحب جسٹس کے یہ تجویز کی کہ یہ حجت ساقط ہونی چاہیے ورایکسٹو پچیس جو بموجب ڈگری عدالت مرافعۂ اولی کے ادا ہوا ہے اوسکی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اوسمین اسوجہہ سے کمی ہوئی کہ شفیع نے بعدہ بمقابلہ زر مدخلہ مذکور کے اجرائے حکم عدالت مذکور بحق اپنے نسبت خرچہ کے کرایا بعد ازان اور اندر میعاد معینہ عدالت اپیل کے پچہتر روپیہ ادا کر دینے سے تعمیل ڈگری عدالت موصوف کی ہوگی اور بدلیون ڈگری کو یہ حق باقی رہا

کہ اوس خرچہ کو دلاپاوے جو عدالت مرافعہ اولی کی ڈگری کے اجرا میں وصول ہو کر لیا گیا۔

ٹل صاحب جسٹس نے خلاف اسکے یہ تجویز کی اگر خرچہ شفیع کا ایک مرتبہ روپیہ ادا کر دیا تھا اور وہ چند روز تک بمنزلہ تعمیل ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے تھا تاہم تعمیل مذکور اوسوقت بے اثر ہوگی کہ جب ڈگری مذکور بصیغہ اپیل ترمیم ہوئی اور چونکہ کسی وقت میں شفیع کا مبلغ ۲۰۰ر دوسو روپیہ کسی عدالت میں حسب اقتضاے ڈگری اپیل کے جمع نہیں تھا اور محض وہی ڈگری مقدمہ میں تھی پس نامبردہ تعمیل شرط ضروری متعلقہ شفیع میں قاصر رہا اسلیے درخواست مدعی علیہا منظور ہونی چاہیے

(مقدمہ بالمکند ڈگریدار بنام ہیچم مدیون انڈین لاریورٹ الہ آباد جلد دہم صفحہ ۱۴)

دفعہ ۱۰۷ فیصلہ ابتدائی کا بحال یا ترمیم یا مسترد کرنا

ڈگری عدالت ابتدائی مقدمہ نفاذ حق شفعہ مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء میں یہ ہدایت ہوئی کہ درصورت ادا ہونے زرثمن اندر ایک مہینہ کے تاریخ ناطق ہونے ڈگری سے ڈگریدار مدعی قبضہ جائداد متنازعہ حاصل کرے اور اگر اس معیاد کے اندر روپیہ ادا نکرسکے تو ڈگری کالعدم

ہوجائیگی۔ مشتری مدعاعلیہ نے اس ڈگری کے ناراضی سے اپیل کیا۔ جسکو عدالت اپیل نے برطبق درخواست مشتری کے بتاریخ ۱۸۔ دسمبر ۱۸۷۹ع خارج کیا۔ **تجویز ہوی**۔ کہ بلغرض اس امر کے کہ حکم عدالت اپیل کی ناراضی سے اپیل دوم ہای کورٹ مین اسوجہہ سے ہوسکتا تھا کہ اوس حکم مین ڈگریدار (رسپانڈنٹ) کو خرچہ نہین دلایا گیا تھا لیکن چونکہ ڈگری ۱۸۔ فروری ۱۸۷۹ع پر کوئی اثر ایسی اپیل کے نتیجہ سے نہین ہوسکتا تھا پس ڈگری مذکور ۱۸۔ ستمبر ۱۸۷۹ع کو جبکہ ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا دست بردار ہوئے اور وہ خارج کیا گیا ناطق ہوگئی۔

اور نہ بعد انقضائی ایکسو نوے یوم کے تاریخ حکم عدالت اپیل مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ع۔ (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد سوم صفحہ ۱۳۵۔ انگریزی مقدمہ نرائن داس مدیون ڈگری۔ بنام لچھمن سنگھ ڈگریدار)

مد ۱۰۸ **زمانہ اداي زرثمن مزید**

روبرو صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ کے بذریعہ درخواست نگرانی کے یہ بحث پیش کی گئی جس مین یہ واقعات بیان ہوئے کہ عدالت

ماتحت نے مسئلہ اختیار حد سماعت کو غلط سمجھا - اس عدالت مین صرف یہہ امر معروض بحث مین ہے - آیا مقدمہ شفع مین جسمین کہ شفیع نے ڈگری حاصل کی ہو اوسکو عدالت سے واسطے داخل کرنے زرشن کے ایک زمانہ مقررہ مین بقید تاریخ حکم ملا ہو اور اوس مقدمہ کا اپیل بنا راضی حکم عدالت ابتدائی دایر ہوا ہو - اور قبل منقضی ہونے میعاد مقررہ عدالت ابتدائی بنا ادائی زرشن کی شفیع عدالت اپیل مین یہہ درخواست کی ہو کہ میعاد مذکور بڑہا دیجاوی - اور بموجب درخواست مذکور عدالت اپیل نے درخواست کو منظور کرکے میعاد کو بڑہا دیا ہو - اور شفیع نے بر طبق اوسکی ادائی زرشن مین متجاوز زمانہ مقریہ ڈگری عدالت ابتدائی سے تاخیر کی ہو تو ایسا فروگذاشت شفیع کو اوسکی حق سے محروم کرتا ہے - اپیلانٹ کی یہ بحث ہے کہ ایسے فروگذاشت سے اپیلانٹ محروم ہوگیا - یہ مقدمہ ہمشکل مقدمہ پرشادی لال بنام رامدیال مندرجہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۴۷ کے ہے رو برو صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر کے یہ بحث پیش کیگئی کہ مقدمہ محولہ بالا صرف بہ تبعیت ایک پرانے فیصلہ ۱۸۶۶ء کے تہا - دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۶ء

اور دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء نقیض فیصلہ مذکور
کی ہیں - صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے اس بحث کو ناجائز قرار دیا
اور یہ تجویز فرمایا کہ فیصلہ سنہ ۱۸۷۷ء مقدمہ پرشادی لال بنام ابدال
بحوالہ دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء ہے اور وہ دفعہ ہو بہو مطابق
دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی ہے - اور یہ بھی تجویز فرمایا کہ اختیار التوائے
اجرائے ڈگری میں اختیار التوائے اجرائے جزو ڈگری بھی شامل ہے اور ایسا اختیار
بحق ہر فریق کے استعمال کیا جاسکتا ہے جو ایسی التوا کی خواہش
کرے لہذا شرائط قانون واجب التعمیل ہیں - اور اسی بنا پر
درخواست معہ خرچہ نامنظور کی گئی - (مقدمہ درخواست علی رضا خان
و بسم اللہ خان منفصلہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۹ء جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۱۰۷)

مد ۱۰۹

تجویز ثانی

موجب دفعہ ۶۲۳ - ضابطہ دیوانی کے جو شخص اپنے حق تلفی
سمجھے بوجوہ ذیل تجویز ثانی کر سکتا ہے —

(الف) کسی ڈگری یا حکم سے جسکا اپیل از روئے مجموعہ ہذا جائز ہے
مگر اوسکا اپیل ہنوز دائر نہ ہوا ہو - یا

(ب) یا کسی ڈگری یا حکم جسکا اپیل اس مجموعہ کے روسے جائز نہین ہے۔ یا
(ج) کسی فیصلہ سے جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے استصواب پر صادر
ہوا ہو اور جو شخص بوجہ دریافت ہونے کسی امر یا شہادت جدید او راہم
کے باوجود سعی قرار واقعی کے بوقت صادر ہونے اوس ڈگری یا
حکم کے اوسکو معلوم نہ تھی۔ یا کہ وہ اوسکو پیش نکر سکتا تھا۔ یا بوجہ غلطی
یا سہو کے جو بالبداہت مثل سے ظاہر ہوتا ہو۔ یا کسی اور وجہ کافی سے
بہ تجویز ثانی اوس ڈگری یا حکم کی چاہتا ہو جو اوسکی خلاف مراد
صادر ہوا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اوس عدالت مین جسنے ڈگری
یا حکم صادر کیا ہو یا اس عدالت مین اگر کوئی ہو جہان کام عدالت
اول الذکر کا منتقل ہو گیا ہو تجویز ثانی کی درخواست کرے۔

جو فریق کہ کسی ڈگری کی ناراضی سے اپیل نکرے وہ باوجود دائر ہونے
اپیل منجانب کسی اور فریق کے تجویز ثانی کی درخواست کر سکتا ہے۔
بجز اوس صورت کی کہ عذر مندرجہ اپیل سائل اور اپیلانٹ دونون سے
یکسان متعلق ہو یا جبکہ وہ رسپانڈنٹ ہو عدالت اپیل مین اوس مقدمہ کو
جسمین کہ درخواست تجویز ثانی کی کرتا ہے۔ پیش کر سکتا ہے۔

مد ۱۱۰

مکرر تجویز ثانی

ایک مقدمہ مین روبرو عدالت ہای کورٹ کلکتہ کے یہہ بحث پیش کی گئی کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو مانع پیش کئے جانے درخواست دوم تجویز ثانی کی ہو۔ بعد اسکے کہ ایک درخواست ماسبق تجویز ثانی کی پیش ہوکر نامنظور ہوگئی ہو۔ پس درخواست مذکور کی سماعت ہوسکتی ہے۔ **تجویز** ہائی کورٹ (نارس صاحب جسٹس وگھوس صاحب جسٹس) نارس صاحب جسٹس نے صادر فرمائی جنھون نے بعد بیان کرنے واقعات کے حسب ذیل فرمایا بنسبت حکم کے۔ ہمارے روبرو آج بحث کی گئی۔ ڈاکٹر راش بہاری گھوش نے وجہہ خلاف حکم کے ظاہر کی اور بابو ادماگرجی واسطے اوسکے تائید کے حاضر ہوئے۔ بتائید حکم استدلال اور ایک فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ نصیر الدین خان بنام اندر نرائن چودہری بنگال لا رپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۳۶۷ کے کیا گیا ہے۔ وہ فیصلہ بنسبت دفعہ ۳۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی سابق کے تھا جو مطابق دفعہ ۶۲۹ مجموعہ حال کے ہے۔ اظہار وجہہ مین ڈاکٹر راش بہاری گھوش

نے یہ دلیل کی ہے - کہ وہ وجوہ جنسے اون حکام نے جو شریک کثرت راے مقدمہ اجلاس کامل تھے وہ تعبیر لفظ "مختتم" کی کی جو اونہون نے کی ہے اب اوس لفظ سے اوسی معنی کے متعلق کرنے کے لیے نافذ نہین ہے - کیونکہ دفعہ ۶۲۹ مجموعہ حال بہ نسبت دفعہ ۳۷۸ مجموعہ سابق کے ایک کلیتاً مختلف طرق پر مرتب کی گئی ہی - اور اوس سے قانون مین تغیر عظیم ہوگیا ہی ڈاکٹر راش بہاری گھوش نے یہ بھی دلیل کی ہے کہ فقرہ اخیر دفعہ ۶۲۹ کا فی الحقیقت واسطے قرار دینے قاعدہ کے نسبت اوس امر کے داخل کیا گیا ہی جواب پیدا ہوا ہی - وکیل موصوف نے یہ دلیل کی ہی - کہ یہ الفاظ "کوئی درخواست" واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو صیغہ تجویز ثانی مین یا تجویز ثانی کی کسی درخواست پر صادر کیا جائے منظور نہو گی -

بمنزلہ کہنے اس بات کے ہین کہ کوئی درخواست دوم تجویز ثانی کی نہ کیجائیگی تیسری دلیل وکیل ذیعلم موصوف کی مبنی اوپر استعمال صرف اسکے قبل الفاظ "ریویو آف ججمنٹ" -

سو قوعہ دفعہ ۶۲۳ کے ہی جو اول دفعہ مجموعہ حال کے متعلق تجویزات ثانی کے ہے - ڈاکٹر راش بہاری گھوش کہتے ہین کہ "دراین اپلیکیشن فار اے ریویو" کے معنے صرف ایک درخواست تجویز ثانی کے ہین - نہ زیادہ کے - اور وکیل موصوف مقدمہ وینکم شٹی بنام پاموشٹی - (رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۴۴۳) کا حوالہ دیتے ہین ہمنے ان دلائل اور مقدمہ مجوزہ پر غور کیا - اور ہماری یہ رائے ہے کہ لفظ مختتم موقوعہ دفعہ ۶۲۹ - کے وہی معنی ہین اور اوسکی وہی تعبیر ہونی چاہیے کہ جیسی لفظ مختتم - موقوعہ دفعہ ۳۷۰ - مجموعہ سابق کی ہماری یہی رائے ہے - کہ ہمکو منشار واضعان قانون کا اون الفاظ سے مستنبط کرنا چاہیے - جو اونہون نے استعمال کیے ہین یہ کہنا ناممکن ہے کہ معززی الیہم کے ذہن مین کیا خیالات تھے - ہماری دانست مین اگر واضعان قانون کا یہ منشار ہوتا کہ دوسری درخواست تجویز ثانی کی ممانعت کیجاوے - تو وہ بالفاظ صحیح ایسا کہتے اور کہہ سکتے تھے - وہ کہہ سکتے تھے کہ کسی دوسری درخواست تجویز ثانی کی سماعت نہ کیجاویگی - ہماری یہ رائے نہین ہے کہ الفاظ

کوئی درخوست واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو صیغہ تجویز ثانی مین یا تجویز ثانی کی کسی درخوست پر صادر کیا جاوے منظور ہوگی ایسے وسیع ہین کہ جنسے ایسا شخص جو مدعا علیہ حال کی حالت مین ہو دوسری درخواست تجویز ثانی کی پیش کرنے سے مختتم ہو — مزید بران یہ امر قابل لحاظ ہی — کہ ایک مجموعہ ضابطہ کا ہی - اور جہان تک ممکن ہو وسیع ترین تعبیر بنسبت مجموعات ضابطہ کے بخلاف قانون اصلی کے کیجانی چاہیے — یہ امر بھی قابل تحریر ہے کہ یہ درخواست تجویز ثانی اوس حکم کی نہین ہی - جو بصیغہ تجویز ثانی صادر ہوا یا واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے جو برطبق درخواست ثانی صادر ہوا مدعا علیہ کا مقدمہ یہ ہے کہ پہلی درخواست تجویز ثانی کی مناسب طور پر نامنظور ہوئی وہ اس حکم کی تجویز ثانی کی استدعا نہین کرتا - اوسکی صرف یہ استدعا ہی کہ ایک دوسری درخواست واسطے تجویز ثانی اصل فیصلہ کے بربنای مواد جدید کے کری — اندرین حالات ہماری یہ رائے ہی کہ درخواست ہذا ایک ایسی درخواست ہے کہ جسکی سماعت ہونی چاہیے

(گوبند رام منڈل بنام بھولا ناتھ بھٹ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۱)

باب دوازدہم

واصلات

نمبر ۱۱۱

مجموعۂ ضابطۂ دیوانی دفعہ ۲۴۴ - زر واصلات -

ڈگری بابتہ قبضہ جائداد غیر منقولہ - منسوخی ڈگری برطبق اپیل - ڈگری اپیل مین نسبت واصلات کے کچھہ ذکر نہ تھا -

ایک نالش واسطے دلاپانے زر واصلات کے مدعی سے ایک ہی نالش مین جو بابتہ دخل جائداد غیر منقولہ کے تھی - ڈگری بابتہ اوسکی دخل کے حاصل کی اور بذریعہ اجراے ڈگری دخل جائداد کا حاصل کیا - بعدازان یہ ڈگری برطبق اپیل منجانب مدعاعلیہ کے منسوخ کیگئی - ڈگری عدالت اپیل مین نسبت اوس زر واصلات کے کچھہ ذکر نہ تھا - جو مدعی کے زمانہ دخل مین وصول ہوا تھا مدعاعلیہ نے نالش واسطے دلاپانے اوس واصلات کے دائر کی - پیتھرم صاحب چیف جسٹس و لڈفیلڈ صاحب و برادہرسٹ صاحب و دیوٹہایٹ صاحب جسٹسان نے یہ تجویز صادر کی کہ نالش ازروے دفعہ ۲۴۴ ضابطۂ دیوانی کی ممنوع السماعت نہین ہے - وہ بحث جو اوس نالش مین پیدا ہوئی ہے وہ ڈگری عدالت اپیل مین اگرچہ پیدا ہوئی ہو جو نسبت - اجرا یا ادا یا ایفاء ڈگری کی حسب معنے دفعہ مذکور

کی نہ تھی۔ (کیونکہ اوسوقت کوئی ایسی بحث پیدا نہین ہوئی تھی) لہذا
اس قسم کی نہین ہی جسکی نالش جداگانہ ازروئی دفعہ مذکور ممنوع السماعت ہی
مقدمہ پرتاب سنگہ۔ بنام۔ بینی رام کا اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے فرق ظاہر کیا
تجویز محمود صاحب جسٹس۔ نالش مین دفعہ ۲۴۴ عارض نہین ہی
کیونکہ زرواصلات جسکے دلاپانے کی استدعا ہی اوس ڈگری کے اجرا مین
جوبرطبق اپیل منسوخ کیگئی۔ وصول نہین ہوا۔
دیوتہایٹ صاحب جسٹس۔ فقرہ ج دفعہ ۲۴۴ مین
الفاظ ''کوئی اور امور نزاعی جو پیدا ہوی ہون'' الخ کو اسطرح پڑھنا
چاہیی (کہ کوئی اور امور نزاعی جو فوراً پیدا ہوئے ہون) ورنہ صیغہ اجرا مین
تحقیقات نہایت کرنا بعید ہوگا۔ (الہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۷۰) مقدمہ ام غلام
بنام دوارکا) **سود۔ ہرجہ۔ منافعہ۔ واصلات۔ قیاس
بار ثبوت**۔ جو سود سالانہ بقایا لگان پر لگایا گیا ہو وہ جب مدعی اپنے
عرضی دعوی مین دعوی کرے۔ بطور اوس جزو ضروری ہرجہ کے دلایا
جاسکتا ہی جسکو وہ شخص وصول کر سکتا ہی جو بطور بیع جائداد منقولہ سے بیدخل
کیا گیا۔ پرتاب چند بروار بنام۔ رانی سرنامی (ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۱۵۱)

کی پابندی کی گئی - لفظ منافعہ مین - سود سالیانہ اوس منافعہ کا شامل
نہین ہے - (ہر درگا چودہرانی - بنام - صورت سندری دیبی ماقبل
صفحہ ۳۳۲) کی پابندی کی گئی - (نالشات منافع مین جب مدعاعلیہم
جائداد پر بطور غاصب قابض ہون - تو یہ ثابت کرنا ذمہ نامبردگان ہے
کہ کسقدر روپیہ بطور لگان ایام دخیلکاری نامبردگان مین وصول ہوا اور
وہ اصول بیان کیے گئے جنکی بنا پر واصلات کا شمار ہونا چاہیے - (ہرچندر کمار
راے - بنام - مادہب چندر گھوس انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۴۲)

پریوی کونسل

مد ۱۱۲ ہر درگا چودہرانی - (مدیون ڈگری) بنام - صورت سندری
دیبی دائن -

اپیل از ہائی کورٹ آف جوڈیکچر فورٹ ولیم واقع بنگال

سود بابتہ واصلات - اجراے ڈگری - ضابطہ خرچہ وجوہ اپیل

تعریف لفظ واصلات سے مراد وہ روپیہ ہے جو بعد منہائی اخراجات
تحصیل کے اراضی سے وصول ہو - اور اوس روپیہ مین وہ ہر حصہ جو واصلات

کے اوسوقت نہ ادا ہونے سے پیدا ہو جب وہ واجب الادا ہو یا نقصان
سود سال بسال شامل نہین ہے۔ ایک ڈگری مین یہ لکہا تھا کہ واصلات معہ
سود سن ابتدائی تاریخ دریافت واصلات دلانا چاہیے۔
تجویز ہوئی۔ کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری مذکور کو سود سال بسال
اوس تحصیل پر دلانے کا اختیار نہین تھا۔ جو وصول ہونی چاہیے تھی
مگر وجوہ اپیل جو بالکل قابل پذیرائی نہین اون وجوہ کے ساتھ جو قابل
پذیرائی ہین اسغرض سے شامل کردیے جائین۔ کہ مقدمہ نسبت امیت
کے اسطور پر داخل قاعدہ ہوجائے۔ کہ اپیل نسبت استحقاق جائز قرار
پاوے۔ تو اس معاملہ کو متعلق امر خرچہ کے سمجھنا چاہیے۔
(مقدمہ ہردورگا چودہرانی۔ بنام۔ صورت سندری سلسلہ نظائر کلکتہ
جلد ہشتم صفحہ ۳۳۲)
ایک مقدمہ اپیل خاص مین صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ نے یہ واقعات
تحریر کیئے ہین کہ ایک مدعی نے قبضہ اپنے حصہ واقع ایک موضع کا حاصل کیا
جسکو وہ ایک مرتبہ بمقدمہ شفعہ ہار چکا تھا۔ بعد ازان نالش واسطے
واصلات زمانہ بیدخلی کے دائر کی۔ عدالت ابتدائی نے یہ تجویز کی

کہ مقدمہ قابل سماعت تھا - اور بناءً علیہ ڈگری صادر کی - عدالت اپیل ثالث نے اوس فیصلہ کو اس تجویز سے منسوخ کیا - کہ نالش جداگانہ واسطے وصلات کے نہین ہو سکتے - صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے یہ تجویز فرمایا کہ بحث واصلات کی متعلق بہ اجراءِ ڈگری یا ایفاءِ ڈگری قبضہ کے - کیونکہ اوسوقت مین یہ بحث پیش نہین کیگئی تھی - لہٰذا فیصلہ عدالت ابتدائی کا بحال کیا گیا - سلکٹ کیس نمبر ۱۷۱ ۱۸۸۱ء کا حوالہ دیا گیا اور مقدمہ رام غلام - بنام - دوارکا رام مندرجہ انڈین لا رپورٹ الٰہ آباد جلد ہفتم صفحہ ۱۰۷ کی تقلید کیگئی - جوڈیشل کمشنر سلکٹ کیس نمبر ۱۲۴ ۱۸۸۱ء مقدمہ بینی پرشاد - بنام - رام کشن -

دعوی واصلات اوس زمانہ کا جو قبل پیدا ہونے حق شفعہ کے گذر گیا منجانب شفیع کے نہین ہو سکتا ہے - (مقدمہ امام الدین سوداگر بنام عبد السبحان ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۱۷ - ڈائجسٹ آف انڈین لا کیسیز جلد ۴ صفحہ ۵۳۵ باب شفعہ نمبر ۹ -

صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نے ایک مقدمہ واصلات مین جسمین میعاد سماعت کی تھی یہ تجویز فرمایا کہ دعوی واسطے حصہ منافع

کے ضرور ہے کہ اندر تین سال کے دائر کیا جاوے اور شمار حد سماعت کا اوس وقت سے ہوگا کہ جب منافع واجب الادا ہو یا سال فصلی کے اخیر پر جسکی تعریف دفعہ ۳ - ایکٹ ۱۷ - ۱۸۷۶ء مین کی گئی - مقدمہ سبکین خان - بنام سی کینور مندرجہ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد اول صفحہ ۵۱۲ کی تقلید کی گئی اور نظیر ایکٹ لگان نمبر ۱۲ مورخہ ۲۳ - جولائی ۱۸۸۱ء مقدمہ گنیشی بنام للو سے اختلاف کیا گیا -

ایک مقدمہ مین مدعی نے ڈگری قبضہ جائداد غیر منقولہ حاصل کی اور بصیغہ اجرا قابض کرا دیا گیا - وہ ڈگری بعدہ اپیل سے منسوخ اور نالش مدعی معہ کل خرچہ کے ڈسمس ہوگئی - باجراے ڈگری اپیل عدالت مرافعہ اولے نے - مدعاعلیہم اپیلانٹان کو پھر قابض اراضی کرا دیا مگر واپس دلانے زر واصلات سے حسب دفعہ ۵۸۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی اس بنا پر انکار کیا ہے کہ بابت اوسکے نالش علیحدہ رجوع ہونی چاہیے - حکم منصف ضلع کو اپیل مین صاحب جج ضلع نے بحال رکھا -

تجویز (مصدرہ کالبس صاحب چیف جسٹس و پارکر صاحب جسٹس)

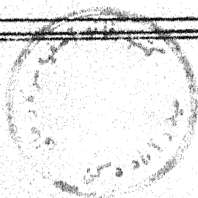
ہماری یہ راے ہے - کہ الفاظ دفعہ ۵۸۳ - ایسے کافی وسیع ہین کہ اونسے

گنجایش بصیغۂ اجرائے ڈگری دلانے اوس زر واصلات کے ہی جسکے مدعاعلیہم
بطریق معاوضہ مستحق ہین - عدالت ہذا سے یہ تجویز ہوچکا ہی کہ بموجب
۵۸۳ کے اوس روپیہ پر جسکا بر طبق اپیل بطریق نامناسب وصول کیا جاتا
تجویز ہو سود دلایا جاسکتا ہے - امادیارام بنام شاسترم ایار -
(انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۵۰۶) اور یہ امر کہ زر
واصلات بھی دلایا جاسکتا ہے - ہائی کورٹ کلکتہ سے بمقدمہ مکند لال
پال چودہری - بنام - محمد سمیع میان - (انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۴
صفحہ ۴۸۴) تجویز ہوچکا ہے اس امر سے کہ نالش علیحدہ واسطے دلاپانے
زر واصلات مذکورہ کے حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت
ہوگی - دیکھو مقدمہ رام غلام - بنام - دوارکا رائے (انڈین لارپورٹ
الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۰) ہرگز یہ نتیجہ نہین نکلتا - کہ مدعاعلیہ اوس چارہ کار کے
استدعا کرنے سے ممتنع ہے جو بصیغۂ اجرائے ڈگری حسب دفعہ ۵۸۳ دیا گیا
احکام عدالتان ماتحت معہ خرچہ منسوخ کیے جاتے ہین - اور منصف ضلع کو
یہ ہدایت کیجاتی ہی کہ درخواست کی سماعت کرے (مقدمہ کلیان
سندرم وغیرہ - بنام - انگناد لسیو را نڈین لارپورٹ مدراس جلد یازدہم صفحہ ۲۶)

مد ۱۱۳ جبکہ مدعی اپنے دعوے مین تعمیر الفاظ ڈگری بتصریح دعوی واصلات کا مابعد تاریخ رجوع دعوی کرے تو اگرچہ ڈگری مین بے احتیاطی سے صرف یہ الفاظ لکھے جائین کہ دو ڈگری کل دعوے کی صادر ہو" تاہم وہ ڈگری واصلات متعددیہ جاری ہوگی (۲ W.N ۳) جس حالت مین یہ الفاظ کسی ڈگری کی بموجب دفعہ ۱۹۷ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پورا اوسی طور سے ڈگری مین لکھو گئے ہون جیسا کہ بموجب دفعہ ۱۹۶ کے لکھے جا سکتے تھے اور بحوالہ عرضی دعوی الفاظ صریح کا لکھنا ڈگری مین فرو گذاشت ہو تو عدالت خود اسکی پابند ہے کہ ڈگری کو یہ خیال کرے کہ اوسمین واصلات کا دعوی بھی درج تہا (ٹھونڈن سنگھ بنام پرگنی نراین سنگھ ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۴۵) ایک ڈگری واصلات مین جسمین سود دلایا گیا تہا یہ بحث تھی کہ آیا سود تاریخ ڈگری سے شمار ہوگا یا اوس تاریخ سے کہ جبکہ وہ تعداد واصلات کی منقح ہوی عدالت ہائیکورٹ نے تجویز کیا کہ ڈگری کا مفہوم یہہ قرار دیا جائیگا کہ سود اوس تاریخ سے شمار ہوگا جس تاریخ کو کہ عدالت نے تعداد واصلات کی منقح کی نہ کہ اوس تاریخ سے جس تاریخ کو ایمن ریورٹ کی (مقدمہ درگا سندری دیبی بنام شیشر چی دیبی ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۱) ایک مقدمہ مین دعوی قبضہ نیز واصلات کا کیا گیا زید اہلی عاعلیہ جانب مقدمہ کا تہا عمر کی ورثت حولہ برادر اوسوقت مین جبکہ مقدمہ قریب فیصلہ کے تہا اوسکا نام بجائے زید کے ڈگری مین

درج کیا گیا - تجویز ہوا کہ الفاظ ڈگری کی مفہوم مین عمر اوسی طرح ذمہ دار زر واصلات اور
اوسکے خرچہ کا ہی جیسا کہ زید تہا (مقدمہ ایسکا داس بنام جے دیجی پرشاد ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۸)
دعوی زر واصلات بابتہ اوس زمانہ کے جو تین سال قبل داخل ہونے عرضی دعوے کے
ماقبل ہوا از روے اکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۹ع ضمیمہ ۲ مد ۱۰۹ ممنوع ہی ایک مالک شکمی نے جسکو ایسے
مہتمم حقیقت اعلی نے جو حسب اکٹ دادرسی تعلقداران اودھ مصدرہ سنہ ۱۸۷۰ع مقرر ہوا تہا بیدخل کیا تہا
بموجب ایک ڈگری کے قبضہ دوبارہ حاصل کیا اور بعد ازان نالش بابتہ زر واصلات کی دائر کی
تجویز ہوئی کہ اوس شخص پر جسنے بعد اسکے کہ تعلقہ اہتمام اکٹ مندرجہ صدر سے چہوڑ گیا قبضہ
پایا - اور جسی اوسکو خود زر واصلات وصول نہین ہوا اون رقوم کا مواخذہ نہین ہو سکتا ہی جو اوسکے
بطریق زر واصلات وصول ہو سکتی ہین لیکن بوجہ اسکے کہ مہتمم نے ارادۃً قصور کیا وصول نہین ہوئین
(جیسا کہ بیان کیا گیا ہی) کیونکہ کوئی امر ثبوت اسکے نہین ہے کہ تعلقدار مذکور پر اوس سے زیادہ کا
مواخذہ ہو سکتا ہی کہ جو اوسکو فی الواقع وصول ہوا ہے کیونکہ ایسا ہی قاعدہ قانونی نہین ہے جس سے عدالت
اس بات پر مجبور ہو کہ زر واصلات پر سود دلائے لہذا ایک ایسا معاملہ ہے جو عدالت کی اختیار تمیزی مین ہے کہ
بعد غور نسبت واقعات کے سود دلائی یا نہ دلائے (مقدمہ کشتانند مسٹی بنام پرتاب نرائن سنگہ مع علیہ ندین
لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۵)

تمت



اشتہار

سنہ ۹۵ع مین ایک کتاب بنام مزد (قانون شرع) میرے ولی نعم جناب
مولوی سید حیدر مہدی صاحب بہادر منصف نے جمع وتالیف فرماکر طبع
کو بغرض طبع سپرد فرمائی - اور اس نیازمند کو حق تالیف عطا فرماکر اوسکے
فروخت کرنے کی اجازت دی - اور مین نے اوسکے اشتہارات شایع کیے -
مگر بوجہ میرے قصر امکان کے اسوقت تک پورا تکملہ اوسکا نہواتہا -
اب الحمد للہ وہ کتاب مکمل ہوکر چہپ گئی اور میرے پاس ذخیرہ اوسکا
جمع ہوگیا ہی - لہذا مکرر اشتہار دیا جاتا ہی کہ جن بزرگونکو خریداری اوسکی
منظور ہو بذریعہ کارڈ نیازمند کو مطلع فرمائین - فوراً کتاب بذریعہ
ویلیو پی ایبل پارسل روانہ کیجائیگی - یہہ کتاب اصول شرع فریقین
وقوانین وصدہا نظائر کے حوالے سے منتخب کرکے بڑی مشقت
وفکر سے چہہ سال مین جمع کی گئی ہی - اور بنظر فائدہ عام علاوہ
محصول ڈاک کے صرف ے قیمت قرار دیگئی ہی - امید ہے کہ
حضرات شائقین جلد طلب فرمائین گے - اور واضح رہے کہ یہ کتاب
ممالک مغربی وشمالی واودہ ونیز ہر ملک مین بکار آمد ہے
ملک اودہ کے اصول مختص المقامی جدا ظاہر کیے گئے ہین -

(حق تالیف اس کتاب کا محفوظ ہے)

المشتہر

مرزا محمد مہدی عفی عنہ از مقام مسافرخانہ ضلع سلطانپور اودہ